

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان عربوں کی نظر میں

جلد اول

مرتبہ و مترجمہ

ضیاء الدین اصلاحی

دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، یوپی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان عربوں کی نظر میں

جلد اول

یعنی ہندوستان کے متعلق قدیم عربی مصنفین خصوصاً جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں
کے بیانات اور ان کا اردو ترجمہ

مرتبہ و مترجمہ

ضیاء الدین اصلاحی

دارالمصنفین شبلی اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر ۱۹-۱ اعظم گڑھ (الہند)

جملہ حقوق محفوظ

سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۸۹

نام کتاب : ہندوستان عربوں کی نظر میں (اول)

مؤلف و مترجم : ضیاء الدین اصلاحی

صفحات : ۳۰۲

ایڈیشن : ۲۰۰۹ء

قیمت : ۱۵۰ روپے

مطبع : معارف پریس، دارالمصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

ناشر : دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ

باہتمام

عبد المنان ہلالی

فہرست مضامین

ہندوستان عربوں کی نظر میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	شمار
۴۶	ابوزید حسن سیرانی	۴	دیباچہ	
۴۷	(۱) سلسلۃ التوارخ	۵ تا ۵۱	از شاہ معین الدین احمد ندوی ناظم شعبہ علمی و ڈائریکٹر شعبہ تاریخ دارالمصنفین	
۵۸	بلاذری	۵		
۵۹	(۱) فتوح البلدان	۱	جا حظ	۱
۹۴	یعقوبی	۶	(۱) کتاب البیان والتبیین	
۹۵	(۱) تاریخ یعقوبی جلد اول	۴	(۲) رسالہ فخر السودان علی البیضان	
۱۱۴	ابن فقیہ ہمدانی	۷	ابن خرداد بہ	۲
۱۱۵	(۱) کتاب البلدان	۹	(۱) المسالک والممالک	
۱۲۶	ابن رستہ	۸	سلیمان تاجر	۳
۱۲۷	(۱) الاعلاق النقیسہ	۲۶	(۱) سلسلۃ التوارخ	



شمار	مضمون	صفحہ	شمار	مضمون	صفحہ
۹	بزرگ بن شہر یار	۱۳۵	۱۱	مطہر بن طاہر مقدسی	۲۵۸
	(۱) عجائب الہند	۱۳۶		(۱) کتاب البدء والتاریخ	۲۵۹
۱۰	ابو الحسن مسعودی	۱۶۶		(جلد رابع)	
	مروج الذهب ومعادن الجوہر		۱۲	اصطخری	۲۶۵
	(۱) " " جلد اول	۱۶۸		(۱) مسالک والممالک	۲۶۶
	(۲) " " جلد دوم	۲۲۳	۱۳	بشاری مقدسی	۲۷۷
	(۳) " " جلد سوم	۲۳۹		(۱) احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم	۲۷۸
	(۴) " " جلد رابع	۲۴۵			
	(۵) کتاب التنبیہ والاشراف	۲۵۰			





دیباچہ

انگریزوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے پیش نظر ہندوستان کی تاریخیں لکھیں، اس لیے وہ ہندوستان سے مسلمانوں کے تعلق کا آغاز محمود غزنوی کے حملہ یعنی پانچویں صدی ہجری یا زیادہ سے زیادہ محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے زمانہ سے کرتے ہیں، اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان سے مسلمانوں کا تعلق محض حملہ آورانہ اور فاتحانہ رہا، اس سے پہلے ان کے کوئی تعلقات نہ تھے، دوسرے مورخین نے بھی اس کی تقلید کی اور یہ ایک مسلم واقعہ بن گیا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سندھ کی فتح سے بھی پہلے ہندوستان سے مسلمانوں کے علمی، مذہبی، تجارتی گونا گوں تعلقات تھے، بلکہ تجارتی تعلقات تو اسلام کے بھی صدیوں پہلے سے چلے آ رہے تھے اور ابتدا میں عرب مسلمان فاتح کی حیثیت سے نہیں بلکہ تاجر کی حیثیت سے جنوبی ہندوستان میں آئے اور آج بھی ان کی اولاد وہاں موجود ہے، جو موپلایا نانت کہلاتی ہے۔

چوں کہ ابتدا میں عرب تاجر کی حیثیت سے آئے تھے، اس لیے اس زمانہ میں ان کا تعلق ان ہی علاقوں سے ہوا جہاں بندرگاہیں تھیں، اس زمانہ میں سب سے زیادہ بندرگاہیں جنوبی ہند میں، اس کے بعد سندھ، گجرات اور بلوچستان میں تھیں، مثلاً موجودہ مدراس میں کولم ملی، ملپیار، راس کمار، گجرات میں تھانہ، کھمبانت، سوہارہ، چیمورہ، سندھ میں دیہیل، بلوچستان میں تیز وغیرہ،

جزائر میں سرندیپ اور مالدیپ، اس لیے ابتدا میں عرب انہی علاقوں میں آباد ہوئے اور ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام سے صدیوں پہلے وہ سرندیپ، مالدیپ، ملیبار، کولم (موجودہ ٹرانکور) کا رو منڈل، چیمور، تھانہ، کھمبایت، گندھار، چنداپور، پاکور (برکور) منگلور وغیرہ آباد ہو چکے تھے، بعض مقامات پر ان کی آبادی دس دس ہزار تک تھی، ان کی مسجدیں تھیں، ہندوؤں سے ان کے تعلقات نہایت خوشگوار تھے، ہندو راجے ان کا بڑا احترام کرتے تھے اور ان کو باعث برکت سمجھتے تھے اور بعض حکومتوں میں ان کو خاص حقوق و مراعات حاصل تھے۔

چنانچہ جہاں جہاں ان کی آبادی زیادہ تھی، وہاں ان کا الگ نظام قضا تھا اور ان کے معاملات و مقدمات کے فیصلہ کے لیے ہندو راجہ کی جانب سے مسلمان قاضی یا حاکم مقرر تھے، جو ہنرمند کہلاتے تھے، ہندو راجاؤں کے مسلمان وزیر و مشیر تھے، بعض راجاؤں نے جن کو حق کی تلاش تھی، اسلام کے متعلق تحقیقات کے لیے اپنے سفیر عرب بھیجے اور مسلمان بزرگوں کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، پھر ان کے اثر سے ان کی رعایا میں بھی اسلام کی اشاعت ہوئی، یہ سارے حالات عرب سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں کی کتابوں میں ملتے ہیں اور حضرت الاستاذ مولانا سید سلیمان ندویؒ نے ان کی روشنی میں اپنی کتاب ”عرب ہند کے تعلقات“ لکھی ہے، جس میں بڑی تفصیل سے عرب د ہندوستان کے قدیم تعلقات دکھائے ہیں۔

درہ خیبر سے مسلمان فاتحین کا داخلہ بہت بعد میں ہوا اور جنوبی ہند وغیرہ میں تو ان کی حکومت سب سے آخر میں قائم ہوئی ہے، ہندوستان میں مسلمانوں کے فاتحانہ داخلہ اور ان کی حکومتوں کے قیام کی ترتیب و تاریخ حسب ذیل ہے:

دکن میں ۶۹۳ھ-۱۲۹۴ء	پنجاب میں ۳۱۴ھ-۱۰۲۳ء
گجرات میں ۶۹۷ھ-۱۲۹۷ء	سندھ میں ۵۸۲ھ-۱۱۸۶ء
مہراشٹر میں ۷۱۲ھ-۱۳۱۲ء	دہلی قنوج، اودھ ۵۸۹ھ-۱۱۹۳ء

اور بنارس میں

بہار اور بنگال میں ۹۵-۵۹۳ھ-۹۹-۱۱۹۸ء

اس نقشہ سے ظاہر ہوگا کہ ابتدا میں مسلمان جن علاقوں میں آباد ہوئے تھے، وہاں ان کی حکومت سب سے آخر میں قائم ہوئی۔

عرب ایک تجارت پیشہ اور جہاز راں قوم تھے، اس لیے ان کو ہمیشہ نئے نئے ملکوں کے حالات سے دلچسپی تھی، اسلام کے بعد جب ان کا علمی دور شروع ہوا تو جغرافیہ سے ان کی دلچسپی نے علمی تحقیق و تفتیش کی شکل اختیار کر لی اور ان میں بڑے بڑے سیاح اور جغرافیہ بین پیدا ہوئے، جنہوں نے مختلف ملکوں کے جغرافیہ پر بڑی اہم کتابیں لکھیں، ہندوستان سے قدیم تعلقات اور عرب سے اس کی قربت کی بنا پر قد رۃ زیادہ دلچسپی تھی، چنانچہ مسلمان سیاحوں اور جغرافیہ دانوں نے یہاں کے حالات کا عینی مشاہدہ کر کے یا عینی مشاہدین سے سن کر یا ان کی کتابوں میں پڑھ کر ان کے حالات لکھے، جن جغرافیہ دانوں نے محض سن کر حالات لکھے ہیں، ان کی کتابوں میں بعض ایسی روایات بھی ملتے ہیں جن کو موجودہ مذاق قبول نہیں کرتا یا بعض واقعات موجودہ تحقیق کے اعتبار سے صحیح نہیں ہیں، کیوں کہ تحقیق کا قدم ہمیشہ آگے بڑھتا رہتا ہے، لیکن مجموعی حیثیت سے ان کتابوں میں اس دور کے ہندوستان کے متعلق جس قدر مختلف النوع اور مفید معلومات ملتے ہیں، وہ دوسری کتابوں میں نہیں مل سکتے، وہ ہندو قدیم کی تاریخ کا نہایت اہم ماخذ ہیں اور اس کی صحیح تصویر ان ہی کتابوں میں نظر آتی ہے، مگر یہ کتابیں عرصہ تک نایاب رہیں، اس لیے ان کی جانب بہت کم اور بہت بعد میں توجہ کی گئی۔

سب سے پہلے ایٹ نے اپنی کتاب میں سلیمان تاجر، ابو زید سیرانی، ابن خرداد بہ، مسعودی، اصطخری، ابن حوقل، یعقوبی البیرونی، ادریسی اور قزوینی کی کتابوں کے اقتباسات دیئے، مگر ان کے پیش نظر سیاسی تاریخ بلکہ انگریزی حکومت کی سیاست بھی تھی، اس لیے انہوں نے بہت سی ضروری چیزیں چھوڑ دی ہیں، اس کے علاوہ بعض اہم کتابیں جو اس زمانہ میں غیر مطبوعہ اور نایاب تھیں، اب چھپ گئی ہیں اور یہ سب کتابیں تیسری صدی ہجری سے لے کر پانچویں صدی تک یعنی پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام سے پہلے کی ہیں، اس لیے ضرورت تھی کہ ان کے بیانات کو جمع کر کے مع ترجمہ شائع کیا جائے، تاکہ جو لوگ عربی سے ناواقف ہیں

وہ بھی ان سے فائدہ اٹھائیں، اس ضرورت کی جانب سب سے پہلے حضرت سید صاحبؒ نے ”عرب و ہند کے تعلقات“ میں توجہ دلائی تھی۔

نئے حالات و ضروریات کے مطابق تاریخ ہند کی تالیف کا کام عرصہ ہوا، دارالمصنفین میں شروع کیا گیا تھا، مگر مختلف موانع خصوصاً مالی دشواریوں کی بنا پر آگے نہ بڑھ سکا تھا، گزشتہ سال حکومت نے اس کام کے لیے پانچ ہزار کی امداد منظور کی تو پھر اس کام کو شروع کیا گیا اور اس سلسلہ میں ہندوستان کے متعلق عرب سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں وغیرہ کے بیانات کی جمع و ترتیب اور ترجمہ کو بھی شامل کر لیا گیا اور اس کی اطلاع بھی حکومت ہند کے شعبہ متعلقہ کو دے دی گئی، تاریخ ہند کی پہلی اسکیم میں اس کتاب کو تصحیح و تخریج کے پورے اہتمام کے ساتھ شائع کرنے اور اس پر مبسوط مقدمہ لکھنے کا خیال تھا، جس میں عرب مصنفین کے بیانات پر نقد و تبصرہ بھی ہوتا، مگر حکومت ہند نے جولائی ۱۹۵۹ء میں امداد منظور کی اور اس شرط کے ساتھ کہ مارچ ۱۹۶۰ء میں کتابیں چھپ کر تیار ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ آٹھ مہینے کی مدت اس اہم کام کے لیے ناکافی تھی اور اس میں جمع و ترتیب اور ترجمہ ہی کا کام مشکل تھا، اس کی تصحیح و تخریج اور نقد و تبصرہ کی تو گنجائش ہی نہ تھی، اس لیے اس کا خیال مجبوراً چھوڑ دینا پڑا۔

پہلے اس کتاب کی تالیف و ترجمہ کا کام میں نے اپنے ذمہ رکھا تھا، مگر تاریخ ہند کے سلسلہ کے دوسرے کاموں کی مشغولیت اور وقت کی تنگی کی وجہ سے اس کی فرصت نہ مل سکی، اس لیے کتاب کا نقشہ بتا کر اور اس کے متعلق ہدایات دے کر یہ کام دارالمصنفین کے نئے رفیق مہاوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی کے سپرد کر دیا کہ وہ کتابوں سے اقتباسات جمع کر کے ترجمہ کر دیں اور میں اس کی تصحیح و ترمیم کر لوں گا، مگر تجربہ سے ظاہر ہوا کہ ابھی وہ یہ کام بھی انجام نہیں دے سکتے تھے، چنانچہ ایک تو ان کی ناتجربہ کاری، دوسرے وقت کی کمی کی بنا پر ان کا ترجمہ نہ صرف ناقص، بلکہ جا بجا غلط بھی تھا، اس کے علاوہ انہوں نے نقل و اقتباس میں بھی رطب و یابس اور ضروری و غیر ضروری کا امتیاز نہ کیا تھا، بعض اور خامیاں بھی تھیں، اس لیے مجھ کو نقل و اقتباس اور ترجمہ دونوں کی تصحیح و ترمیم

میں پوری محنت کرنا پڑی اور اس کا بڑا حصہ بدل دینا پڑا اور یہ کام اتنی جلدی میں ہوا ہے کہ عجب نہیں، اب بھی کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں، اس لیے ناظرین سے توقع ہے کہ وہ حالات کی مجبوری کے پیش نظر اس کو نظر انداز کریں گے، بلکہ ان سے مطلع کر دیں گے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر دی جائے، انشاء اللہ دوسری جلد ان تمام نقائص سے پاک اور ممکن حد تک ہر حیثیت سے مکمل ہوگی۔

مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی نے اپنی بساط بھر اس کتاب کی تالیف و ترجمہ میں پوری محنت کی ہے، اس لیے بہر حال وہ حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں، یہ کتاب دو جلدوں میں ہے، اس جلد میں جاحظ، ابن خرداد بہ، سلیمان تاجر، ابو زید حسن سیرانی، بلاذری، یعقوبی، ابن فقیہ ہمدانی، ابن رستہ، بزرگ بن شہریار، مسعودی، مطہر بن طاہر مقدسی، اصطخری، بشاری، مقدسی کے بیانات ہیں اور اس کی ترتیب سنہ وار رکھی گئی ہے۔

آخر میں ہم عالی جناب ہمایوں کبیر وزیر سائنسی تحقیقات و ثقافتی امور حکومت ہند کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جن کی توجہ و علم نوازی سے یہ امداد ملی، اس سال یعنی ۱۹۵۹ء میں اس سلسلہ کی دو کتابیں ”ہندوستان کے عہد وسطیٰ کا فوجی نظام“ اور ”ہندوستان عربوں کی نظر میں“ (جلداول) شائع ہوئی ہیں، آئندہ آٹھ جلدیں اور شائع کرنے کا ارادہ ہے۔

ہم کو توقع ہے کہ حکومت ہند اس سلسلہ کی تکمیل میں آئندہ بھی مدد دے گی۔

معین الدین احمد ندوی

ناظم شعبہ علمی و ڈاکٹر تاریخ ہند

دارالمصنفین اعظم گڑھ

۲۵ مارچ ۱۹۶۰ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جاحظ

المتوفی ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۴ء

جاحظ کا نام عمرو بن بحر بن محبوب، کنیت ابو عثمان، لقب جاحظ اور وطن بصرہ ہے، عربی زبان کا مشہور اور بے مثل انشا پرداز، صاحب طرز ادیب، فلسفی اور متکلم تھا، وہ صورۃ کم رو، لیکن ذہانت و طباعی اور جودتِ طبع میں بے نظیر تھا، تحریر و تقریر میں موتی بکھیرتا تھا، مسعودی کا بیان ہے کہ پہلے اور بعد کے لوگوں میں جاحظ سے بڑا کوئی فصیح و ادیب نہیں گذرا، ابو ہفان کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ علم و فن کا شائق میں نے کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا۔

جاحظ چھوٹی بڑی بے شمار کتابوں کا مصنف اور عباسی دور سلطنت میں ادیبوں اور انشا پردازوں کا امام سمجھا جاتا تھا، اس کی مشہور کتابوں میں ”البيان والتبيين“، ”کتاب الحيوان“، ”کتاب النساج“ اور رسائل وغیرہ ہیں، ابن خلدون نے کتاب البیان والتبيين کے متعلق لکھا ہے کہ ہماری درس گاہوں کے اساتذہ اسے فنِ ادب کی چار اہم اور اہمات کتب میں شمار کرتے تھے، بصرہ کا باشندہ ہونے کی وجہ سے ہندوستان سے بھی اس کے تعلقات تھے، چنانچہ ”البيان والتبيين“ میں اس نے ہندوستان کے اصول بلاغت پر چند سطریں اور ایک رسالہ میں ہندوستان کی بعض خوبیوں اور خصوصیتوں کا ذکر کیا ہے، یہ کتابیں مصر سے شائع ہو چکی ہیں، فالج کے مرض میں ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۴ء میں اس کا انتقال ہوا، اس لحاظ سے وہ عربی کا سب سے قدیم مصنف ہے، جس نے اپنی تصانیف میں ہندوستان کا ذکر کیا ہے۔

کتاب البیان والتبيين

قال معمر ابوالاشعث قلت لبهلة
الهندي ايام اجتلب يحيى بن خالد
اطباء الهند مثل منكة و باز بكر
وقلبرقل و سند باز و فلان فلان ما
البلاغة عند اهل الهند قال بهلة عندنا
في ذلك صحيفة مكتوبة لا احسن
ترجمتها لك ولم اعالج هذه الصناعة
فائق من نفسي بالقيام بخصائصها و
تلخيص لطائف معانيها قال ابوالاشعث
فلقيت بتلك الصحيفة التراجمة فاذا
فيها اول البلاغة اجتماع الة البلاغة
و ذلك ان يكون الخطيب رابط
الحاش ساكن الجوارح قليل الحظ

معمر ابوالاشعث کا بیان ہے کہ میں نے
بہلہ سے جب اس کو یحییٰ بن خالد برکی (۱)
نے ہندوستان کے چند ویدوں اور پنڈتوں
منکا، بازگیر، قلبرقل اور سند باز وغیرہ کے
ساتھ (بغداد) بلوایا تھا، پوچھا کہ ہندوستان
والوں کے نزدیک بلاغت کا کیا مفہوم ہے؟
بہلہ نے جواب دیا کہ اس موضوع پر میرے
پاس ایک لکھا ہوا رسالہ موجود ہے لیکن میں
اس کا اچھا ترجمہ نہیں کر سکتا اور خود مجھے اس
فن میں کوئی مہارت نہیں ہے کہ اپنے اوپر اعتماد
کر کے اس کی خصوصیات اور لطائف و نکات
بیان کر دوں، ابوالاشعث کا بیان ہے کہ یہ
رسالہ لے کر میں مترجموں سے ملا تو اس میں

(۱) براۓ کی تاریخ پر اردو زبان میں ایک مستقل کتاب موجود ہے، یہاں اس قدر وضاحت ضروری
معلوم ہوتی ہے کہ بغداد کی عباسی سلطنت میں پچاس سال تک اس خاندان نے نہایت نیک نامی، قابلیت
اور حسن انتظام کے ساتھ وزارت کی اور عرب و ہند کے علمی تعلقات اس خاندان کی کوششوں سے وجود
میں آئے، یحییٰ بن خالد ہارون رشید کے زمانہ میں وزیر تھا، اس نے جن لوگوں کو ہندوستان سے بلوایا تھا وہ
سب مشہور ویدو پنڈت اور نامی طبیب تھے۔

متخير اللفظ لا يكلم سيد الامة بكلام
الامة ولا السلوك بكلام السوق و
يكون في قواد فضل للتصرف في كل
طبقة ولا يدقق المعاني كل التدقيق
ولا ينفح الالفاظ كل التنقيح و لا
يصفيها كل التصفية ولا يهذبها غاية
التهذيب ولا يفعل ذلك حتى
يصادف حكيماً اور فيلسوفاً عليماً۔
(ص ۴۰)

لکھا تھا کہ بلاغت کی اولین شرط یہ ہے کہ اس
کے تمام آلات اور وسائل موجود ہوں، اس کی
تفصیل یہ ہے کہ خطیب اور مقرر کا دل مضبوط
اور قوی ہو، اس کے اعضا و جوارح میں سکون
ہو، نگاہیں جھپکتی ہوں، اس کے الفاظ چیدہ اور
منتخب ہوں، قوم کے سردار سے عوامی انداز کی
اور بادشاہوں کے سامنے بازاری طرز کی
گفتگو نہ کرے، اس میں یہ خوبی ہو کہ ہر قسم
کے لوگوں سے ان کے مناسب حال گفتگو
کر سکتا ہو اور الفاظ و معانی میں بہت زیادہ
دقت آفرینی، نکتہ سنجی اور تراش و خراش سے
کام نہ لیتا ہو اور یہ خصوصیات بغیر کسی حکیم و
دانا (پنڈت) اور باخبر فلسفی کی صحبت کے پیدا
نہیں ہو سکتیں۔

www.KitaboSunnat.com



رسالة فخر السودان على البيضان

و اما الهند فوجدناهم يقدمون
فى النجوم والحساب ولهم الخط
الهندي خاصة و يقدمون فى الطب
ولهم اسرار الطب وعلاج فاحش
الادواء خاصة ولهم خرط التماثيل
و نحت الصور بالاصياغ تجدد من
المحاريب و اشباه ذلك ولهم
الشطرنج وهى اشرف لعبة و اكثرها
تديراً و فطنة ولهم السيوف القلعية
و هم لعب الناس بها و احذقها
ضرباً بها ولهم الرقى النافذة فى
السموم و فى الالوجاع ولهم غناء
معجب ولهم الكنكلة و هى وتر

ہندوستان کے باشندوں کو ہم نے
نجوم (جوتش) اور حساب میں بہت آگے پایا
ہے، ان کا ایک خاص ہندی خط ہے اور طب
میں بھی ان کا درجہ اونچا ہے، ان کی طب کے
خاص اسرار ہیں اور سنگین بیماریوں کی خاص
طور سے ان کے پاس دوائیں ہیں، مجسمے
تراشنا، رنگین تصویریں بنانا جو محرابوں اور اس
قسم کی دوسری چیزوں میں نظر آتی ہیں، ان کا
خاص فن اور آرٹ ہے، شطرنج (۱) ان کی ایجاد
ہے جو ذہانت اور تدبیر کا بہترین کھیل ہے، ان
کی تلواریں نہایت عمدہ اور تلواروں کے کھیل
سے ان کو بڑی دلچسپی ہے اور اس کے چلانے
میں وہ بڑے ماہر ہیں، زہر کے اثر اور درد

(۱) شطرنج کے متعلق اہل ایران اور بعض دوسری قوموں کا دعویٰ ہے کہ وہ ان کی ایجاد ہے، مگر یہ غلط ہے،
دوسری صدی ہجری اور عباسی سلطنت کے زمانہ میں یہ کھیل عرب پہنچ چکا تھا، یہ ذہانت و تدبیر کا بہترین کھیل
اور صرف کھیل ہی نہیں، اس کے اندر یہ فلسفہ موجود ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے وہ انسان کی ذاتی کوششوں،
اس کے دل و دماغ کی سوجھ بوجھ اور دوزدھوپ کا نتیجہ ہے، اس کے مقابلہ میں دوسرا کھیل پوسراس بات کا
ثبوت ہے کہ انسان محض مجبور ہے اور آسمان اور ستاروں کی گردشیں جو کچھ چاہتی ہیں، اس سے کراتی ہیں،
دنیا کے میدان میں کوئی قدم خود اس کے ارادہ اور نیت سے نہیں اٹھتا بلکہ کوئی اور ہے جو اس سے جبراً یہ قدم
اٹھواتا ہے۔ ”در دست دیگرے است سپید و سیاہ و ما“ (عرب و ہند کے تعلقات ص ۱۸۲)

واحد یمر علی قرعة فیقوم مقام اوتار
 العود والضنج ولهم ضروب الرقص
 ولهم خط جامع لحروف اللغات و
 خطوط ایضاً کثیرہ ولهم شعر کثیر و
 خطب طوال وطب فی الفلسفة
 والادب و عنہم اخذ کتاب کلیلة و
 دمنة ولهم رأی و نجدة و لیس لاحد
 من اهل الصین مالہم و لہم من الرأی
 الحسن والاخلاق المحمودۃ مثل
 الاخلة والقران والسواک الاحتباء و
 الفرق و الخضاب و فہم جمال و
 ملح و اعتدال و طیب عرق و الی
 : ساء ہم تضرب الامثال و من عندہم
 جاؤ الملوك بالعود الہندی الذی لا
 یعدلہ عود و من عندہم خرج علم
 الفکر و ما اذا یکلم بہ علی السم لم
 یضر و اصل حساب النجوم من
 عنہم اخذہ الناس خاصۃ و آدم علیہ
 السلام انما ہبط من الجنة فصار
 بیلاہم (فالوا) و من مفاخر الزنج

میں ان کی جھاڑ پھونک سے فائدہ ہوتا ہے،
 ان کی موسیقی دلکش ہے، ان کے ایک ساز کا
 نام کنکلہ ہے، یہ کدو کے ایک تار کا ہوتا ہے،
 جو تنہا ستار کے تاروں اور جھانجھوں کا کام
 دیتا ہے، ان کے یہاں مختلف قسم کے ناچ
 رائج ہیں، ان کا ایک خاص خط ہے، جو
 لغات کے تمام حروف کا جامع ہے، اس کے
 علاوہ مختلف قسم کے خط ہیں، ان کی شاعری
 اور تقریروں کا کافی ذخیرہ ہے، ان کے
 یہاں طبی فلسفہ اور ادب کے فنون ہیں، ان
 ہی سے کتاب کلیلہ دمنہ (۱) لی گئی ہے،
 ہندوستانیوں میں اصابت رائے اور بہادری
 بھی ہے، ان میں جو خوبیاں اور خصوصیتیں
 ہیں وہ چینیوں میں نہیں پائی جاتی، ان میں
 اصابت رائے و رخلال کرنا، مسواک کرنا،
 الزوں بیٹھنا، نگ نکالنا اور خضاب لگانا
 وغیرہ پسندیدہ عادتیں ہیں، خوبصورتی،
 نمکینی، خوش قامتی اور خوش بوئی وغیرہ سے
 بھی وہ آراستہ ہیں اور ان خوبیوں میں ان کی
 بطور مثال پیش کیا جاتا ہے، ان ہی

(۱) یہ مشہور کتاب بید باہنڈت نے راجدراشٹھیم کے لیے سنسکرت میں لکھی تھی، اس کا پہلے فارسی اور پھر عربی
 میں ترجمہ ہوا۔

حسن الخلق و جودة الصوت و
انك لتجد ذالك فى القيان اذا كن
من بنات السند و خصلة اخرى انه
لا يوجد فى العبد اطبخ من السند
هو اطبخ على طيب الطبخ كله و من
مفاخرهم ان الصيارفة لا يولون
اكيستهم و بيوت صروفهم الا
السند و اولاد السند لانهم
وجدوهم انفذ فى امور الصرف و
احفظ و آمن ولا يكاد احد ان يجد
صاحب كيس صيرفى و مفاتيحه
ابن رومى ولا ابن خراسانى و لقد
بلغ من تبرك التجار بهم ان صيارفة
البصرة و بنادرة البربهارات لما رأوا
ما كسب فوج ابو روح السندى
لمولاه من المال و الارضين اشترى
كل امرئ منهم غلاماً سندياً طمعاً
فيما كسب ابو روح لمولاه۔
(ص ۸۰-۸۱)

کے ملک سے وہ عود ہندی (۱) بادشاہوں کے پاس آتا ہے، جس کی نظیر نہیں، ہندوستان فکر و نظر کا سرچشمہ ہے، ان کے متروں سے زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے، نجوم کے حساب کے اصلی موجد وہی ہیں، لوگوں نے اس کو خاص طور سے ان سے حاصل کیا ہے اور آدم علیہ السلام جب جنت سے اتارے گئے تو ان ہی کے ملک میں اترے، (۲)، لوگوں کا بیان ہے کہ حبشیوں کے مفاخر میں ان کا حسن خلق اور خوش گلوئی ہے، لیکن یہ چیز تمہیں سندھ کی باندیوں اور عورتوں میں بھی ملے گی اور وہاں کے لوگوں میں ایک وصف یہ بھی ہے کہ سندھی غلاموں سے بہتر پکانے والے نہیں ملتے، انہیں فطری طور سے کھانا پکانے کا ذوق ہوتا ہے، ہندوستان والوں کے لیے باعشر فخر یہ بھی ہے کہ صرف اور روپے کے کاروبار کرنے والے اپنی تھیلیاں اور خزانے صرف سندھیوں اور ان کی اولاد ہی کے سپرد کرتے ہیں، اس لیے کہ وہ سندھیوں کو سب سے زیادہ صرافہ کے کاموں میں ماہر، قابل اطمینان

(۱) عود ہندوستان کی خاص پیداوار ہے اور ٹراونگور (مدراس) کارومنڈل اور جزائر مالدیپ و سرہندیپ میں زیادہ تر: داتا ہے۔ (۲) حضرت آدم جنت سے کس جگہ اترے، اس کے متعلق کئی روایتیں ہیں، مشہور یہی ہے کہ لٹاک میں اترے تھے۔

اور ایماندار سمجھتے ہیں، روم و خراسان والوں کو
 کوئی اپنے خزانے کی کنجیاں نہیں دیتا، لوگ
 برکت کے لیے بھی سندھیوں کو خزانچی بناتے
 ہیں، کیوں کہ بصرہ اور بر بھارات کے بندر
 والوں نے جب دیکھا کہ فرج ابو روح
 سندھی نے اپنے آقا کے لیے بڑی دولت
 اور جائیداد پیدا کی ہے، تو ہر شخص سندھی غلام
 خریدنے کی خواہش کرنے لگا۔



خر داذبہ

ابن خرداذبہ کا نام عبید اللہ، کنیت ابوالقاسم، باپ کا نام عبید اللہ، دادا کا احمد اور پردادا کا خرداذبہ تھا، اصلی وطن خراسان اور بغداد مسکن تھا، اس کے پردادا خرداذبہ مجوسی تھے، مگر برا مکہ کے ہاتھ پر اسلام لائے، ابن خرداذبہ عباسی خلیفہ معتمد کے زمانہ میں ذاک اور خفیہ اطلاعات کے محکمہ کا افسر تھا اور اس کے خاص مصاحبوں اور ندیموں میں شمار ہوتا تھا، اس نے کئی کتابیں لکھی تھیں، مگر ان میں مشہور اور مطبوعہ یہی ”المسالك والممالك“ ہے، جو عربی زبان میں جغرافیہ کی پہلی کتاب ہے، جس میں ہندوستان کا کچھ ذکر ملتا ہے اور مطبع بریل لیڈن سے ۱۸۸۹ء میں ڈی غوجی (Degoeje) نے اسے فرنیچ ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے، اس میں بغداد سے مختلف ملکوں کی آمد و رفت کے راستوں اور مسافتوں کے علاوہ دوسرے تاریخی معلومات بھی درج ہیں اور ہندوستان کے بری و بحری راہوں اور یہاں کی مختلف مذاہن کا بھی تذکرہ ہے، ابن خرداذبہ اگرچہ ہندوستان نہیں آیا تھا، مگر اس کے تمام معلومات کی بنیاد بطلمیوس کا جغرافیہ اور خاص معلومات کا دار و مدار اس کے محکمہ کے سرکاری اطلاعات پر ہے اور اس کے عہدہ کی وجہ سے اکثر تاجروں اور مسافروں سے اس کی ملاقاتیں بھی ہوتی رہتی تھیں، اس لیے اس کے یہ ذاتی معلومات ایک ہندوستانی سیاح کے معلومات سے کم درجہ کے نہیں ہیں، ابن خرداذبہ نے اسے تیسری صدی ہجری کے وسط میں لکھا ہے، اس کی پیدائش ۲۱۱ھ مطابق ۸۲۶ء اور وفات کا سال ۳۰۰ھ مطابق ۹۱۲ء کے قریب ہے۔

المسالك و الممالك

ملک الہند الاکبر بلہرا ای ملک الملوک ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ بلہرا (مہاراجہ)

(۱) راجہ بلہرا کا تذکرہ اکثر عرب مصنفین کے بیان میں آئے گا، اس لیے اس کے متعلق مختصر نوٹ تحریر کر دینا مناسب ہوگا، بلہرا اصل میں ولہرے کی بگڑی ہوئی شکل ہے، یہ دکنی راشٹ کوٹ خاندان کے راجاؤں کا لقب ہے، اس خاندان میں جو پہلا شخص ظاہر ہوا وہ شری بھٹ نارک ہے، جس نے گجرات پر ۵۰۰ء سے ۵۲۰ء تک حکومت کی، اسی شخص کو ولہی پور کا بانی کہا جاتا ہے، سر بھنڈار کر نے بلہرا کو دو لفظوں ”بھلا“ اور ”را“ سے مرکب بنایا ہے، را بمعنی راجہ اور بھلا بمعنی معظم و مکرم، ولہی پور قدیم زمانے میں ایک مستقل اور عظیم الشان شہر تھا، قدیم چینی سیاح ”ہوئنگ شیانگ چین“ کا بیان ہے کہ لاریکا (لا یعنی بھروچ) کے اتر میں واقع ہے، بیرونی کا بیان ہے کہ انہلو اڑہ سے دکن میں پڑتا ہے، الیٹ صاحب کے بیان کے مطابق موجودہ ریاست بھاؤنگرے ۲۰ میل اور بندر گھوگھ کے درمیان آباد تھا، موجودہ تحقیق بھی قریب قریب یہی ہے، کہ گھیلا روندی کے کنارے ڈرانانی گاؤں کے پاس ولہی یا ولہی نام کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، جس کو اس شہر کی یادگار سمجھنا چاہئے، اس شہر کی تباہی کے متعلق مختلف کہانیاں بیان کی جاتی ہیں، مولانا سید سلیمان ندوی نے لکھا ہے کہ یہاں کے راجاؤں کا مذہب بودھ اور بعضوں کا جین تھا اور انہیں دونوں کے جھگڑوں میں شاید اس کا خاتمہ ہوا۔

ولہر راجاؤں کی حکومت گجرات، گامٹھیا واڑ، کچھ اور کوکن وغیرہ علاقوں پر مشتمل تھی، ان کا اصل پایہ تخت ناسک تھا، جو پہلے بدل کر مال کھیٹ پھر مانگھیر ہو گیا، اسی کو عرب سیاحوں نے معرب کر کے مانگیر کر دیا ہے، اس کا شہی مرض البلد، اور رجبہ ۱۰ دیقہ اور مشرقی طول البلد ۷۷ درجہ ۱۳ دیقہ ہے، یہ مقام ریاست حیدر آباد میں داخل ہے، ابن خرداد بہ نے جس راجہ بلہرا کا ذکر کیا ہے، اس کا نام مودگہ درش ولہب رائے تھا، اس کی حکومت کا زمانہ ۸۱۵ء سے ۸۷۸ء تک ہے، اس راجہ نے اپنے طویل عہد حکومت میں بڑی فتوحات حاصل کیں، حسن انتظام کے لحاظ سے بھی یہ بہترین راجہ تھا، اسے عربوں سے بڑی محبت تھی، آخر عمر میں تخت سے دست بردار ہو کر عبادت الہی میں مشغول ہو گیا تھا اور اس کا لڑکا اس کا جانشین ہوا۔ (تاریخ گجرات)

و من ملوک الهند حابة و ملک
الطافن و ملک الجزر و غابة و رهمی
و ملک قامرون (ص ۱۶) قامرون (۶) کے راجہ ہیں۔
ہے، یہاں کے راجاؤں میں جابہ (۱) طافن

(۱) یہ گوجروں کے ایک گروہ کا نام ہے، جسے سنسکرت میں چاپ کہا جاتا تھا، شاہان گوجر کے مؤلف کا بیان ہے کہ چاپ یا چپہ اور چوڑا گوجروں کی دو مشہور قومیں اور اعلیٰ طبقہ میں شمار ہوتی ہیں، چاپہ، چپوت کتھ کے معنی مضبوط کمان اور چوڑا اڈا کو کو بھی کہتے ہیں، غالباً ان اوصاف سے ان کا یہ گوت مشہور ہوا، اس لیے چاپہ تعریفی اور چوڑا تحقیری لقب گوجروں کا ہے۔

ابن رستہ نے غالباً اس کو نجابیہ“ لکھا ہے، جیسا کہ بعض نسخوں میں اس کی جگہ جابہ ہی ملتا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ ان کا تعلق سلوٹی خاندان سے ہے، اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ چاپ کسی زمانہ میں یمن سے آئے ہوں گے، کیوں کہ سلوٹی یمن کی ایک بستی کا نام ہے اور وہاں کی تلواریں، زرہیں اور کتے مشہور ہیں، عرب شعرا کے کلام میں ان کا ذکر ملتا ہے، اس لیے اسی کی طرف یہ خاندان بھی مشہور ہوگا۔

(۲) لفظ طافن کی اصلیت میں یورپین محققوں کا اختلاف ہے، یہ لفظ طافن کے بجائے طاقن بھی بعض نسخوں میں ملا ہے، اس کو بعضوں نے موجودہ اورنگ آباد کن کے قریب بتایا ہے، بعض اس کو کشمیر کے پاس کہتے ہیں، لیکن میرے نزدیک یہ طافن لفظ ہے اور یہ دکن کی خرابی ہے۔ (عرب و ہند کے تعلقات)

(۳) یہ لفظ اصل میں گجر ہے، گوجر راجہ گجرات کے راجہ تھے، جب گوجر قوم ہندوستان فتح کر کے ابوہوتے ہوئے اس ملک میں آئی تو انہوں نے اپنے جنوبی مقبوضات کے تین حصے کئے، سب سے بڑے حصہ کا نام مہاراشٹر اور دوسرے کا گوجر راشٹر اور تیسرے کا سوراٹھ رکھا، جنہیں آج کل مہاراشٹر (مرد ہند دیس) گجرات اور سورٹھ (کاٹھیاواڑ) بولتے ہیں، ۸۰۰ء کے مسلمان اس کو جزیرہ بولتے تھے، جو گجرات کا مغرب ہے اور گجر مخفف ہے گوجر کا، پھر ہندوستان کے ترکی فاتحوں نے گوجر راشٹر سے گجرات بنا دیا اور یہی نام اس وقت معروف و مشہور ہے۔ (تاریخ گجرات) (۴) یہ اصل میں گابہ ہے، جو ہندوستان کی ایک قوم کا نام ہے اور اب بھی ہندوستان میں موجود ہے۔ (شاہان گوجر ص ۵۲۴) (۵) غالباً ردہان یا ارکان واقع برہما ہے، مولف شاہان گوجر کہتے ہیں کہ یہ لفظ برہما ہے، عرب مورخین نے الف کو بصورت ی لکھا، برہما کا برہمی ہو گیا اور ب کا شے نقل و نقل میں اڑ گیا، رہی رہ گیا۔ (دیکھو ص ۵۱۷) (۶) اس سے کامروپ

من الفهرج الى الطابران من عمل	فہرج (۱) سے مکران (۲) کے علاقہ طاہران
مکران عشرہ فراسخ ثم الى	(۳) کا فاصلہ ۳۰ میل، پھر باسورنجان (۴)
باسورنجان مدينة الخرون اربعة عشر	شہر خرون کا ۴۲ میل، پھر قریہ یحییٰ بن عمرو کا ۳۰
فرسخاً ثم الى قرية يحيى بن عمرو	میل، پھر ہزارہ کا ۳۰ میل، پھر مدر کا ۳۰ میل،
عشرہ فراسخ، ثم الى هذار عشرہ	پھر بوسارہ کا ۲۷ میل، پھر درک بامویہ

(بقیہ حاشیہ ص ۱۰) مراد ہے، اب اسے آسام کہا جاتا ہے، یہ ہندوستان کے شمالی اور مشرقی سرحد پر واقع ہے، یہاں کے راجہ کو قامرون (راجہ کامروپ) کہتے ہیں، یہاں گینڈا بہت ہوتا ہے، سونے کی کان بھی ہے، غود اور اسلمہ تیز کرنے کا پتھر بھی اعلیٰ ہوتا ہے۔ (دیکھو تاریخ سندھ)

(۱) ابن خرداذبہ کے زمانہ میں تاجروں کے جو قافلے خراسان سے مکران اور سندھ وغیرہ جاتے تھے، اس میں ان کی مسافتوں اور منزلوں کا ذکر ہے، پہلی منزل فہرج تھی، اس نام کے تین شہر آباد تھے، یہ صوبہ کرمان کا شہر ہے، جو وہاں کے دو شہروں ہم اور نرما میر کے مشرق اور بادِ ایران کے کنارے واقع تھا، سیرجان سے مشرق کی طرف مکران جانے والی سڑک ہم اور نرما میر ہوتی ہوئی فہرج پہنچتی تھی۔ (دیکھو جغرافیہ خلافت مشرقی ص ۴۹۶، ۴۹۳، ۴۸۲)۔ (۲) ایک وسیع ملک ہے، گزشتہ زمانہ میں اکثر اوقات یہ علاقہ والی سندھ کے ماتحت رہا ہے، اس لیے اکثر عرب سیاحوں نے اس کو بھی سندھ میں شمار کیا ہے، چنانچہ ابن رستہ نے یہی لکھا ہے کہ سندھ کی سرحد تیز (مکران) کے پایہ تخت سے شروع ہوتی ہے۔ (دیکھو الاطلاق النفیۃ ص ۸۷) چونکہ اصطخری وغیرہ نے اس کے حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں، اس لیے مزید تفصیل بیان کرنی ضروری نہیں معلوم ہوتی۔ (۳) مکران کی سرحد طاہران سے شروع ہوتی ہے۔ (دیکھو تاریخ سندھ ص ۱۹۸) شرطوں جو خراسان کا مشہور و مردم خیز شہر ہے اور طاہران اور نوقان دو شہروں سے مل کر بنا تھا، ان کے ماتحت ایک ہزار سے زیادہ قریے تھے، خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مسلمانوں نے اس شہر کو فتح کیا تھا، چوتھی (دسویں) صدی میں خراسان کے راجہ نیشاپور میں دوسرے درجہ کا شہر تھا، تیسری صدی ہجری میں طوس کے دو حصوں میں نوقان بڑا تھا اور چوتھی صدی میں طاہران اس سے بڑھ گیا، طاہران کا قلعہ مشہور تھا، اس کی عمارت عظیم الشان تھی اور بہت دور سے دکھائی دیتی تھی، وہاں کے بازاروں میں مالی تجارت کی بہتات تھی، جامع مسجد نہایت خوبصورت تھی، ۱۷۱ھ مطابق ۱۲۲۰ء میں اس تمام علاقے کو مع طوس کے دو شہروں یعنی نوقان اور طاہران مغلوں کے جرگوں نے خوب لوٹا اور تباہ کیا۔ (دیکھو معجم البلدان ج ۶ صفحہ ۷۷) اور جغرافیہ خلافت مشرقی ص ۵۹۳ تا ۵۹۵) (۴) اسے مصنف نے خرون کا شہر بتایا ہے اور خرون

فراسخ ثم الی مدر عشرة فراسخ ثم الی موساره تسعة فراسخ ثم الی درك بامويه تسعة فراسخ ثم الی تجين عشرة فراسخ ثم الی مقاطعة البلوص عشرون فرسخاً الی الجبل المالح ستة فراسخ ثم الی النخل تسعة فراسخ ثم الی قلمان ستة فراسخ ثم الی سراي	کا ۲۷ میل، پھر تحین (۱) کا ۳۰ میل پھر تحین سے بلوچوں (۲) کی شاہراہ کا ۳۰ میل، پھر نمک کے پہاڑ کا ۱۸ میل، پھر نخل کا ۲۷ میل، پھر قلمان کا ۱۸ میل، پھر سرائے خلف کا ۱۲ میل، پھر تنز پور (۳) کا ۹ میل، پھر حلّیس کا جو قدا نیل (۴) کے راستہ پر ایک صحرا ہے، ۶۰ میل پھر سرائے داران ۳۰ میل، پھر
--	---

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱) خراسان کا علاقہ ہے۔ (دیکھو معجم البلدان ج ۳ ص ۴۲۶) زمانہ وسطیٰ میں خراسان کا اطلاق اس ملک پر ہوتا تھا جس میں تمام اسلامی صوبے بادیہ ایران کے مشرق سے شروع ہو کر ہندوستان کے پہاڑوں کی سرحد تک واقع ہوئے تھے، ان وسیع معنوں میں خراسان کی حدود کے اندر سمت شمال مشرق میں تمام ملک ماوراء النہر اور سمت جنوب میں بختان مع قوہستان شامل ہو جاتا تھا اور خراسان کی دور کی سرحدیں وسط ایشیا کی طرف دشت قین اور ہندوستان کی طرف ہندوکش کے سلسلوں تک پہنچتی تھیں، اس کے بعد خراسان کی حدود اتنی وسیع نہیں رہیں اور زمانہ وسطیٰ کے صوبہ خراسان کے متعلق یہی سمجھنا آسان ہو گا کہ شمال مشرق میں یہ صوبہ دریائے جیحون تک پھیلا ہوا تھا، مگر ابھی تک ہرات سے آگے پہاڑی علاقے جو اب افغانستان کا شمال مغربی حصہ ہیں، اس میں شامل تھے، ان کے علاوہ دریائے جیحون کے بالائی حصے کا ملک پاییر کی سمت کا جہاں تک کہ عربوں کو اس کا علم تھا، خراسان کے اضلاع بعید میں شمار ہوتا تھا۔ (دیکھو جغرافیہ خلافت مشرقی باب بست و ہفتم ص ۵۸۲ و ۵۸۳) (۱) یہ سب غیر معروف مقامات کے نام ہیں، جو مسافروں کو راستے میں پڑتے تھے۔ (۲) کرمان کی سرحد پر قفص اور بلوص دو وحشی قومیں آباد تھیں۔

(۳) زمانہ وسطیٰ میں کرمان کا دار الحکومت تھا اور ملک کے اندرونی حصہ میں اس جگہ واقع تھا جسے آج کل کل پنج گور کہتے ہیں۔ (دیکھو خلافت مشرقی ص ۴۹۵)

(۴) قدا نیل (گندابی) اس شہر کا اصل نام گندا بھیل رہا ہو گا، کسی زمانہ میں بھیلوں کی حکومت تھی اور زمانہ وسطیٰ میں سندھ کے بڑے خوشحال اور آباد شہروں میں شمار ہوتا تھا اور یہاں سے خرما کی بہت برآمد ہوتی تھی۔ (تاریخ سندھ)

حبشیہ کا ۳۰ میل، پھر قصدار (۱) کا ۳۰ میل
 قصدار جوڑ کا ۱۲۰ میل، پھر سروشان کا ۱۲۰
 میل، پھر قریہ سلیمان بن سمیع کا ۸۴ میل اور
 قریہ سلیمان خراسان سے سندھ اور ہندوستان
 جانے والوں کا بندرگاہ ہے، قریہ سلیمان
 سے منصورہ (۲) کا فاصلہ ۲۴۰ میل ہے، اس
 طرح گویا کرمان کی ابتدائی سرحد سے
 منصورہ کا فاصلہ ۱۰۷۴ میل ہے اور یہ راستہ
 جاٹوں کے ملک سے گزرتا ہے اور جاٹ قوم
 کے لوگ راستے میں امن وامان کے محافظ اور
 ذمہ دار ہیں۔

خلف اربعة فراسخ ثم الى قنزبور
 ثلثة فراسخ ثم الى حبس على طريق
 قنديل مفازة عشرون فرسخاً ثم
 الى سراى داران عشرة فراسخ ثم
 الى الجيشة عشرة فراسخ ثم الى
 قصدار عشرة فراسخ ومن قصدار
 الى الجور اربعون فرسخاً ثم الى
 سروشان اربعون فرسخاً ثم الى قرية
 سليمان بن سميع ثمانية وعشرون
 فرسخاً و قرية سليمان هذه فرضة
 من جاء من خراسان يدبر السند و
 الهند ثم الى المنصورة ثمانون
 فرسخاً فمن اول عمل مكران الى
 المنصورة ثلث مائة و ثمانية و
 خمسون فرسخاً والطريق فى بلاد
 الفط و هم حفاظ الطريق۔

(۱) قصدار اور قنزوار ایک ہی شہر کے نام ہیں، یہ طوران کا پایہ تخت رہ چکا ہے، ایک صحرا میں واقع تھا، اس
 کے بیچ میں ایک قلعہ تھا۔ (تاریخ سندھ)

(۲) یہ پرانے زمانے میں ایک آباد و شاداب اور سندھ کا مرکزی شہر رہ چکا ہے، جو دریائے سندھ کے کنارے
 ایسی جگہ پر آباد تھا کہ دریا کی ایک شاخ نے نکل کر اسے جزیرہ کی طرح بنادیا تھا، اس کا پرانا نام ہندی میں بہمنوا
 تھا، مگر اہل ایران اس کو برہمن آباد کہتے تھے، بعد میں بعض فوجی اور سیاسی ضرورتوں سے سندھ میں عربوں کو خود
 اپنے شہر بسانے پڑے تو حکم محمد بن قاسم نے برہمن آباد سے ۶ میل کے فاصلہ پر یہ شہر آباد کیا اور خوش فالی کے
 لیے منصورہ نام رکھا، لیکن پانچویں صدی ہجری کی ابتدا میں اس شہر کا خاتمہ ہو گیا۔ (عرب و ہند کے تعلقات)

بجستان کے شہر زرنج سے ملتان (۱) دو مہینہ کی راہ ہے اور ملتان کو فرج بیت الذهب (سنہری سرحد) کہتے ہیں، کیوں کہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف نے یہاں ایک گھر کے اندر ۴۰ بھار اسونا پایا تھا اور بھارا ۳۳۳ من کا ہوتا ہے، اسی بنا پر ملتان کو فرج بیت الذهب کہتے ہیں اور فرج سرحد کو کہتے ہیں، اس سونے کے ذخیرے کا وزن ۶۰۰-۲۳۹ مثقال کے برابر تھا۔

و من زرنج مدینة سجستان الى المملتان مسيرة شهرين و سميت المملتان فرج بيت الذهب لان محمد بن يوسف اخا الحجاج بن يوسف اصاب في بيت بها اربعين بهارا ذهباً و البهار ثلث مائة و ستون و ثلثون منا فسميت فرج بيت الذهب و الفرج الثغر يكون مبلغ ذلك الذهب الف الف ثلث مائة الف و سبعة و تسعين الفاً و ست مائة مثقال۔ (ص ۵۵-۵۶)

سندھ (۲) کے شہروں میں قلات (۳) بنتہ (۳) مکران (۴) مید (۵) قندھار (۶) اور قندھار کے متعلق ابن مفرغ کا شعر ہے: ”قندھار میں جس کی موت لکھی ہو اس کی خبر نہیں مل سکتی“

بلاد السند القيقان و بنتة مكران والميد والقندھار و قال ابن مفرغ: بقندھار و من تكتب منيته بقندھار بقندھار یرحم دونة الخبر و قصدار و البوقان و قندابیل و

(۱) ملتان، ہندوستان کا پرانا مشہور اور بڑا شہر ہے، کسی زمانہ میں یہ ایک ریاست کی حیثیت رکھتا تھا اور یہاں ایک بتخانہ تھا، جس کی یا ترا کے لیے تمام ہندوستان سے لوگ آتے تھے اور بیش بہا اور قیمتی چیزیں اس کی نذر کرتے تھے۔ (تاریخ سندھ) (۲) ابن خرداد بہ نے سندھ کے ضمن میں جن شہروں کا نام لیا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بلوچستان کے بعد گجرات تک سندھ ہی کا علاقہ سمجھتا ہے اور یہی حال تمام قدیم مورخین عرب کا ہے۔ (۳) قلات کیز کا نان یا قیقان (کیکان) ایک ہی نام ہیں، یہ ملک طور ان کا خوشحال شہر اور بادشاہ کا پایہ تخت تھا۔ (۴) یہ بھی حدود مکران میں داخل اور مصری پیداوار کے لیے مشہور تھا۔ (۵) یہ ایک قدیم آریں قوم کا نام ہے جو وادی سندھ میں آباد اور نہایت وحشی اور جنگ جوتھی، جاٹ ان کے حریف ہوتے تھے، راجہ لکا نے حجاج کے لیے جو جہاز تحفوں کے ساتھ روانہ کیا تھا، اسے اسی قوم نے دہلی کے بندرگاہ کے قریب لوٹ لیا تھا، ان ہی کے نام پر یہ شہر رہا ہوگا، جو سندھ کے

قنزبور و ارمایل والدیل و قبلی و	قصدار، بوقان (۱) قندائیل، قنزپور،
کنبایہ و سہبان و سدوسان و راسک	ارمایل (۲) دیبل (۳) قبلی (۴) کھمبایت (۵)
و الرور و ساوندیری و المولتان و سندان	سہبان، سدوسان (۶)، راسک (۷) رور (۸)
و المنندل، والیلیمان و سرہ مست و	ساوندیری، ملتان، سندان (۹) منزل (۱۰)
الکیرج و مرمد، و قالی و دھج جروص	بھیلمان (۱۱) سرست (۱۲) کیرج (۱۳)
و کان عمران بن موسیٰ البرمکی	مرمد (۱۴) کالی، دھج اور بھروچ وغیرہ ہیں اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) ماتحت تھا۔ (تاریخ سندھ ص ۴۱) (۶) قندھار (گندھارگوہ سندھ کا مشہور اور پر رونق شہر سمجھا جاتا تھا، لیکن اس کی حیثیت مستقل ریاست کی بھی تھی، یہ برہمنوں اور شیون کا مرکز بھی رہ چکا ہے، یہاں سندھ کا ایک معاون درباریوند (راوی) بہتا ہے۔ (تاریخ سندھ)

(۱) بوقان (توقان) علاقہ بدھ کا شہر تھا اور ۹۷۳ھ تک یہ شہر آباد تھا۔ (۲) ارمایل (ارمن یلہ) مکران کی سرحد پر اس کے اور دیبل کے درمیان سمندر کے کنارے ایک بڑا شہر تھا۔ (۳) دیبل دریائے سندھ کے مغربی جانب سمندر پر کسی زمانہ میں ملک سندھ کا سب سے بڑا شہر، بندرگاہ اور تجارتی مرکز رہ چکا ہے، لیکن اب یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ کس جگہ آباد تھا، بعض لوگ بھنجور واقع کراچی کو اور بعض ٹھٹھہ کو قدیم دیبل (دیول) بتلاتے ہیں۔ (تاریخ سندھ) (۴) دیبل اور مکران کے درمیان ایک بڑا اور ساحلی شہر ہے۔ (۵) کھمبایت یہ گجرات میں سمندر کے کنارے ایک بڑا بندرگاہ تھا، بید، نیزہ چاول، شہد اور ناریل کے لیے مشہور تھا، یہاں سے جوتے ساری دنیا میں برآمد کیے جاتے تھے۔ (تاریخ سندھ)

(۶) سدوسان اس شہر کا مختلف زمانہ میں سدوسان، سہستان، سہوان اور سیوان الگ الگ نام رہا ہے، آج کل سیوہن کہتے ہیں، یہ بھی گجرات کا علاقہ اور سمندر کے کنارے آباد ہے۔ (تاریخ سندھ) (۷) راسک خروچ کے ملک کا صدر مقام تھا، یہاں کی آبادی بہت تھی اور تجارتی منڈی بھی تھا۔ (تاریخ سندھ)

(۸) رور راجہ داہر کے عہد میں پایہ تخت اور سندھ کا بڑا اور تجارتی شہر تھا، دریائے سندھ کے مشرقی جانب یہ اور اس کا قلعہ ایک بلند پہاڑ پر واقع تھا، ساتویں صدی ہجری میں دریائے رخ پھیر لینے کی وجہ سے ویران ہو گیا، اب اس سے پانچ میل کے فاصلہ پر روہڑی (نزد خیر پور ضلع سکھر) نام کا ایک دوسرا گاؤں آباد ہے۔ (تاریخ سندھ) (۹) سندان صوبہ سندھ سے متصل دریائے سندھ کے کنارے گجرات کا مشہور اور نہایت

عمران بن موسیٰ برکی نے سندھ سے اخراجات پورا کرنے کے بعد دس لاکھ درہم بیت المال بھیجنے کی ضمانت لی تھی۔

ضمن السند علیٰ ان یحمل منها بعد کل نفقة الف الف درہم۔
(۵۶-۵۷)

(بصرہ سے ہندوستان آنے کے راستے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ) پھر ارمر سے ثارا ایک ہفتہ کی راہ ہے اور یہی ایران اور سندھ کی درمیانی سرحد ہے، ثارا سے دہیل آٹھ دنوں کا راستہ ہے اور دہیل سے ۶ میل پر دریائے سندھ کا دہانہ ہے، سندھ سے قسٹ (کٹ) نیزہ، بید اور بانس وغیرہ برآمد ہوتا ہے۔

ثم الی ثارا مسيرة سبعة ايام وھی الحد بین فارس والسند و من ثارا الی الدیل مسيرة ثمانية ايام من الدیل الی مصب مهران نہر انسند فی البحر فرسخان و من السند یحی القسط و القنا والخیزران۔

دریائے سندھ سے اوتکین ۴ دن کا راستہ ہے، یہیں سے ہندوستان کی سرحد شروع ہوتی ہے، سندھ کی پہاڑی زمینوں

و من مهران الی اوتکین وھی اول ارض الهند مسيرة اربعة ايام فی هذه الارض ینبت القنا فی جبالها

(لغیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) سرسبز و شاداب شہر ہے، یہاں کی آب و ہوا گرم ہے۔ (تاریخ سندھ) (۱۰) منزل راجہ کامروپ (آسام) کے ماتحت دریائے برہمپتر کے کنارے ایک چھوٹا شہر ہے، جہاں غود بہت نکلتا ہے۔ (تاریخ سندھ) (۱۱) بھیلیمان یہ سندھ، گجرات، کاٹھیاواڑ اور مارواڑ کی سرحد پر واقع تھا اور کسی زمانہ میں بھیلوں اور پھر گوجروں کا پایہ تخت تھا۔ (تاریخ سندھ) (۱۲) سرت (سورٹھ) کاٹھیاواڑ کا قدیم نام ہے۔ (تاریخ سندھ) (۱۳) کیرج یا کورج، موجودہ سبے پور کا نام تھا اور کسی زمانہ میں مشہور ہندوستانی راجہ داہر کی یہاں حکومت تھی۔ (تاریخ سندھ) (۱۴) غالباً معبر ہوگا، اہل عرب مدراس میں ملیبار کے دوسرے مقابلہ ساحل کو مبر کہتے تھے اور اس کا موجودہ نام کارو منڈل ہے، جہاں کا غود مشہور ہے اور یہ ملیبار کے پورب میں کولم (ٹراونکور) سے ۳۳ دن کی مسافت پر واقع ہے اور قالی (گالی) سیلون کی بندرگاہ ہے، آج بھی یہاں سے یورپ اور آسٹریلیا کو جہاز جاتے ہیں (عرب و ہند کے تعلقات ص ۶)

میں بید اور نیزے (۱) ہوتے ہیں، اور نشیبی علاقوں میں کاشت ہوتی ہے، باشندے سرکش، شیرے اور ڈاکو قسم کے ہیں، یہاں سے ۶ میل پر مید قوم کے ذاکور ہتے ہیں، اوٹلین سے کوئی (۲) ۶ میل پر واقع ہے، سندان میں ساگوان کی لکڑی اور نیزے ہوتے ہیں، یہاں سے ٹلی (۱) ۵ دنوں کا راستہ ہے، ٹلی میں مرج اور نیزے کی پیداوار ہوتی ہے، بحری مسافروں کا بیان ہے کہ مرج کے ہر خوشہ پر ایک پتی ہوا کرتی ہے جو اسے بارش سے بچاتی ہے اور جب بارش کا سلسلہ موقوف ہو جاتا ہے تو وہ پتی اس کے اوپر سے ہٹ جاتی ہے اور جب پھر بارش شروع ہوتی ہے تو وہ پتی اسے چھپا لیتی ہے، ٹلی سے بلین اور وہاں سے لچر عظمیٰ کا فاصلہ دو دو دن کی مسافت ہے، بلین سے سمندر کے راستے جدا ہوتے ہیں اور جو جہاز ساحل کے کنارے چلتے ہیں، وہ بلین سے پائین دو دن میں پہنچتے ہیں، یہ دھان کا ملک ہے، اسی پر لکا کی غذا کا مدار ہے، پائین سے سنجلی اور کیشکان کا راستہ ایک دن ہے، یہاں چاول ہوتا ہے، یہاں

و الزرع فی اودیتھا و اہلھا عتاة مردة لصوص و منها الیٰ فرسخین السید لصوص و منها الیٰ کولی فرسخان و من کولی الیٰ سندان ثمانية عشر فرسخاً و بہا ساج و قنا و من سندان الیٰ منی مسيرة خمسة ایام و ملی الفلفل و القما و ذکر البحر یون ان علیٰ کل عنقود من عنقید الفلفل ورقة نکنہ من المطر فاذا انقطع المطر ارتفعت الورقة فاذا عاد المطر عادت و منها الیٰ بلین مسيرة یومین و منها الیٰ اللجة العطشی مسيرة یومین . من بلین تفرق الطرق فی البحر فمن اخذ مع الساحل فمن بلین الیٰ بابتن مسيرة یومین و ہی بلاد ارز و منها ميرة اهل سرندیب و من بابتن الیٰ السنجلی و کیشکان مسيرة یوم و فیہا ارز و منها الیٰ مصعب کو دأ فرید ثلثة فراسخ و منها الیٰ کیسکان و اللوا و کنجة مسيرة یومین و فیہا حنطة و ارز و

(۱) یعنی نیزے کے پتلے بانس۔ (۲) کرلی سے کولم واقع نرائگور مراد ہے۔ (۳) اس نام کے دریا کے کنارے چار شہر اور سب راجہ بلہار کی حکومت میں شامل اور نیزوں کے لیے مشہور تھے۔ (تاریخ سندھ)

سے گودا فرید (۱) کا دہانہ ۹ میل ہے اور وہاں سے کیلکان، لوا اور کچہ (۲) دودن کی راہ ہے، ان مقامات میں گیکھوں اور دھان دونوں ہوتا ہے، یہاں سے سمندر کا فاصلہ ۳۰ میل ہے، یہاں چاول ہوتا ہے اور قامرون (آسام) وغیرہ سے عود ۱۵، ۲۰ دونوں میں شیریں پانی کے ساتھ آتا ہے، سمندر سے اورنجین ۳۸ میل پر ہے، اورنجین ایک بڑی سلطنت ہے، اس میں ہاتھی، دیشی، بھینسیں اور بہت سی چیزیں ہوتی ہیں، راجہ بڑا صاحب حیثیت اور عظیم المرتبت ہے اور انجین سے ابینہ ۴ دنوں کا راستہ ہے، یہاں بھی ہاتھی پائے جاتے ہیں، (دوسرے جہاز بلین سے لٹکا پھر جاوا اور بعض بلین سے براہ راست چین چلے جاتے ہیں)

و منها الى سمندر عشرة فراسخ و فيها ارز يحمل اليها العود من مسيرة خمسة عشر يوماً و عشرين يوماً في ماء عذب من كامرون و غيرها و من سمندر الى اورنشين اثنا عشر فرسخاً و هي مملكة عظيمة فيها فيلة و دواب و حواميس و امتعة كثيرة و ملكها عظيم القدر و من اورنشين الى ابينه مسيرة اربعة ايام و بها فيلة ايضاً۔
(ص ۶۲ تا ۶۴)

ہندوستان کے راجہ اور باشندے زنا کو مباح اور شراب کو حرام سمجھتے ہیں، مگر قمار (۱) کا راجہ زنا اور شراب دونوں کو حرام سمجھتا ہے، لٹکا کے راجہ کے لیے عراق سے شراب جاتی ہے، اسی کو وہ پیتا ہے، ہندوستانی راجہ قدر آور

و ملوك الهند و اهلها يبيحون الزنا و يحرمون الشراب الا ملك قمار فانه يحرم الزنا و الشراب و ملك سرنديپ يحمل اليه الخمر من العراق يشربها، و ملوك الهند ترغب في ارتفاع

(۱) یعنی دریائے گوداوری جو دکن کا ایک دریا اور مغربی گھاٹ سے نکل کر خلیج بنگالہ میں گرتا ہے۔

(۲) کچہ صوبہ اران کا بڑا شہر اور پایہ تخت تھا۔ (۳) یعنی راس کماری جہاں کا عود مشہور ہے اور عرب اسے عود قماری کہتے ہیں۔

ہاتھی پالنے کے بڑے شوقین ہیں اور انہیں بڑی بڑی قیمتیں اور بہت سا سونا دے کر خریدتے ہیں، سب سے اونچے قدر کا ہاتھی ۹ گز کا ہوتا ہے، البتہ اغباب کے ہاتھی (۱) ۱۰، ۱۱، ہاتھ کے ہوتے ہیں۔

سمك الفيلة و تزيد في اثمانها الذهب الكثير و ارفعها تسع اذرع الافيلة الاغباب فانها عشر ازرع و احدى عشرة ذراعاً۔

ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ بلہرا (ولہہ رائے) ہے جس کے معنی ہی شہنشاہ (مہاراج) ہوتے ہیں اور اس کی انگوٹھی میں کندہ تھا کہ جو شخص تجھ سے کسی غرض کی وجہ سے محبت کرے گا وہ اپنی غرض پوری نہ ہونے کی وجہ سے تجھ سے کنارہ کش ہو جائے گا، راجہ بلہرا سا گوان کے ملک کو کم (۲) میں رہتا ہے، اس کے بعد طافن پھر چاپ اور اس کے بعد گجرات کے راجہ ہیں گجرات کے راجہ کا سکہ طاٹریہ (۳) درہم ہیں، اس کے بعد گاہ پھر (برہما) کی سلطنت ہے، رہمی (برہما) اور دوسرے ممالک کا راستہ ایک سال کا ہے، لوگوں کا بیان ہے کہ راجہ برہما کے پاس ۵۰ ہزار ہاتھی تھے، اس کے پاس تختی سوتی کپڑے اور عود ہندی ہے، اس کے

و اعظم ملوك الهند بلهرا و تفسيره ملك الملوك، و نقش خاتمه من وَدَّكَ لامر و لى مع انقطاعه و ينزل الكمكم بلاد الساج و بعده ملك الطافن و بعده جابة و بعده ملك الحزرو له الدراهم الطاطرية و بعده غابة و بعده رهمی و بين هؤلاء مسيرة سنة و ذكروا ان اہ خمسین الف فيل و له الثياب القطنية الخماسية و العود الهندی ثم بعده ملك قامرون يتصل مملكته بالصين و في بلده الذهب الكثير و الكر كدن و هي دابة لها قرن واحد في الجبهة طوله ذراع و غلظه قبضتان فيه صورة من اول القران

(۱) اس سے سیلون کے جنگل مراد ہیں۔ (۲) کمکم (کولم) موجودہ کوکن جو ٹرانکور کوچین کا علاقہ ہے۔ بڑا خوبصورت اور مالدار شہر اور مشہور بندرگاہ تھا، یہاں سے جہاز عدن جایا کرتے تھے۔ (عرب و ہند کے تعلقات ص ۲۶۹) (۳) یہ ایک قسم کا چادہ کا سکہ تھا اور گجرات اور سندھ میں بھی رائج تھا، آج کل کے آٹھ آن کے برابر ہوتا تھا۔ (تاریخ سندھ ص ۱۳۷)

الى آخره فاذا شق رأيت الصورة
بيضاء في سواد كالبسج في صورة
انسان او دابة او سمكة او طائر او
غيره من الطير فيتحذه اهل الصين
مناطق تبلغ المنطقة ما بين ثلث مائة
دينار الى ثلاثة آلاف دينار الى اربعة
آلاف دينار و هؤلاء الملوك كلهم
مخرموا الاذان۔

(ص ۶۶ تا ۶۸)

بعد آسام کا راجہ ہے، اس کی مملکت چین سے
متصل ہے، آسام میں بہت زیادہ سونا اور
گینڈا ہوتا ہے، گینڈا ایک جانور ہے، جس کی
پیشانی پر ایک ہاتھ لبا اور ۲ مٹھی موٹا ایک
سینگ ہوتا ہے، اس میں ایک تصویر ہوتی ہے،
جب سینگ کو پھاڑا جاتا ہے تو سیاہی کے اندر
سفیدی کی تصویر نظر آتی ہے، یہ تصویر یا تو آدمی
یا کسی جانور یا مچھل یا مور یا کسی اور پرندہ کی
ہوتی ہے، اہل چین اس کے پٹے بناتے ہیں،
ایک پٹے کی کم سے کم قیمت ۳ سو دینار
اور زیادہ سے زیادہ ۳ ہزار اور ۴ ہزار دینار تک
ہوتی ہے، ان تمام مذکورہ بادشاہوں کے کان
چھدے (۱) ہوتے ہیں۔

(چین جانے والے راستوں کا ذکر کرتے
ہوئے لکھا ہے) کہ مایط سے جو بائیں جانب
پڑتا ہے، جزیرہ تیومہ جاتے ہیں، اس جزیرہ
میں عود ہندی اور کافور ہوتا ہے، یہاں سے قمار
(راس کمار) پانچ دن کا راستہ ہے، قمار میں
”عو، قمار“ اور دھان ہوتا ہے، قمار سے
صنف (۲) کے ساحل پر تین دن کا فاصلہ

من مایط ذات اليسار الى
جزيرة تيومه فيها العود الهندي و
الكافور و منها الى قمار مسيرة
خمسة ايام بقمار العود القمارى و
ارز و من قمار الصنف على الساحل
مسيرة ثلاثة ايام و بها العود الصنفى و
هو افضل من القمارى لانه يغرق فى

(۱) قدیم ہندوستانی راجہ زیورات پہنتے تھے، اس لیے ان کے کان چھدے ہوتے تھے، اب بھی ہندوؤں
میں بعض قوموں کے کان چھدے ہوتے ہیں۔ (۲) یعنی چنپہ ایک بڑا شہر اور آسام کے راجہ کے ماتحت
تھا، یہاں کا عود مشہور ہے، عرب اسے عود صنفی کہتے تھے۔

ہے، یہاں عود صنفی ہوتا ہے، جو قمار سے بہتر ہے اور عمدہ اور وزنی ہونے کی وجہ سے پانی میں ڈوب جاتا ہے، یہاں گائیں اور بھینسیں بہ کثرت ہوتی ہیں۔

ہندوستان کے بعض مشہور شہر یہ ہیں، سائل، ہورین (۱) قالون، گندھار اور کشمیر۔

الماء لحدوثہ و ثقلہ وبہا بقر و جوامیس۔

و من مدن الهند المشہورة
سامل و ہورین و قالون و قندھار و
قشمیر۔ (ص ۶۸)

سندھ سے قسط (کٹ) نیزہ اور بید کی برآمد ہوتی تھی۔

و من السند القسط و الفنا
والخیزران۔ (ص ۷۱)

ہندوستانیوں کی سات قسمیں (ذاتی) ہیں، چھتری: یہ یہاں کے شرفا ہیں، انہی میں سے بادشاہ ہوتے ہیں، ان کو سب ہندوستانی سجدہ کرتے ہیں اور یہ کسی کو سجدہ نہیں کرتے، برہمن: یہ شراب اور نشہ آور چیزیں استعمال نہیں کرتے، کھتری: یہ لوگ تین پیالوں تک لی لیتے ہیں، برہمن اپنی لڑکیوں کی ان سے شادی نہیں کرتے، مگر ان کی لڑکیوں سے اپنی شادی کر لیتے ہیں، شودر: اہل اہل اور کھیتی کرتے ہیں، بیش: (ویش) یہ اہل حرفہ اور پیشہ والے لوگ ہیں، چنڈال: یہ کھلاڑی اور کلاؤت ہیں، ان کی

و الهند سبعة اجناس
البشاکثریة و هو اشراف و فیہم
الملک تسجد الاجناس کلہا لہم
ولا یسجدون لاحد و البراہمۃ و ہم
لا یشریون الحمر ولا نبذۃ، و الکثریۃ
تشریون ثلثۃ افداح فقط لا تزوجہم
البراہمۃ و یتزوجون فیہم،
و الشودریۃ و ہم اصحاب زراعة و
البیشیۃ و ہم اصحاب صناعات و
مہن و السند الیہ و ہم اصحاب
اللہو و الملحون و فی نسائہم جمال
و الذنیۃ و ہم سمر اصحاب لہو و

(۱) یعنی موجودہ اتین جو ریاست گوالیار میں شامل اور ہندوؤں کا مقدس مقام ہے، یہ شہر بکراجیت کا دارالخلافہ چکا ہے۔

عورتیں خوبصورت ہوتی ہیں، ڈوم: یہ گانے بجانے اور کھیل تماشہ کرنے والے لوگ ہیں، ان کا رنگ گندمی ہوتا ہے۔

(ص ۷۱)

ہندوستان میں ۴۲ قسم کے مذہب ہیں، بعض خدا اور رسول کو مانتے ہیں، بعض خدا کو تو مانتے ہیں مگر رسولوں کا انکار کرتے ہیں، بعض نہ خدا کے قائل ہیں نہ رسول کے، ان کا گمان ہے کہ جھاڑ پھونک اور منتر کے ذریعہ مرادیں حاصل کی جاسکتی ہیں، بیماری میں جھاڑ پھونک سے علاج کراتے ہیں اور اسی کا پانی بھی پلاتے ہیں، ان کا ادہام و تخیلات پر عقیدہ ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اسی سے ان کو نفع اور نقصان پہنچتا ہے اور وہ ایسی ایسی خیالی چیزیں ظاہر کرتے ہیں جن کو دیکھ کر عقلمند حیران رہ جاتے ہیں، وہ بارش اور سردی روک دینے کے مدعی ہیں۔

وملل اهل الهند اثنتان و اربعون ملة منهم من يثبت الخالق عز وجل والرسول ومنهم من ينفي الرسول ومنهم النافي لكل ذلك والهند تزعم انها تدرک بالرقى ما ارادوا ويستقون به السقم، ويخرجونه ممن سقى ولهم الوهم والفكر ويحلون به ويعقدون ويضرون وينفعون ولهم اظهار التخييل التي تتحير فيها الارب و يدعون حبس المطر والبرد۔

(ص ۷۱، ۷۲)

(عربی فارسی رومی فرنگی اندلسی اور روسی زبانیں بولنے والے یہودی تاجروں کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ بحر قلزم سے بحر مشرق میں سوار ہو کر حجاز و جدہ ہوتے ہوئے) پھر سندھ، ہند اور چین جاتے ہیں، چین سے مشک، عود، کافور، دال چینی اور ان علاقوں میں

ثم يمشون الى السند والهند والصين فيحملون من الصين المسك والعود والكافور والدارصيني وغير ذلك مما يحمل من تلك النواحي۔

میں پیدا ہونے والے دوسرے سامان اپنے
ساتھ لاتے ہیں۔

پھر دریائے دجلہ میں جہازوں پر سوار
ہو کر ابلہ (۱) جاتے ہیں اور ابلہ سے عمان
پھر سندھ، ہندوستان اور چین روانہ ہو جاتے
ہیں، یہ سارے ممالک ایک دوسرے سے
قریب اور ملے ہوئے ہیں۔

پھر کرمان (۲) پھر سندھ، پھر ہند اور
پھر چین پہنچتے ہیں۔

معمورہ ارضی کی چار قسموں میں ایک
ایتوفیا ہے، جس میں تہامہ، یمن، سندھ، ہند،
چین اور اسقونیا وغیرہ ممالک آباد ہیں۔

زمین کے عجائبات میں صقلیہ، اندلس
اور ہندوستان کی وہ آگ بھی ہے جو پتھر میں
بھی بھڑکتی ہے، اگر کوئی شخص اس کی چنگاری
لینا چاہے تو نہیں لے سکتا، کیوں کہ وہ ایسی
صورت میں نہیں بھڑکتی۔

ثم یرکبون فی دجلة الی الابلہ
ومن الابلہ الی عمان والسند و
الهند والصین کل ذالک متصل
بعضه ببعض۔ (ص ۱۵۳-۱۵۴)

ثم الی کرمان، ثم الی السند ثم
الی الهند ثم الی الصین۔ (ص ۱۵۵)
و ایتوفیا و فیہا تہامہ و الیمن
و السند و الهند و الصین و اسقونیا۔

(ص ۱۵۵)

و من عجائب الارض نار
بسقلیہ و بالاندلس و بالهند تشتعل
فی حجارة ان اراد احد ان یحمل
منہا شعلۃ لم تنقد۔ (ص ۱۵۵)

(۱) ابلہ عربوں کے عراق پر قبضہ سے پہلے ایرانیوں کے زمانہ میں ہندوستان کے لیے خلیج فارس کا سب
سے بڑا اور مشہور بندرگاہ تھا جو بصرہ کے قریب واقع تھا، ابلہ سے ہندوستان کی تجارتی آمد و رفت اس
کثرت سے تھی کہ اہل عرب اسے ہندوستان ہی کا ایک ٹکڑا سمجھتے تھے، چین اور ہند سے آنے والے جہاز
یہیں ٹھہرتے تھے اور یہیں سے روانہ ہوتے تھے۔ (عرب و ہند کے تعلقات ص ۵۰) (۲) مشہور اور آباد
صوبہ جس کے متعلق متعدد شہر گاؤں تھے، یہ فارس اور کرمان، ہجستان اور خراسان کے درمیان واقع ہے،
عرب سیاح ہندوستان کی آمد و رفت کے سلسلہ میں میں کرمان وغیرہ کی طرح اس کا بھی نام لیتے ہیں۔
(تکم البلدان ج ۷ ص ۲۴۱)

دریائے سندھ کا نخرج شقنّان (۱) کا
ایک پہاڑ ہے اور یہ دریائے جیحون کی ایک
شاخ ہے، ہندوستان کے بعض علاقے اس
کی طرف منسوب ہیں، یہ منصورہ سے گزرتا
ہے اور اپنے معاون ہندوستانی دریاؤں
سمیت بحر مشرق میں جا کر گر جاتا ہے۔

و مخرج مهران و نہر السند من
جبال شقنّان و نہر السند هو شعب
نہر جیحون و الیہ ینسب بعض
مملکۃ الہند یمراً بالمنصورۃ و یصب
فی البحر الشرقی الکبیر بعد ان تحمل
منہا انہار ببلاد الہند۔

(ص ۱۷۳-۱۷۴)

(۱) غالباً اس سے مراد آتش فشاں پہاڑ ہیں۔



سلیمان تاجر

سلیمان سب سے پہلا عرب سیاح ہے جس کا سفر نامہ ہم تک پہنچا ہے، وہ دراصل ایک تاجر تھا جو عراق کی بندرگاہ سے چین اور مشرق اقصیٰ جایا کرتا تھا، اس آمد و رفت میں اس نے ہندوستان کے پورے ساحل کا چکر لگایا تھا، اپنے سفر نامہ میں اس نے ہندوستان کی تہذیب و معاشرت، تمدن و سیاست، یہاں کے راجاؤں بعض تعزیری قوانین اور چین سے اس کا موازنہ کیا ہے، اس کے معلومات بیشتر چشم دید ہیں، اس کی پیدائش اور وفات کا سنہ نہیں معلوم ہو سکا، مگر وہ تیسری صدی ہجری کا سیاح ہے، یہ سفر نامہ اس نے ۲۳ھ میں لکھا تھا اور ۸۱۲ھ میں پہلی مرتبہ پیرس سے فریچ ترجمہ اور فرانسینی عالم رینو (Reineu) کے تنقیدی مقدمہ کے نام کے ساتھ سلسلۃ التوارخ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔



سلسلة التواريخ

البحر الثالث بحر هر کند و
بینہ و بین بحر دلاروی جزائر کثیرہ
یقال انها الف و تسع مائة جزیره
وهی فرق ما بین هذین البحرین
دلاروی و هر کند و هذه الجزایر
تملكها امرأة و يقع فی هذه الجزایر
عنبر عظیم القدر فتقع القطعة مثل
النبت و نحوه و هذا عنبر نبت فی
قعر البحر نباتا فاذا اشتد هیجان
البحر قذفه من قعره مثل الفطر و
الکماة۔

تیسرے سمندر کو بحر ہرگند (۱) کہتے
ہیں، اس کے اور بحر دلاروی کے درمیان
بہت سارے جزیرے (۲) آباد ہیں، کہا
جاتا ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار نو سو ہے،
یہی جزیرے ان دونوں سمندروں کے
درمیان حد فاصل ہیں، ان پر ایک عورت کی
حکومت ہے، ان جزیروں میں بیش قرار عنبر
ہوتا ہے، عنبر کا ٹکڑا پودوں کی طرح ہوتا ہے
اور سمندر کی گہرائی میں پودوں ہی کی شکل
میں اگتا ہے، جب سمندر کی طغیانی بڑھ
جاتی ہے تو وہ اسے سانپ کی چھتری
(ککرتا) کی طرح گہرائی سے نکال کر
کنارے پر لگا دیتی ہے۔

وهذه الجزائر التي تملكها
المرأة عامرة بنخل النارجیل و بعد ما
بین الجزیره و الجزیره فرسخان و ثلثة و

ان جزیروں میں جہاں عورت کی
حکمرانی ہے، ناریل کے درختوں کی کثرت
ہے اور ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے

(۱) سلیمان نے بحر ہند کو ہرگند کہا ہے، ہرگند سمندر کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو جنوبی ہند کے کناروں پر بہتا
ہے۔ (عرب و ہند کے تعلقات ص ۱۲۶) (۲) ان سے جزائر شرق الہند اور جزیرہ نمائے ہند مراد ہیں۔

کا فاصلہ ۲، ۳ یا ۴ فرسخ ہے اور ان سب میں آدمی آباد ہیں اور ناریل کے درخت ہوتے ہیں، ان لوگوں کی دولت کوڑی ہے اور حکومت کوڑیاں اپنے خزانے میں جمع کر کے رکھتی ہے، کہا جاتا ہے کہ ان جزیروں سے اچھے کاریگر کہیں نہیں ہوتے، یہ لوگ مع آستین، دامن اور گریبان کے قمیص کرتے بن لیتے ہیں، جہاز اور گھر خود تیار کرتے ہیں اور حرفت کے سارے کام بھی اسی طریقہ سے خود کر لیتے ہیں، کوڑیاں پانی کی سطح سے حاصل کرتے ہیں، ان میں جان ہوتی ہے، وہ پانی کی سطح پر آتی ہیں، ناریل کی شاخ پانی کی سطح پر پھینک دی جاتی ہے، کوڑیاں اس سے لپٹ جاتی ہیں، لوگ اس کو کیتج کہتے ہیں، ان جزیروں کے آخر میں بحر ہند کے کنارے لنکا کا جزیرہ ہے، اگر اس سمندر میں جہازوں پر سوار ہو کر لنکا کی طرف جائیں تو کچھ جزیرے پڑتے ہیں، جن کی تعداد زیادہ نہیں ہے، مگر قبہ وسیع ہے، ان میں سے ایک جزیرے کو رامن (۱) کہتے ہیں، اس میں کئی بادشاہ ہیں، اس کا رقبہ آٹھ یا نو سو فرسخ بیان کیا جاتا ہے، اس میں سونے کی کانیں ہیں اور کچھ

اربعة و کلھا عامرة بالناس و النارجیل و ما لهم الودع و هذه الملكة تذخر الودع فی خزائنها و يقال ان اهل هذه الجزيرة لا یکون اصنع منهم حتی انهم يعملون القمیص مفروغاً منه نسجاً بالکمین و الدخریصین و الجیب و یسبون السفن و البیوت و يعملون سائر الاعمال علی هذا النسق من الصنعة و الودع یتبهم علی وجه الماء و فیہ روح فتوخذ سعة من سعف النارجیل فتطرح علی وجه الماء فیتعلق فیها الودع و هم یدعونہ الکبتج و آخر لهذه الجزائر سرندیب فی بحر هرکند و فی هذا البحر اذا ركب الی سرندیب جزایر لیست بالکثیرة غیر انها واسعة لا تضبط منها جزيرة يقال له الرامنی فیها عدة ملوک و سعتها يقال ثمانية او تسع مائة فرسخ و فیها معادن الذهب و فیها معادن تدعی فنصور یکون الکافور الحید منها۔ (ص ۸)

(۱) یا قوت نے اسے رامی لکھا ہے اس سے خلج بنگال مراد ہے۔

اور کانیں بھی ہیں جنہیں قصورہ (۱) کہتے ہیں اور یہاں عمدہ قسم کا کافور ہوتا ہے۔

اس جزیرہ میں ہاتھیوں کی کثرت ہے، بکرم (۲) اور بانس بھی ہوتے ہیں، یہاں ایک قوم ہے جو لوگوں کو کھا جاتی ہے، یہ جزیرہ بحر ہرگند اور بحر شلاہط (۳) کے درمیان آباد ہے، اس کے بعد لنجا لوس (۴) کے جزیرے ہیں، ان میں بڑی آبادی ہے، مرد اور عورتیں دونوں ننگے رہتے ہیں، البتہ عورتیں درخت کے پتوں سے ستر پوشی کر لیتی ہیں، جب جہاز ان لوگوں کے علاقے سے گزرتے ہیں تو وہ چھوٹی بڑی کشتیوں میں ان کے پاس آتے ہیں اور جہاز والوں کے ہاتھ عنبر اور ناریل، لوہے کے بدلے میں فروخت کرتے ہیں، چونکہ گرمی اور سردی یہاں نہیں پڑتی، اس لیے ان لوگوں کو لباس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

و فسی هذه الجزيرة اعنى الرامنى فيلة كثيرة و فيها البقم و الخيزران و فيها قوم ياكلون الناس و هى تشرع على بحرين هر کند و شلاہط و بعد هذا جزائر تدعى لنجبالوس و فيها خلق كثير عراة الرجال منهم و النساء غير ان على عورة المرأة ورقاً من ورق الشجرة فاذا مرت بهم المراكب جاؤا اليها بالقوارب الصغار والكبار و بايعوا اهلها العنبر و النارجيل بالحديد و ما يحتاجون اليه من كسوة لانه لا حر عندهم ولا برد۔ (ص ۹-۱۰)

بحر ہند کی ہوا بحر انڈومان سے مختلف ہے، یہ طغیانی کے زمانہ میں ہانڈیوں کی طرح ابلنے لگتا ہے اور بہت ساعنبر کنارے

و اما بحر هر کند فله ریح غیر هذه فيغلى لها البحر كغليان القدور و يقذف العنبر الكثير و كلما كان

(۱) قصور دراصل ایک بڑا شہر اور بندرگاہ اور کافور کی پیداوار کے لیے مشہور تھا۔ (۲) یہ ایک سرخ رنگ کی لکڑی ہے جس کے پتے بادام کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں۔ (۳) یعنی بحر انڈومان جو بحر ہرگند کے بعد پڑتا ہے۔ (۴) یعنی سلہٹ چانگام جواب بھی دریائی بندرگاہ ہے۔

کی طرف پھینک دیتا ہے اور سمندر جس قدر گہرا ہوتا ہے، اس کا غبر اتنا ہی نفیس ہوتا ہے اور جب بحر ہند میں زیادہ تلاطم ہوتا ہے تو سمندر آگ کی طرح بھڑکتا دکھائی دیتا ہے، اس میں ایک مچھلی ہوتی ہے، جسے کوچ کہتے ہیں، یہ دراصل ایک درندہ ہے جو انسانوں کو نگل لیتا ہے۔

جہاز مسقط سے ہندوستان کی طرف آتے ہیں اور کوکن کا رخ کرتے ہیں، مسقط سے کوکن ایک ماہ کی مسافت پر ہے، بشرطیکہ ہوا سازگار اور معتدل ہو، کوکن میں جہازوں کے بنانے اور درست کرنے کا کارخانہ ہے، کوکن میں چینی جہاز آتے ہیں اور وہاں میٹھے پانی کے کوئیں بھی ہیں، چینیوں سے ایک ہزار درم لیا جاتا ہے، لیکن دوسرے ملکوں کے جہازوں سے دس سے ایک دینار تک بھی لے لیتے ہیں، مسقط، کوکن اور بحر ہند کے درمیان تقریباً ایک مہینہ کی مسافت ہے، کوکن کے لوگ میٹھا پانی پیتے ہیں، اس کے بعد جہاز بحر ہند کی طرف جاتے ہیں اور اسے پار کر لینے کے بعد چنگام اور سہلت پہنچ جاتے ہیں، یہاں کے لوگ عربوں اور دوسرے تاجروں کی زبان نہیں سمجھتے، یہ لوگ

البحر اغزر و ابعد قعرأ كان العنبر اجمود و هذا البحر اعنى هر کند اذا عظمت امواجه تراه مثل النار يتقد و فى هذا البحر سمك يدعى اللخم وهو سبع يتلع الناس۔ (ص ۱۳)

فتخطف المراكب منها الى بلاد الهند و تقصد الى كوكم ملي والمسافة من مسقط الى كوكم ملي شهر على اعتدال الريح و في كوكم ملي ملى مسلحة لبلاد كوكم ملي تجئ السفن الصينية و بها ماء عذب من آبار فياخذ من الصينية الف درهم و من غيرها من السفن ما بين عشرة دنائير الى دينار بين مسقط و بين كوكم ملي و بين هر کند نحو من شهر و بكوكم ملي يستعذبون الماء ثم تخطف المراكب اى تفلع الى بحر هر کند فاذا جاوزوه صاروا الى موضع يقال له لنج بالوس لا يفهمون لغة العرب ولا يعرفه التجار من اللغات و هم قوم لا يلبسون الثياب

کپڑے نہیں پہنتے، ان کا رنگ گورا ہے، ان کے چہرے پر داڑھیاں فطری طور پر نہیں ہوتیں، لوگوں کا بیان ہے کہ ان کی عورتیں نہیں نظر آتیں، اس لیے کہ مرد ہی جزیرہ سے نکل کر نکڑی کی ڈونگیوں میں ان کے پاس جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ناریل، گنا، کیلا اور ناریل کی شراب ہوتی ہے، یہ شراب سفید ہوتی ہے، اگر اس کو تیار کئے جانے کے وقت ہی پیا جائے تو وہ شہد کی طرح میٹھی معلوم ہوتی ہے اور اگر کچھ دیر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ شراب ہو جاتی ہے اور اگر کئی دن تک باقی رہ جائے تو سرکہ بن جاتی ہے اور لوگ اسے لوہے کے عوض بیچ دیتے ہیں اور کبھی کبھی تھوڑا سا عنبر بھی ان کو مل جاتا ہے، اس کو بھی لوہے کے ٹکڑے کے بدلہ میں بیچ دیتے ہیں اور زبان نہ سمجھنے کی وجہ سے ہاتھوں کے اشارہ سے خرید و فروخت کرتے ہیں، انہیں تیراکی میں بڑی مہارت ہے کبھی تاجروں سے زبردستی لوہا چھین لیتے ہیں اور اس کے بدلہ میں کچھ نہیں دیتے۔

پھر جہاز مقام صنف (چنپہ) کی طرف روانہ ہوتے ہیں جو دس دنوں کی مسافت پر واقع ہے، یہاں عمدہ اور میٹھا پانی

بیض کو اسج و ذکر و انہم کم یروا
منہم النساء و ذالک ان رجالہم
یخرجون الیہم من الجزیرۃ فی
زواریق منقورۃ من خشبۃ واحدۃ و
معہم النار جیل و قصب السكر
والموز و شراب النار جیل و هو
شراب ابیض فاذا شرب ساعۃ یؤخذ
من النار جیل فہو حلو مثل العسل
فاذا ترک ساعۃ صار شراباً و ان بقی
ایاماً صار خللاً فیبعون ذالک
بالحدید و ربما وقع الیہم العنبر
الیسیر فیبعونہ بقطع الحدید و انما
یتبايعون بالاشارة بدأ یبدأ اذا كانوا لا
یفہمون اللغۃ و ہم حذاق بالسباحۃ
فربما استلبوا من التجار الحدید و لا
یعطونہم شیئاً۔ (ص ۱۶ تا ۱۸)

ثم تسیر المراكب الی موضع
یقال لہ صنف مسیرۃ عشرۃ ایام و بہا
ماء عذب و منہ یوتی بالعود الصنفی

و بها ملك و هم قوم سمر يلبس كل واحد منهم فوطتين فاذا استعذبوا منها خطفوا الى موضع يقال له صندر فولات و هي جزيرة في البحر و المسافة اليها عشرة ايام و فيها ماء عذب ثم تخطف المراكب الى بحر يقال له صنحي۔

(ص ۲۰)

و ذکر و ان فی جزیرہ یقال لہ ملحان فیما بین سرندیب و کلہ و ذالک من بلاد الهند فی شرقی البحر قوم من السودان عرا اذا وجدوا الانسان من غیر بلادہم علقوہ منکساً و قطعوہ و اکلوہ نیا و عدد ہؤلاء کثیر و ہم فی جزیرہ واحدہ و لیس لہم ملک و غذاؤہم السمک و الموز و النارجیل و قصب السكر و لہم شبیہ بالغیاض و الآجام۔

و ذکر و ان فی ناحیۃ البحر سمکاً صغیراً طیاراً بطیر علی وجہ

ہوتا ہے اور یہیں سے صنفی عو کی سپلائی ہوتی ہے، یہاں ایک بادشاہ بھی ہے، اس قوم کا رنگ گندمی ہے، ہر شخص صرف دو لنگیاں پہنتا ہے، سیاح یہاں شیریں پانی سے سیراب ہونے کے بعد چنداپور (۱) کی طرف نکل پڑتے ہیں، چنداپور ایک سمندری جزیرہ اور چنپہ سے دس دنوں کے فاصلہ پر ہے، یہاں بھی شیریں پانی کے چشمے ہیں، اس کے بعد جہاز چنپی (۲) سمندر کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔

لوگوں کا بیان ہے کہ جزیرہ ملحان میں جو لٹکا اور کلابار کے درمیان ایک ہندوستانی علاقہ اور سمندر کے مشرقی کنارے پر واقع ہے، سوڈانیوں کی ایک جماعت ننگ دھڑنگ رہتی ہے اور دوسرے ملک والوں کو اگر پا جاتی ہے تو اٹلے لٹکا کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے کچا کھا جاتی ہے، ان لوگوں کی آبادی زیادہ ہے اور ایک ہی جزیرہ میں بلا بادشاہ کے رہتے ہیں، ان کی خوراک مچھلی، کیلا، ناریل اور گنے ہے، یہ لوگ جنگلوں اور جھاڑیوں میں نظر آتے ہیں۔

لوگ کہتے ہیں کہ سمندر کے کنارے چھوٹی چھوٹی مچھلیاں رہتی ہیں، انہیں پانی کی

(۱) چنداپور مالابار سے متصل صوبہ مدراس میں مغربی گھاٹ پر واقع ہے، آج کل اس کو گوا کہتے ہیں، تقریباً دو سو برس سے اس پر پرتگال والوں کا قبضہ ہے اور ہندوستان میں پرتگالی مقبوضات کا یہی پایہ تخت ہے۔ (۲) یعنی بحر چین۔

مڈی کہتے ہیں، لوگوں کا یہ بھی بیان ہے کہ سمندر کے کنارے ایک ایسی مچھلی ہوتی ہے جو پانی سے نکل کر ناریل کے درخت پر چڑھ جاتی ہے اور اس کا پانی پی کر پھر سمندر میں چلی جاتی ہے، لوگ کہتے ہیں کہ سمندر میں کیلڑے کی طرح ایک جانور ہوتا ہے، جو سمندر سے نکلے ہی پتھر ہو جاتا ہے، اس پتھر سے سرمہ بنایا جاتا ہے اور وہ آنکھوں کے بعض امراض میں استعمال ہوتا ہے۔

چین اور ہندوستان والے اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا کے قابل ذکر اور لائق شمار بادشاہ چار ہی ہیں، ان میں سب سے اول عرب کا بادشاہ ہے، اس بارے میں ان کا بالکلیہ اتفاق ہے اور اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ وہ سب سے بڑا، سب سے زیادہ دولت مند، سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے بڑے دین (اسلام) کا بادشاہ ہے اور اس سے برتر کوئی چیز نہیں، عرب کے بادشاہ کے بعد چین کا بادشاہ اپنے کو بڑا شمار کرتا ہے، اس کے بعد شاہ روم اور اس کے بعد بلہرا (ولہجہ رائے جو گجرات کا راجہ تھا) ہے، جو چھیدے ہوئے کان والے لوگوں کا بادشاہ ہے، بلہرا ہندوستان کا سب سے مغزز

الماء یسمیٰ جواد الماء و ذکرُوا ان بناحیة البحر سمکاً یخرج حتی یصعد علی النار جیل فی شرب ما فیہ من الماء ثم یعود الی البحر، و ذکرُوا ان فی البحر حیواناً یشبه السرطان فاذا خرج من البحر صار حجراً قال ویتخذ منه کحل لبعض علل العین۔ (ص ۲۲ و ۲۳)

و اهل الهند والصین مجمعون علی ان ملوک الدنیا المعدودین اربعة فاول من یعدون من الاربعة ملک العرب وهو عندهم اجماع لا اختلاف بینهم فیہ انه ملک اعظم الملوک و اکثرهم مالا و ابہام جمالاً و انه ملک الدین الکبیر الذی لیس فوقہ شیء ثم یعد ملک الصین نفسہ بعد ملک العرب ثم ملک الروم ثم بلہرا ملک المخرمی الآذان فاما بلہرا هذا فانه اشرف الهند و هم له مقرون بالشرف و کل ملک من ملوک الهند متفرد بملکہ غیر انہم مقرون لهذا فاذا وردت رسلہ

علی سائر الملوك صلوا لرسله
تعظيماً له وهو ملك يعطى العطاء
كما تفعل العرب وله الخيل والفيلة
الكثيرة والمان الكثير وماله دراهم
تدعى الطاطرية وزن كل درهم
درهم ونصف بسكة الملك و
تاريخه في سنة من مملكة من كان
قبله ليس كسنة العرب من عصر
النبي عليه السلام بن تاريخهم
بالمملوك وملوكهم يعمون وربما
ملك أحدهم خمسين سنة وتزعم
اهل مملكة بلهرا انما يطول مدة
ملكهم و اعمارهم في الملك
لمحبتهم للعرب وليس في الملوك
اشد حباً للعرب منه وكذلك اهل
مملكته۔

راجہ ہے اور مارے ہندوستانی اس کی عظمت
کے قائل ہیں، ہندوستان کے تمام راجے خود
مختار ہیں اور کسی کے ماتحت نہیں ہیں، مگر بلہرا
کی عظمت و شرف کے یہ سب معترف ہیں اور
جب اس کے قاصد اور سفیر دوسرے راجاؤں
کے دربار میں پہنچتے ہیں تو راجہ کی عظمت کے
اعتراف میں وہ اس کے سفیروں کا کونش بجا
لاتے ہیں، راجہ بلہرا عربوں کی طرح داد و
دہش کرتا ہے، اس کے پاس گھوڑے، ہاتھی
اور مال و دولت کی فراوانی ہے، اس بادشاہ کی
دوست یعنی سکے طاطری کہلاتے ہیں، ان کا
وزن عام سکوں کے وزن سے ڈیوڑھا ہوتا
ہے، اس کا سنہ عربوں کے سنہ کے برعکس جو
عہد رسالت سے شروع ہوتا ہے، بادشاہوں
کے سنہ جلوس سے شروع ہوتا ہے، ان کے
بادشاہوں کی عمریں دراز ہوتی ہیں، بعض بادشاہ
پچاس سال تک حکومت کرتے ہیں، اس کے
اہل ملک سمجھتے ہیں کہ ان کے بادشاہوں کے
عہد حکومت اور ان کی عمروں کے طویل ہونے
کا سبب عربوں سے محبت ہے، کوئی راجہ اور
اس کی رعایا بلہرا اور اس کی رعایا سے زیادہ
عربوں سے محبت نہیں کرتی۔

اس سلطنت کے ہر بادشاہ کا لقب بلہرا

و بلہرا اسم لكل ملك منهم

ہے، جس طرح (عراق کی سلطنت کے ہر بادشاہ کا لقب) کسریٰ وغیرہ ہے، یہ کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں، بلکہ ان کی سلطنت اور سرزمین کا آغاز ساحل سمندر سے شروع ہوتا ہے اور وہ علاقہ کو کن کہلاتا ہے، جو خشکی (۱) میں چین تک چلا گیا ہے، اس کے نواح میں بہت سے راجے ہیں، جو اس سے لڑتے بھڑتے رہتے ہیں، لیکن وہ سب پر غالب آجاتا ہے، ان میں ایک گجرات کا راجہ ہے، جس کے پاس بڑی فوجیں ہیں، کسی ہندوستانی راجہ کے پاس اتنی فوجیں اور گھوڑے نہیں، وہ عربوں کا دشمن ہے، لیکن اس حقیقت کا معترف ہے کہ عرب کا بادشاہ ہی سب سے بڑا بادشاہ ہے، اس سے بڑھ کر کوئی ہندوستانی اسلام کا دشمن نہیں، یہ خاکنائے (کاٹھیاواڑ) میں رہتا ہے، اس کے پاس دولت اونٹ اور مویشی بہت زیادہ ہیں، اس ملک کے لوگ چاندی کے بدلہ سونا خریدتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ ان کے پاس کئی کانیں ہیں، اس شہر سے زیادہ کوئی شہر چوری سے محفوظ نہیں، اس کے ایک کنارے طافن (دکن) کا راجہ، جس کی مملکت چھوٹی سی ہے، یہاں کی عورتوں کا

ککسری و نحوہ ولیس باسم لازم و ملک بلہرا و ارضہ اولہا ساحل البحر و ہی بلاد تدعی الکممک متصلہ علی الارض الی الصين و حولہ ملوک کثیرہ یقاتلونہ غیرانہ یظہر علیہم فمنہم ملک یدعی ملک الجزر و هو کثیر العیش لیس لاحد من الہند مثل خیلہ و هو عدو العرب غیرانہ مقر ان ملک العرب اعظم الملوک ولیس احد من الہند اعدی للاسلام منہ و هو علی لسان من الارض و اموالہم کثیرہ و ابلہم و مواشیہم کثیرہ و یتابعون بالفضہ التبر و یقال ان لہم معادن ولیس فی بلاد الہند آمن من السرقة منہا والی جانبہ ملک الطافن و هو قلیل المملکۃ و نساؤہم بیض اجمل نساء الہند و هو ملک موادع لمن حولہ لقلۃ جیشہ و هو یحب العرب کحب بلہرا۔

(۱) سمندر کے کنارے کنارے یہ علاقہ چین تک پھیلا ہوا ہے۔

رنگ گورا ہوتا ہے اور وہ ہندوستان کی خوبصورت ترین عورتیں ہوتی ہیں، لشکر کی کمی کی وجہ سے یہ راجہ اپنے گرد و پیش کے راجاؤں سے مصالحت کے ساتھ رہتا ہے اور باہر کی طرح عربوں سے محبت رکھتا ہے۔

ان راجاؤں سے قریب ہی ایک اور راجہ ہے جسے رہی (برہما) کا راجہ کہتے ہیں، انہی سے گجرات کے راجہ کی لڑائی رہتی ہے، اس کی اپنے ملک میں کوئی عزت و توقیر نہیں، راجہ گجرات کی طرح اس کی بھی راجہ باہر اسے جنگ رہتی ہے، اس کی فوجیں باہر، گجرات اور طافن کے راجاؤں سے زیادہ ہیں، کہا جاتا ہے کہ وہ جنگ میں تقریباً پچاس ہزار ہاتھی لے کر نکلتا ہے اور صرف موسم سرما ہی میں لڑتا ہے، کیوں کہ ہاتھی پیاس نہیں برداشت کر سکتے، اس لیے صرف جاڑوں ہی میں نکلنے کا موقع رہتا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کی فوج کے دھویوں کی تعداد دس ہزار سے پندرہ ہزار تک ہے، اس کے ملک سے اچھے کہیں کپڑے نہیں ہوتے، سوتی کپڑے اتنے نفیس اور باریک ہوتے ہیں کہ انگٹھی کے حلقہ میں آسانی سے سما جاتے ہیں، اس طرح کے بعض کپڑے ہم نے خود دیکھے ہیں، ان ممالک میں

و یلی ہؤلاء ملک یقال له
رہمی یقاتلہ ملک اجزر و لیس له
شرف فی الملک و هو ایضاً یقاتل
بلہرا کمال یقاتل ملک الجزر و
رہمی هذا اکثر جیشاً من ملک
بلہرا و من ملک الجزر و من الطافن
و یقال انہ اذا خرج الی القتال
یخرج فی نحو من خمسين الف
فیل و لا یخرج الا فی الشتاء لان
الفيلة لا تصبر علی العطش فلیس
یسعه الا الخروج فی الشتاء و یقال
ان قصاری عسکرہ نحو من عشرة
الف الی خمس عشر الفا و فی
بلادہ الثیاب الی لیس لاحد مثلہا
یدخل الثوب فیہا فی حلقة خاتم دقة
و حسا و هو من قطن و قدرینا
بعضہا و الذی ینفق فی بلادہ الودع و
هو عین البلاد یعنی مالہا و فی بلادہ

الذهب والفضة والعود والثياب و
فسی بلاده البشان المعلم وهو
الکر کردن له فی مقدم جبهته قرن
واحد و فی قرنه علامة صورة خلقه
كصورة الانسان فی حکایته القرن
كله اسود والصورة بیضاء فی
وسطه وهذا الکر کردن دون الفیل
فی الحلقة الی السواد ما هو ویشبه
الجاموس قوی لیس کقوته شیء من
الحيوان و لیس له مفصل فی ركبته
ولا فی یدیه وهو من لدن رجله الی
ابطه قطعة واحدة و الفیل یهرب منه
و یحترکما تحتر البقر والابل و
لحمه حلال قد اكلناه وهو فی هذه
المملكة کثیر فی غیاضهم وهو فی
سایر بلاد الهند غیر ان قرون هذا
اجود فریما کان القرن صورة رجل
وصورة طائس و صورة سمكة
وسائر الصور و اهل الصين یتخذون
منها المناطق و تبلغ المنطقة ببلاد
الصین الفی دینار و ثلاثة الف و اکثر
علی قدر حسن الصورة وهذا كله
یشتری من بلاد رهمی بالودع

کوڑیاں رائج ہیں، جو بطور سکہ کے چلتی ہیں
اور یہی کوڑیاں یہاں کی دولت ہیں، سونا،
چاندی، عود اور کپڑے یہاں ہوتے ہیں، اس
ملک میں گینڈا ابھی ہوتا ہے، جس کی پیشانی پر
ایک سینگ ہوتا ہے، سینگ کے اندر آدمی کی
شکل کے مانند ایک شکل ہوتی ہے، سارا سینگ
سیاہ ہوتا ہے، مگر یہ شکل سفید ہوتی ہے، گینڈا
جسامت میں ہاتھی سے چھوٹا اور بھینس کی
طرح سیاہ ہوتا ہے، اس کے جیسا طاقت ور
کوئی جانور نہیں ہوتا، اس کے گھٹنوں اور ہاتھی
میں کوئی جوڑ نہیں ہوتا، بلکہ پیر سے نعل تک
ایک ہی ٹکڑا چلا گیا ہے، ہاتھی اس سے بہت
بھاگتا ہے، وہ اونٹوں اور گایوں کی طرح
جگلی کرتا ہے، اس کا گوشت حلال ہے اور ہم
نے اسے کھایا ہے، اس ملک کے جنگلوں اور
جھاڑیوں میں یہ جانور بکثرت اور سارے
ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے، لیکن یہاں
گینڈوں کی سینگ بہت عمدہ ہوتی ہے، بعض
سینگوں میں آدمی کی اور بعض میں مور یا مچھلی
یا کسی اور جانور کی تصویر ہوتی ہے، چین کے
لوگ اس سے کمر بند اور پٹے بناتے ہیں جس
کی قیمت نفاست و عمدگی کے اعتبار سے دو ہزار
تین ہزار اور اس سے بھی زائد ہوتی ہے، یہ

وہو عین البلاد۔

یہ سب رہی سے کوڑیوں کے عوض خریدی جاتی ہیں اور کوڑی ہی ان شہروں کا سکھ ہے۔

ہندوستان میں جب کوئی شخص دوسرے شخص پر ایسا دعویٰ کرتا ہے جس میں ملزم (مدعی علیہ) کی سزا موجب قتل ہو تو الزام

لگانے والے (مدعی) سے کہا جاتا ہے کہ کیا تم ملزم سے آگ اٹھاؤ گے، اگر وہ اقرار کرتا

ہے تو ایک لوہا خوب گرم ہوتا ہے اور جب وہ آگ بن جاتا ہے، تو ملزم کا ہاتھ پھیلا کر اس

پر ایک خاص درخت کی سات پتیاں رکھ کر ان پر یہ گرم لوہا رکھ دیا جاتا ہے، ملزم اسے

لے کر آگے پیچھے چلتا اور پھر لوہے کو گرا دیتا ہے، اس کے بعد چمڑے کا ایک تھمیلالا یا جاتا

ہے اور اس میں ملزم کا ہاتھ ڈال دیا جاتا ہے، پھر بادشاہی مہر سے بند کر دیا جاتا ہے،

تین دن کے بعد اُس کو دھماکا دے کر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کا چاول نکالو، اگر اس

کام سے اُس کے ہاتھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو وہ کامیاب اور سچا سمجھا جاتا ہے اور اسے قتل

کرنے کے بجائے مدعی پر ایک من سونا جرمانہ کیا جاتا ہے اور یہ جرمانہ بادشاہ لے لیتا

ہے، کبھی لوہے کے بجائے لوہے یا تانبے

و اما بلاد الهند فانه اذا ادعی

رجل علی آخر دعوی یجب فیہا

القتل قبل للمدعی اتحاملہ النار

فیقول نعم فتحمی حدیدہ حاراً

شدیداً حتی لیظہر النار فیہا ثم یقال

لہ ابسط یدک فتوضع علی یدہ

سبع (۱) ورفات من ورق شجر لہم

ثم توضع علی یدہ الحدیدہ فوق

الورق ثم یمشی بہا مقبلاً و مدبراً

حتی یلقیہا عن یدہ فیوتی بکیس من

جلود فیدخل یدہ فیہ ثم یختم یختم

السلطان فاذا کان بعد ثلاث اتی بارز

غیر مقشر فیقال لہ افرکہ فان لم یکن

فی یدہ اثر فند فلج ولا قتل علیہ و

یعرم الذی ادعی علیہ منّا من ذہب

یقبضہ السلطان لنفسہ و ربما اغلوا

الماء فی قدر حدید او نحاس حتی

لا یقدر احد یدنو منہ ثم یطرح فیہ

خاتم حدید و یقال ادخل

فتناول الخاتم و قد رأیت من ادخل

(۱) اس سے پان کے پتے مراد ہیں۔

یدہ و اخرجھا صحیحہ و یغرم المدعی
ایضا منا من ذهب۔

کے برتن میں پانی اتنا جوش دیا جاتا ہے کہ
کوئی شخص اس کے قریب جانے کی ہمت نہیں
کر سکتا ہے، پھر اس میں لوہے کی ایک انگٹھی
ڈال کر ملزم سے اس کو نکالنے کے لیے کہا جاتا
ہے، خود بعض ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے جنہوں
نے (اس گرم پانی میں انگٹھی نکالنے کے لیے)
اپنے ہاتھ ڈالے اور وہ صحیح و سالم نکل آئے،
چنانچہ مدعی پر ایک من سونے کا جرمانہ لگایا گیا۔
سارے ہندوستانی اپنے مردوں کو آگ
میں جلاتے ہیں اور لکا آخری جزیرہ اور مملکت
ہند میں شامل ہے (۱) عموماً راجہ کے ساتھ اس
کی رانیاں بھی جل کر ستی ہو جاتی ہیں اور اگر وہ
چاہیں تو نہ ستی ہوں (یعنی یہ ان کی خواہش پر
موقوف ہے، اس میں کوئی زبردستی نہیں)۔

و الہند کلہم یحرقون موتاہم
بالنار و سرندیب آخر الجزائر وہی
من بلاد الہند و ربما احرق الملك
فتدخل نساؤه النار فیحترقون معہ
وان شئن لم یفعلن۔ (ص ۵۰)

ہندستان میں کچھ لوگ (۲) بیابانوں،
جنگلوں اور پہاڑوں کی سیر کرتے اور لوگوں
سے بہت کم ملتے جلتے ہیں، یہ لوگ گھاس،
پات اور جنگلوں کے پھل کبھی کبھی کھا لیتے
ہیں اور عضو تناسل میں لوہے کی ایک زنجیر
اس لیے ڈال لیتے ہیں تاکہ عورتوں کے پاس
نہ جاکیں، ان میں سے کچھ لوگ بالکل ننگے

و بیلاذ الہند من غیب الی
السیاحۃ فی الغیاض و الجبال و قل ما
یعاشر الناس و باکل احیاناً الحشیش
و ثمر الغیاض و یجعل فی احلیہ حلقة
حدید لئلا یأتی النساء و منهم العریان
و منهم من ینصب نفسه للشمس
مستقبلہا عرباناً الا ان علیہ شیئاً من

(۱) یعنی سلیمان کے زمانہ میں لکا وغیرہ بھی ہندوستانی علاقے تھے۔ (۲) یہ جوگیوں اور تارک الدنیا
فقیروں کا حال لکھا ہے۔

رہتے ہیں، ان میں سے کچھ لوگ سورج کی طرف رُخ کر کے ننگے کھڑے رہتے ہیں، ان کے جسم پر چیتوں کی مختصر سی کھال ہوتی ہے، ایک آدمی کو میں نے خود دیکھا کہ سورج کی طرف رُخ کر کے ننگا کھڑا ہے، پھر ۱۶ سال بعد میں واپس ہوا تو اسی حالت میں پایا، مجھے سخت تعجب ہوا کہ سورج کی تمازت سے اس کی آنکھیں کیوں نہ بہ گئیں۔

یہاں کی ہر سلطنت میں ایک ہی خاندان اور گھرانے کے لوگ حکمران ہوتے ہیں، جن سے کبھی حکومت نہیں نکلتی (۱) ان کے ولی عہد ہوتے ہیں، اسی طرح دوسرے پٹیشے خطاطی اور طب وغیرہ بھی چند گھروں میں (موروٹی) ہوتے ہیں اور یہ پٹیشے ہمیشہ اسی میں رہتے ہیں، یہاں کے راجگان کسی ایک راجہ کے ماتحت اور مطیع نہیں ہوتے، بلکہ ہر راجہ اپنے ملک کا خود مختار بادشاہ ہوتا ہے۔

راجہ ولجھ رائے ہندوستان میں شہنشاہ (بادشاہوں کے بادشاہ یعنی مہاراجہ ہے) اہل ہند لہو و لعب کو معیوب سمجھتے ہیں اور آلات لہو کا استعمال نہیں کرتے، وہ شراب نہیں پیتے اور نہ سرکہ کھاتے ہیں، کیوں کہ

جلود النمرور فقد رأيت رجلاً منهم
كما وصفت ثم انصرفت وعدت بعد
ست عشرة سنة فرأيت به على تلك
الحال فتعجبت كيف لم تسلم عينه
من حر الشمس۔ (ص ۵۱)

و اهل بيت المملكة في كل
مملكة اهل بيت واحد لا يخرج عنهم
الملك ولهم ولاية عهد و كذلك
اهل الكتابة والطب اهل بيوتات لا
تكون تلك الصناعة الا فيهم، وليس
تنقاد ملوك الهند لملك واحد بل كل
واحد ملك بلاده۔

و بلہرا ملک الملوك بالہند و
اهل الهند يعيرون الملاحی و یلا
یتخذونہا ولا یشریون الشراب و
لا یاکلون الخل لانہ من الشراب
ولیس ذالک دین و لکن انفة و یقولون

(۱) یعنی اس زمانہ میں ہندوستان میں موروٹی سلطنت ہوتی تھی۔

ای ملک شرب الشراب فلیس یملک
و ذالک ان حولہم ملوکاً یقاتلونہم
فیقولون کیف یدبر امر ملکہ من ہو
سکران و ربما اقتتلوا علی الملک
و ذالک قلیل لم ار احد اغلب احد
علی مملکۃ الا قوم تلوا بلاد الفلفل
واذا غلب ملک و علی مملکۃ ولی
علیہا رجلاً من اهل بیت الملک
المغلوب و یکون من تحت یدہ لا
یرضی اهل تلك المملکۃ الا بذالک۔

(ص ۵۲)

سرکہ بھی شراب میں شامل ہے، یہ سب
چیزیں اگرچہ ان کے دین میں ممنوع نہیں
ہیں مگر اپنی شرافت اور طبعی خود داری کی وجہ
سے ان کا استعمال نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے
کہ جو راجہ شراب پیئے، وہ حقیقت میں راجہ
نہیں ہے، کیوں کہ ان کے گرد و پیش میں جو
راجہ ہیں، وہ ان سے لڑتے رہتے ہیں، اس
لیے وہ کہتے ہیں کہ کوئی مدہوش اور شراب میں
سرشار و سرمست راجہ کس طرح اپنے ملک کا
نظم و نسق درست رکھ سکتا ہے، کبھی بھی یہ لوگ
اقتدار کی خاطر جنگ کرتے ہیں، مگر ایسا بہت
کم ہوتا ہے، سیاہ مرچ (۱) کے علاقہ کے
متصل جو قوم ہے، اس کے سوائے کسی قوم کو
دوسری قوم اور مملکت پر غالب نہیں پایا اور
جب کوئی راجہ کسی دوسری سلطنت پر غلبہ
حاصل کرتا ہے تو وہ مغلوب راجہ کے خاندان
اور ماتحتوں ہی میں سے کسی آدمی کو والی بناتا
ہے، اس لیے کہ مفتوح سلطنت کے لوگ اس
کے علاوہ کسی صورت کو پسند نہیں کرتے۔

ہندو چین والے جب شادی بیاہ کرنا
چاہتے ہیں تو پہلے سلام و پیام کرتے ہیں، پھر

و اهل الهند و الصين اذا ارادوا
التزویج تھانوا بینہم ثم تھادوا ثم

(۱) اہل عرب ملیبار (جنوبی ہند کے مغربی ساحل) کو بلاد الفلفل بھی کہتے تھے، کیوں کہ فلفل (سیاہ مرچ)
یہاں کی مخصوص پیداوار ہے۔

تختہ و تحائف بھیجتے ہیں اور پھر طبل اور جانچ بجا کر شادی کا اعلان کرتے ہیں اور جس قدر بھی ہو سکتا ہے مال و دولت دیتے ہیں اور جب کوئی آدمی کسی عورت کو لائے اور وہ عورت بدکاری کرے تو بدکاری کرنے والی عورت اور مرد دونوں کو قتل کرنا پورے ملک میں ضروری سمجھا جاتا ہے اور اگر کسی آدمی نے زبردستی کسی عورت سے زنا کیا تو تنہا مرد قتل کیا جائے گا، لیکن اگر عورت کی رضا مندی سے بدکاری کی ہے تو مرد و عورت دونوں قتل کئے جائیں گے۔

سارے ہندوستان اور چین میں کم یا زیادہ ہر قسم کی چوری کی سزا قتل ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب چور ایک پیسہ یا اس سے زیادہ چوری کرتا ہے تو ایک لمبی لکڑی کا کنارہ نوک دار کر دیا جاتا ہے اور اس پر چور کو بٹھا دیا جاتا ہے، وہ لکڑی نیچے سے داخل ہو کر حلق سے نکل آتی ہے۔

اہل ہند کے مکانات اور عمارتیں پتھر، چونے، اینٹ اور مٹی کے ہوتے ہیں۔

چین اور ہند کے لوگوں میں فرش بچھانے کا رواج نہیں ہے اور جن عورتوں سے چاہتے ہیں شادی کر لیتے ہیں، ہندوستانیوں کی غذا

یشہرون التزویج بالزوج و الطبول و ہدیہم من المال علی قدر الامکان و اذا احقر الرجل منهم امرأة فبغت فعليہا و علی الباغی بها القتل فی جمیع بلاد الهند و ان زنی رجل بامرأة اعتصبها انفسها قتل الرجل و حده فان فجر بامرأة علی رضی منها فتلا جمیعاً۔

(ص ۵۳)

و انسرقت فی جمیع بلاد الصين و الهند فی القلیل منه و الكثير القتل، فاما الهند اذا سرق السارق فسما فہ فہ اخذت خشبة طویلہ فیحد و طہ فیها ثم یقعد علیہا علی رستہ حتی ینحرج من حلقہ۔

(ص ۵۴)

و بناء اهل الهند حجارة و حصّ و آجر و طین۔

و ليس الصين ولا الهند اصحاب فرش و یتزوج الرجل من الصين و الهند ما شاء الله من النساء و طعام

چاول ہے، لیکن چین والے گیہوں اور چاول دونوں کھاتے ہیں، مگر ہندوستانی گیہوں نہیں کھاتے۔ (۱) اور دونوں ملکوں کے لوگ ختنہ نہیں کراتے۔

ہندوستانی لمبی لمبی داڑھیاں رکھتے ہیں، میں نے بعض لوگوں کی تین تین ہاتھ لمبی داڑھی دیکھی ہے، مونچھیں نہیں کٹواتے اور اکثر چینیوں کے پیدائشی داڑھی نہیں ہوتی۔

اہل ہند کا جب کوئی عزیز مر جاتا ہے تو وہ سر اور داڑھی کا بھدر کراتے ہیں اور جب کسی کو قید کرتے یا تادان عائد کرتے ہیں تو سات دنوں تک اسے کھانا پانی نہیں دیتے اور برابر اس کے ساتھ رہتے ہیں، چین والوں کی طرح ہندوستانیوں میں بھی عمال کے بجائے نج مقدمات فیصل کرتے ہیں۔

ہندی اور چینی سمجھتے ہیں کہ بت ان سے باتیں کرتے ہیں، حالانکہ درحقیقت بتوں کے پجاری بات چیت کرتے ہیں اور یہ لوگ جانوروں کو کھانے کے لیے ذبح نہیں کرتے، بلکہ اس کی کھوپڑی پر ضرب لگاتے اور ناپاکی کی وجہ سے غسل نہیں کرتے اور

الہند الارز و طعام الصين الحنطة و الارز و اهل الهند لا ياكلون الحنطة ولا يختتن الهند ولا الصين۔ (ص ۵۴)

والہند يطوفون لحاهم ربما رأيت لحية احدهم ثلثة اذرع ولا ياخذون شواربهم واکثر اهل الصين لا لحاهم خلقة لا کثرهم۔ (ص ۵۵)

واهل الهند اذا مات لاحدهم ميت حلق رأسه ولحيته و الهند اذا حبسوا رجلاً او لازموه منعوه الطعام والشراب سبعة ايام وهم يتلازمون ولاهل الصين قضاة يحكمون بينهم دون العمال و كذلك اهل الهند۔

واهل الصين والهند يزعمون ان البددة تكلمهم و انما يكلمهم عبادهم والصين والهند يقتنون ما يریدون اكله ولا يذبحونه فیضربونه هامته حتی تموت ولا یغتسل الهند ولا الصين من جنابة

(۱) ممکن ہے سلیمان کے زمانہ میں یہ بات رہی ہو اور دوسرے اس کا دورہ زیادہ تر جنوبی ساحلی علاقہ میں تھا۔

ہندوستانی روزانہ ناشتہ سے پہلے غسل کرتے ہیں اس کے بعد کھاتے ہیں، وہ زمانہ حیض میں عورتوں کے پاس نہیں جاتے، بلکہ نظافت کے خیال سے اس زمانہ میں انہیں اپنے گھروں سے نکال دیتے ہیں

ہندوستانی مسواک کرتے ہیں اور کوئی شخص مسواک اور غسل کئے بغیر کھانا نہیں کھاتا، مگر چینی ایسا نہیں کرتے، ہندوستان کی سلطنت چین کی سلطنت سے وسیع بلکہ دو چند ہے، ہندوستانی راجاؤں کی تعداد بھی چین سے زیادہ ہے، مگر چین کی سلطنت زیادہ آباد ہے، چین اور ہند میں کچھ اور نہیں ہوتی، مگر اور دوسرے ایسے درخت اور ایسے پھل ہوتے ہیں جو ہمارے یہاں نہیں ہیں، ہندوستان میں انور نہیں ہوتا اور چین میں بہت کم ہوتا ہے، لیکن دوسرے میوے بکثرت ہوتے ہیں انار تو ہندوستان میں بہت ہوتا ہے، چین والوں کے پاس علم نہیں ہے، ان کے دین کی اصل بنیاد بھی ہندوستان ہی پر ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان والوں ہی نے ان کے لیے بت بنائے اور وہی دراصل دین والے ہیں، دونوں ملکوں کے لوگ تباخ (آواگون) کے قائل اور جزئیات

والہند یغتسلون کل یوم قبل الغداء ثم یساکلون والہند لا یاتون النساء فی الحیض و یخرجونہن عن منازلہم تقرر انہن۔

و اهل الهند یستاکون و لا یساکل احدہم حتی یستاک و یقتل و لیس یفعل ذالک اهل الصين و بلاد الهند او سع من بلاد الصين و ہی اضعافہا عدد ملوکہم اکثر و بلاد الصين اعمر و لیس للصین ولا للہند نخل و لہم سائر الشجر و ثمر لیس عندنا، و الہند لا غنبلہم و هو بالصین قلیل و سائر الفواکہ عندہم کثیرة و الرمان بالہند اکثر، و لیس لاهل الصين علم و انما اصل دیانتہم من الہند و ہم یزعمون ان الہند و صعب الہم البدۃ و انہم ہم اهل الدین و کلا البلدین یرجعون الی التناسخ و یختلفون فی فروع دینہم و الغلب بالہند و الفلاسفۃ۔

دین میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں،
طیب اور فلسفی ہندوستان میں بہت ہیں۔

چین والے علم نجوم سے ضرور واقف
ہیں، لیکن ہندوستان میں یہ علم زیادہ ہے،
چینی اور ہندوستانی دونوں فریقوں میں
نے کسی کو مسلمان نہیں دیکھا اور نہ کوئی عربی
بولتا ہے، ہندوستانیوں کے پاس گھوڑے کم
اور چینیوں کے پاس زیادہ ہیں۔

ہندوستانی راجہ کی فوجوں کی تعداد
زیادہ ہے، لیکن وہ تنخواہ دار نہیں بلکہ ضرورت
کے وقت جب راجہ ان کو جنگ کے لیے بلاتا
ہے تو وہ آتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے
ہیں، بادشاہ پر اس کی ذمہ داری نہیں ہوتی۔

چین ہندوستان سے زیادہ صاف ستھرا
ملک ہے، ہندوستان کے اکثر علاقوں میں
شہر نہیں ہیں۔

چینی بیمار کم اور تندرست زیادہ ہوتے
ہیں، آب و ہوا نہایت عمدہ اور خوشگوار ہے،
کوئی شخص، اندھا، کانایا کسی اور مرض و آفت
میں مبتلا نظر نہیں آتا، ہندوستان کے اکثر
شہروں کا بھی یہی حال ہے، دونوں ملکوں
کے دریا بڑے بڑے اور پانی سے لبریز
رہتے ہیں، وہاں کے دریا ہمارے ملک

و لاهل الصين علم بالنجوم و
ذالك بالهند اكثر ولا اعلم احدا من
الفریقین مسلماً و لا يتكلم بالعربية
وللهند خيل قليل وهي للصين اكثر۔
(ص ۵۷)

و جنود ملك الهند كثيرة و لا
يرزقون و انما يدعوهم الملك الى
الجهاد فيخرجون، ينفقون من
اموالهم ليس على الملك من ذلك
شيء۔
(ص ۵۸)

و بلاد الصين انزه و احسن و
اكثر الهند لا مدائن لها۔

و بلاد الصين اصح و اقل
امراضاً و اطيب هواء يكاد يرى بها
اعمى و لا اعور و لا من به عاهة
و هكذا كثير ببلاد الهند و انهار
البلدين جميعاً عظام فيها ما هو
اعظم من انهارنا و الامطار بالبلدين
جميعاً كثيرة و في بلاد الهند

مفاوز کثیرہ۔

کے دریاؤں سے بڑے ہوتے ہیں، دونوں
ملکوں میں بارش خوب ہوتی ہے، ہندوستان
میں صحرا بہت ہیں۔

چین کل کا کل آباد ہے، اہل ہند سے
زیادہ خوبصورت ہیں۔

اہل ہند دولتگیاں استعمال کرتے ہیں اور
مرد اور عورت سب سونے اور جواہرات کے
کنگن اور زیور پہنتے ہیں۔

و الصین کلھا عمارۃ و اهل
الصین اجمل من اهل الهند۔

و اهل الهند یلبسون فوطین و
یتحلون باسورة الذهب و الجوهر
الرجال و النساء۔ (ص ۵۹)



www.KitaboSunnat.com

ابوزید حسن سیرانی

یہ بھی تیسری صدی ہجری کا ایک سیاح اور تاجر ہے اور خلیج فارس کی مشہور بندرگاہ سیراف کا رہنے والا تھا، یہیں پر مشہور مؤرخ اور سیاح مسعودی سے اس کی ملاقات ہوئی تھی، یہ سیراف سے ہندوستان اور چین کے درمیان بحری اور تجارتی سفر کیا کرتا تھا، اس نے سلیمان تاجر کے سفر نامہ کا ۲۵-۳۰ برس کے بعد تکملہ لکھا، جس میں ہندوستان کے رسم و رواج، تمدن و معاشرت، مذہبی اعتقادات، بت خانوں اور راجاؤں کے حالات وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے، اس کے معلومات کی بنیاد یا تو چشم دید واقعات یا مشرقِ اقصیٰ کا سفر کرنے والے دوسرے سوداگروں کے بیانات ہیں، اس کا یہ تکملہ بھی سلیمان کے سفر نامہ کے ساتھ پہلی مرتبہ پیرس سے ۱۸۴۵ء میں چھپا ہے۔



الكتاب الثانی من سلسلة التواریخ

چینی بادشاہ نے عرب کے قبیلہ قریش
کے ایک آدمی سے اپنے دربار میں دنیا کے
بڑے بڑے اور قابل ذکر شہنشاہوں کے
متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ چوتھے نمبر
پر ترکوں کے بعد ہاتھیوں والا یعنی ہندوستانی
بادشاہ ہے، اور ہم لوگ اسے حکمت و دانائی کا
رہبر سمجھتے ہیں، کیوں کہ سرزمین ہند حکمت و
دانش کا مرکز و منبع ہے۔

سارے ہندوستانی اور چینی راجہ تناخ
کے قائل ہیں اور وہ ان کا دین ہے۔

و بعدهم ملك الفيلة وهو
ملك الهند و نجدة عندنا ملك
الحكمة لان اصلها منهم۔
(ص ۷۹)

وسائر ملوك الهند والصين
يقولون بالتناسخ و يدینون به۔
(ص ۱۰۱)

راجہ بلہرا اور دوسرے ہندوستانی راجاؤں
کی سلطنت میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں
جو اپنے کو آگ میں جلا ڈالتے ہیں، اس لیے
کہ وہ عقیدہ تناخ کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ
ان کے دل میں ایسا راسخ ہے کہ اس کے
متعلق ان کو کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے۔

فی مملکۃ بلہرا و غیرہ من
ملوک الهند من يحرق نفسه بالنار و
ذالك لقولهم بالتناسخ و تمکنہ فی
قلوبہم و زوال الشک فیہ عنہم۔
(ص ۱۱۵)

و فسی ملو کہم من اذا قعد
للملک طبخ له ارز ثم وضع بین یدیه
علی ورق الموز ویتدب من اصحابه
الثلثمائة والاربعمائة باختیارهم
لانفسهم لا باکراه من الملک لهم
فیعطیهم الملک من ذالک الارز بعد
ان یاکل منه ویتقرب رجل رجل منهم
فیأخذ منه شیئاً یسیراً فیأکله فیلزم کل
من اکل من هذا الارز اذا مات
الملک اور قتل ان یحرقوا انفسهم
بالنار عن آخرهم فی الیوم الذی مات
فیہ لا یتاخرون عنه حتی لا یبقی
منهم عین ولا اثر۔ (ص ۱۱۶)

و اذا عزم الرجل علی احراق
نفسه صار الی باب الملک فاستاذن
ثم دار فی الاسواق وقد اجحت له
النار فی حطب جزل کثیر علیها
رجال یقومون بابقادها حتی نصیر
کالعقیق حرارة و التها بآثم یعدوا
وبین یدیه الصنوح دائراً فی الاسواق
وقد احتوشه اهلہ و قرابته و بعضهم
یضع علی راسه اکللاً من الریحان
(۱) عقیق ایک قیمتی پتھر ہوتا ہے۔

ان میں ایسے راجہ بھی ہیں کہ جب اولاً
وہ تخت حکومت پر بیٹھتے ہیں تو چاول پکا کر
اس کے سامنے کیلے کے پتے پر رکھا جاتا ہے
اور تین چار سو آدمی بخوشی راجہ کے جبر واکراہ
کے بغیر خود ہی جمع ہو جاتے ہیں، راجہ پہلے
تھوڑا چاول خود کھا کر ان سب کو دیتا ہے،
چنانچہ ہر شخص راجہ کے قریب سامنے جاتا اور
تھوڑا تھوڑا چاول لے کر کھاتا ہے، جو لوگ
چاول کھانے میں شریک ہوتے ہیں، ان
سب کے لیے لازمی ہو جاتا ہے کہ بادشاہ کی
موت یا قتل ہو جانے کے بعد ٹھیک اسی دن
بغیر کسی تاخیر کے اس طرح آگ میں جل
جائیں کہ ان کا کوئی نشان باقی نہ رہ جائے۔

جب کوئی آدمی جلنے کا ارادہ کرتا ہے تو
پہلے دربار شاہی میں جا کر اجازت طلب کرتا
ہے، پھر بازاروں میں چکر لگاتا ہے اور اس کو
جلانے کے لیے بالکل خشک لکڑی میں آگ
لگائی جا چکی ہوتی ہے، اس آگ کو بھڑکانے
کے لیے کچھ لوگ متعین ہوتے ہیں، یہاں
تک کہ یہ آگ بھڑک کر عقیق (۱) کی طرح
گرم اور شعلہ زن ہو جاتی ہے اور وہ آدمی
برابر بازار میں چکر لگاتا رہتا ہے اور اس کے

آگے چنگ و ٹبل بجتے رہتے ہیں اور اس کے
اقربا اور اعزہ گھیرے رہتے ہیں اور ان میں
سے کوئی شخص اس کے سر پر گل ناز بوکا تاج رکھ
دیتا ہے، جس میں آگ کے انگارے بھرے
رہتے ہیں، پھر اس میں گوند گرا دی جاتی ہے،
جو مٹی کے تیل کی طرح جلنے لگتی ہے، وہ آدمی
چلتا اور اس کا سر جلتا رہتا ہے اور سر کی کھال کی
چرائند پھیلنے لگتی ہے، مگر اس کی رفتار میں کوئی
فرق نہیں آتا اور نہ کسی قسم کے خوف و گھبراہٹ
کا اظہار ہوتا ہے، بالآخر وہ آگ میں جا کر کوہ
پڑتا ہے اور جل کر خاکستر ہو جاتا ہے، بعض
منزادیں کا بیان ہے کہ ایک شخص جو جلنے کا
قصد کر رہا تھا، جب آگ کے قریب آیا تو خنجر
لے کر خنجر سر پر رکھا اور اپنے ہاتھ سے ناف کے
نیچے تک چاک کر ڈالا، پھر بائیں ہاتھ سے جگر
پکڑ کر جتنا ممکن ہوا نوچنا شروع کیا اور کچھ کہتا
بھی جاتا تھا، پھر خنجر سے اس کا ایک ٹکڑا کاٹ کر
اپنے بھائی کو دیا، اس طرح وہ موت کی حقارت
اور تکلیفوں پر تحمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

یملأہ جمرأ و یصب علیہ
السندروس و هو مع النار کالنفعا و
یمشی و ہامتہ تحترق و روائح لحم
راسہ یفوح و هو لا یتغیر فی مشیتہ
و لا یظہر مہ جزع حتی یاتی النار
فیثب فیہا فیصیر رماداً ف ذکر بعض
من حضر رجلاً منهم یرید دخول
النار انہ لسا اشرف علیہا اخذ
الخنجر فوضعه علی راس فوادہ
فشقه بیدہ الی عاتنہ ثم ادخل یدہ
الیسری فقبض علی کبدہ فجذب
منہا ما تہیأ لہ و هو یتکلم بم قطع
بالخنجر منہا قطعة فدفعہا الی اخیه
استہانہ بالموت و صبراً علی الالم۔

اسی حکایت بیان کرنے والے کا بیان
ہے کہ اس علاقہ کے پہاڑوں میں ایک
ہندوستانی قوم آباد ہے جو ہمارے یہاں کے
فرقہ کینیہ اور جلیدیہ کی طرح تلاشِ باطل

و زعم هذا الرجل الحاکمی ان
فی جبال هذه الناحیة قوماً من الهند
سیلہم سبیل الکینیة والجلیدیة
عندنا فی طلب الباطل والجهل بینہم

طلب جہالت میں سرگرم ہے، اس میں اور ساحلی علاقہ والوں کے درمیان سخت عصبیت رہتی ہے اور اہل ساحل پہاڑ والوں کے یہاں اور پہاڑ والے اہل ساحل کے پاس برابر آتے جاتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے ایسے شخص کا مطالبہ کرتے ہیں جو نمبر و ضبط اور بہادری میں ان کا مقابلہ اور نمونہ پیش کر سکے۔

و بین اهل الساحل عصبية و انه لا يزال رجل من اهل الساحل يدخل العجیل فيستدعی من یصابره علی التمثیل بنفسه و كذلك اهل العجیل لاهل الساحل۔

(ص ۸۱)

ان کا دستور ہے کہ جب کسی مرد یا عورت کی عمر دراز ہو جاتی ہے اور اس کے حواس کمزور ہو جاتے ہیں، تو اس کے گھر والے اس سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے کو آگ میں جھونک دے یا پانی میں غرق کر دے، کیوں کہ انہیں یقین ہے کہ وہ دوسرا جنم پا کر لوٹ آئیں گے، ان کے یہاں مردوں کے جلانے کا طریقہ رائج ہے۔

و من شأنهم اذا اخذت السن من رجالهم و نساءهم و ضعفت حواسهم ان یطالب من صار فی هذه الحال منهم اهله بطرحه فی النار او تغريقه فی الماء ثقة منهم بالرجعة و سبیل موتاهم الاحراق۔

(ص ۱۲۰)

اس جزیرے (۱) کے راجہ کی ایک شریعت ہے جس کے ماہر شیوخ ہوتے ہیں اور ہمارے محدثین کی طرح ان کے (درس کی) مجلسیں ہوتی ہیں، ان مجلسوں میں ہندوستانی شریک ہو کر اپنے نبیوں کے حالات اور شریعتوں کے قوانین قلمبند کرتے ہیں۔

و لملك هذه الجزيرة شريعة و مشايخ لهم مجالس كمجالس محدثينا یجتمع اليهم الهند فيكتبون عنهم سير انبيائهم و منن شرائعهم۔

(ص ۱۶۲)

(۱) یعنی راجا۔

ہندوستان میں موسم گرما کے بعد تین مہینہ تک مسلسل رات دن بارش ہوتی رہتی ہے، لوگ برسات آنے سے پہلے ہی اپنی خوراک وغیرہ کا انتظام کر لیتے ہیں اور جب برسات شروع ہو جاتی ہے تو مستقل اپنے گھروں میں رہتے ہیں، ان کے گھر لکڑیوں کے ہوتے ہیں، چھتوں پر گھاس پوس کا چھپر ڈال کر سایہ کرتے ہیں، اس زمانہ (برسات) میں لوگ عموماً خاص اور اہم ضرورت کے علاوہ باہر نہیں نکلتے اور پیشہ ور لوگ گھروں ہی میں اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں، عموماً لوگوں کی ایڑیاں برسات میں سبز جاتی ہیں، اسی بارش پر ان کی زندگی کا دار و مدار ہے اور اگر بارش نہ ہو تو لوگ ہلاک اور تباہ ہو جائیں، اس لیے کہ یہاں دھان کی کھیتی ہوتی ہے، اس کے علاوہ وہ اور کسی غلہ سے واقف نہیں (۱) اور یہی ان کی اصل غذا ہے اور یہ فصل اسی زمانہ میں کیاریوں کے اندر ہوتی ہے اور اس کے لیے ان کو آبپاشی اور محنت کی ضرورت نہیں پڑتی، حرامات سے مراد ان کے دھان کے کھیت ہیں، جب برسات ختم ہو جاتی ہے اور مطلع صاف ہو جاتا ہے تو دھان

امر الیسارة التي تكون ببلاد الهند و تفسيرها المطر فانهم يدوم عليهم في الصيف ثلثة اشهر تباعاً ليلاً و نهاراً، وقد استعدوا قبل ذلك لا قوا تم فاذا كانت الیسارة اقاموا في منازلهم لانها معموله من خشب مكنسة السقوف مظلة بحشائش لهم فلا يظهرون احد منهم الا لهم على ان اهل الصناعات يعالجون صنایعهم في هذه الاماكن هذه المدة و ربما عفت اسافل ارجلهم في هذا الوقت و بهذه الیسارة عیشهم و اذا لم تكن هلكوا لان زراعتهم الارز لا يعرف غيره ولا قوت لهم سواہ انما يكون في هذا الوقت في حرامات لهم طریحا لا يحتاجون الى سقى و معاناة و معنى الحرامات منابت الارز عندهم فاذا انكشفت السماء عنهم بلغ الارز النهایة في الربيع والكثرة و لا یسقطون الشتاء۔

(۱) سلیمان اور ابو زید دونوں ہند کے سیاح ہیں اور انہوں نے عموماً وہیں کے حالات لکھے ہیں، اس لیے ممکن ہے کہ اس زمانہ میں یہ بات رہی ہو اور اب بھی بنگال وغیرہ میں لوگ زیادہ تر چاول ہی کھاتے ہیں۔

وافر مقدار میں پک کر تیار ہو جاتا ہے، جاڑے کے موسم میں بارش نہیں ہوتی۔

ہندوستان کے عابدوں اور عالموں کو برہمن کہتے ہیں، یہاں کے شعرا درباری ہوتے ہیں، نجومی، فلاسفر، کاہن، کووں وغیرہ سے شگون لینے والے، جادوگر، شعبہ باز اور طلسمات و تخیلات میں اظہار و کمال اور طرح طرح کی ایجادیں دکھانے والے عموماً ہندوستان میں ہر جگہ اور قنوج میں خاص طور سے ہوتے ہیں، قنوج صوبہ گجرات کا ایک مشہور اور بڑا شہر ہے۔

یہاں ایک جماعت بیکرجینین (۲) کے نام سے مشہور ہے جو نگلی رہتی ہے، اس کے بال اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ جسم اور شرمگاہ کو ڈھانکے رہتے ہیں، ناخن لمبے اور نیزوں کی طرح تیز ہوتے ہیں، وہ خود ناخن یا بال نہیں کٹواتے، البتہ بعض خود ہی ٹوٹ کر گر جاتے ہیں، یہ لوگ سیر و سیاحت کرتے ہیں اور ان میں سے ہر شخص کے گلے میں ایک مالا ہوتا ہے، جس میں انسانی کھوپڑی لٹکتی رہتی ہے، جب انہیں زیادہ بھوک لگتی ہے تو کسی ہندوستانی کے دروازے پر چلے جاتے ہیں، تو وہ ان کو

(ص ۱۲۶-۱۲۷)

و للہند عباد و اهل علم يعرفون
بالبراهمة و شعراء يغشون الملوك و
منجمون و فلاسفة و كهان و اهل
زجر للغربان و غيرها و بها سحرة و
قوم يظهرون التخاييل و يبدعون فيها
و ذالك بقنوج خاصة و هو بلد
عظيم في مملكة الجوز۔ (۱)

بالہند قوم يعرفون بالبيكرجين
عرلة قد غطت شعورهم ابدانهم و
فروجهم و اظفارهم مستطيلة
كالحراب اذ كانت لا يقص الا ما
ينكسر منها و هم على سبيل سياحة و
في عنق كل رجل منهم خيط فيه
جمجمة من جماجم الانس فاذا
اشتد به الجوع وقف بباب بعض
الہند فاسرعوا اليه بالارز المطبوخ
فستبشرون به فياكل في تلك
الجمجمة فاذا استيع انصرفت فلا

(۱) کذا فی الاصل ولعلہ اجز (۲) بیکرجین بھکشو یعنی یہ وہ فقیر ہیں۔

بابرکت سمجھ کر فوراً پکے ہوئے چاول لا کر کے سامنے پیش کرتے ہیں، جسے یہ کھوپڑی میں رکھ کر کھاتے ہیں۔

ہندوستانیوں کے ان حالات کے خیال کے مطابق خالق کائنات سے تقرب حاصل کرنے کے مختلف طریقے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے باطل تصورات سے بہت بلند و برتر ہے، مثلاً لوگ راستوں میں مسافروں کے لیے سرائیں بنواتے ہیں، ہر سرائے میں ایک بنیا رہتا ہے، جس سے مسافر اپنی ضرورت کی چیزیں خریدتے ہیں اور ایک بدکار عورت بھی رہتی ہے جس سے گزرنے والے متمتع ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے نزدیک کارِ ثواب ہے۔

ہندوستان برقیباں ہوتی ہیں، جو بتوں کی قباں کہلاتی ہیں، جب کوئی عورت منت مانتی ہے اور اس کے خوبصورت لڑکی پیدا ہوتی ہے تو وہ اس کو بت پر چڑھا دیتی ہے اور بت ہی کی وہ لوگ عبادت کرتے ہیں، پھر اس لڑکی کے لیے بازار میں ایک گھر بنایا جاتا ہے اور اس میں پردہ لٹکا کر ایک کرسی پر لڑکی کو بٹھا دیا جاتا تاکہ اس کے پاس سے جب کوئی ہندوستانی یا کسی دوسری

يعود لطلب الطعام الا في وقت حاجته۔

(ص ۱۲۷-۱۲۸)

و للهند ضروب من الشرايع يتقربون بها زعموا الى خالقهم جلّ الله و عزّ عما يقول الظالمون علواً كبيراً منها ان الرجل يبتني في طرقهم الخان السابله و يقيم فيه بقالاً يتاع المجتازون منه حاجتهم و تقيم الخان فاجرة من نساء الهند يجرى عليها لينال منها المجتازون و ذاك عندهما مما يثابون عليه۔

(ص ۱۲۸)

و بالهند قحاب يعرفون بقحاب البد و السبب فيه ان المرأة اذا نذرت نذراً و ولد لها جاراة جميلة اتت بها البد و هو الصنم الذي يعبدونه فجعلنها له ثم اتخذت لها في السوق بيتاً و علقت عليه سترأ و اقعدها على كرسی لتجتاز بها اهل الهند و غيرهم من سائر الملل ممن يتجاوز في دينه فتمكن من نفسها باجرة

ملت کے لوگ گزریں تو وہ ان سے ایک متعین اجرت لے کر انہیں متنع ہونے کا موقع دے اور جب اس کے پاس کچھ رقم جمع ہو جاتی ہے تو وہ اسے بت خانہ کے مصارف کے لیے بچاریوں کے سپرد کر دیتی ہے۔

منصورہ کے قریب ملتان میں جو مشہور بت ہے، اس کی زیارت (یا ترا) کے لیے لوگ کئی کئی مہینہ کا سفر طے کر کے آتے ہیں اور اپنے ساتھ مشہور عود ہندی قامر دنی لاتے ہیں، قامرون ایک شہر ہے جہاں عمدہ قسم کا عود پیدا ہوتا ہے، لوگ اسے بت پر دھونی کے لیے لاتے ہیں اور مہنتوں کے حوالہ کر دیتے ہیں، بعض اقسام کے ایک من عود کی قیمت دو سو دینار ہوتی ہے، اس کی بعض قسمیں اتنی نرم ہوتی ہیں کہ اگر ان پر انگٹھی سے مہر لگائی جاتی تو اس کی چھاپ آ جاتی ہے، تاجران خادموں سے اس عود کو خریدتے ہیں۔

ہندوستان میں ایسے عابد بھی ہیں جو اپنی شریعت کے پابند اور سمندر کے کنارے واقع جزیروں میں جا کر ناریل کی کاشت کرتے ہیں اور اس کا پانی نکال کر بیچتے ہیں، جنہیں وہاں سے گزرنے والے جہاز خریدتے ہیں۔

معلومة و كلما اجتمع لها شيء من ذلك دفعته الى مدينة الصنم ليصرف في عمارة الهيكل۔

فاما الصنم المعروف بالمولتان وهو قريب المنصورة فانه يقصد من مسيرة اشهر كثيرة و يحمل الرجل منهم العود الهندي القامروني و قامرون بلد يكون فيه فاخر العود حتى ياتي به الى هذا الصنم فيدفعه الى المهانة لبخور الصنم ومن هذا العود ما قيمة المنا منه مائتا دينار و ربما ختم عليه فانطبع الخاتم فيه لنعومته فالتجار يتاعونه من هؤلاء السدنة۔

و بالهند عباد في شرايعهم يقصدون الى الجزاير التي تحدث في البحر فيعبرسون بها انهار حيل و يستنبطون بها المياه للاحر و ان يجتاز بها السراكب فتنال منها۔
(ص ۱۲۹-۱۳۰)

اس سمندر (جو ہند کے دائیں جانب عمان کی طرف (۱) ہے) کا حال بحر ہند اور چین جیسا نہیں ہے، کیوں کہ بحر ہند میں موتی اور عنبر ہوتا ہے، اس کے پہاڑوں میں جواہرات اور سونے کی کانیں ہیں، وہاں کے (۲) چوپایوں کے منہ میں عاج (ہاتھی کے دانت) ہوتے ہیں، اس کی زمین میں آنہوس، قہم، بید، عود، کافور، جوزبوا (جائے پھل) لونگ، صندل اور دوسرے پاکیزہ اور خوشبودار پودے ہوتے ہیں، پرندوں میں طوطے جیسے خوش الحان اور مور جیسے خوش نما پرندہ ہوتے ہیں اس کی زمین کا فضلہ زیادہ (ایک جانور کا خوشبودار پسینہ) اور مشک والے ہرن اور اس قسم کی بہت سی عمدہ چیزیں ہوتی ہیں، جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

و ليس كبحر الهند والصين
الذى فى بطنه الولوء والعنبر وفى
جباله الجوهر ومعادن الذهب وفى
افواه دوابه العاج وفى منابة الآبنوس
والبقم والخيزران و شجر العود
والكافور والجوزبوا والقرنفل
والصندل و سائر الافواه الطيبة
الذكية (۳) و طيوره الفقاغى يعنى
البغاوات و الطواويس و خرشات
ارضه الزباد و طباء المسك و ما لا
يحصيه احد لكثرة خيره۔

(ص ۱۳۷-۱۳۸)

ہندوستان کے راجہ اپنے کانوں میں ایسے سونے کے بالے جن میں بڑے قیمتی جواہر اور موتی ہوتے ہیں اور گلے میں بیش قیمت مالے پہنتے ہیں، جن میں عمدہ قسم کے موتی اور سرخ و زرد رنگ کے جواہرات ہوتے ہیں اور یہی موتی اور جواہرات ان کی

و ملوك الهند تلبس الاقراط من
الجوهر النفيس فى آذانها المركب
فى الذهب و تضع فى اعناقها
القلايد النفيسة المشتملة على فاخر
الجوهر الاحمر والاخضر والولوء
ما يعظم قيمته و لجل (۱) مقدارہ

(۱) یعنی بجاہر (۲) یعنی ہاتھی (۳) کذا فی الاصل یعنی بالذال ولعله ان يكون بالزاء۔

(۳) کذا فی الاصل، ولعله "يجل"۔

دولت اور خزانہ ہیں، یہ زیورات فوجوں کے سپہ سالار اور افسر بھی پہنتے ہیں، یہاں کے امرا آدمیوں کی گردن پر سوار ہوتے ہیں اور اس کی گردن پر ایک زوال ہوتا ہے جس سے وہ چھپی رہتی ہے اور ہاتھ میں مور کے پر کا چترہ (چھتر) ہوتا ہے، جس سے وہ اور اس کے ارد گرد کے ساتھی دھوپ سے بچتے ہیں۔

وهو اليوم كنوزهم و ذخائرهم و تلبسه قوادهم و وجوههم و الرئيس منهم و يركب على عنق رجل منهم و عليه فوطه قد استتر بها و فى يده شئ يعرف بالچتره و هى مظلة من ريش الطواويس ياخذها بيده فيتقى بها الشمس و اصحابه محذون به۔

یہاں ایک گروہ ایسا بھی ہے جس کے دو فرد ایک برتن میں ایک ساتھ مل کر اور ایک دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے اور وہ اُسے بڑے عیب کی چیز سمجھتے ہیں (۱) ان لوگوں کا ایک گروہ جو سو آدمیوں پر مشتمل تھا جب سیراف آیا اور ایک بڑے تاجر نے ان کی دعوت کی تو ہر شخص کے لیے الگ الگ تھالی فراہم کرنی پڑی، تاکہ وہ اس میں تنہا بلا شرکت غیر کھا سکیں۔

و منهم صنف لا ياكل اثنان منهم فى غضارة واحدة و لا على مائدة واحدة يجدون ذلك عيباً فاحشاً فاذا اوردوا سیراف فدعاهم وجه من وجوه التجار و كانوا مائة نفس او دونها او فوقها احتاج ان يضع بين يدي كل رجل منهم طبقاً فيه ما ياكله لا يشاركه فيه سواه۔

وہاں کے راجاؤں اور امیروں کے لیے روزانہ دسترخوان اور ناریل کی چھال کا تھالی سا کوئی برتن بنایا جاتا ہے، جب کھانا آتا ہے تو وہ اسی چھال کے بنے ہوئے برتن میں کھاتے ہیں، کھانے سے فارغ ہونے

و اما ملو کہم فى بلادهم و وجوههم فانه يتخذ لهم فى كل يوم موائد یسف خوض النار جیل سفا و یعمل منه کھینۃ الغضار و الصحن فاذا احضر الغدا اكلوا الطعام فى (۱) ایسا چھوت چھات کی وجہ سے کرتے تھے۔

کے بعد وہ دسترخوان اور چھال کی تھالی اور
 اور بچا ہوا کھانا پانی میں پھینک دیا جاتا ہے
 اور دوسرے دن پھر نیا تھال بنایا جاتا ہے،
 قدیم زمانے میں ہندوستان میں سندھی
 دنانیر برآمد کئے جاتے تھے اور ایک دینار
 تین یا اس سے زائد دینار میں فروخت کیا
 جاتا تھا، ان کے یہاں مصر کا زمرد بھی
 انگوٹھیوں میں جڑا ہوا آتا تھا، جوڈبوں میں
 بند ہوتی تھیں، بسد (۱) یعنی مرجان اور ججو
 جسے دھنج کہتے تھے، دھنج بھی برآمد ہوتی
 تھی، مگر اب لوگوں نے اسے ترک کر دیا،
 یہاں کے اکثر راجاؤں کے دربار میں جب
 ملکی یا غیر ملکی لوگ آتے ہیں تو وہ ان سے
 اپنی رانیوں کا پرہ نہیں کراتے، بلکہ جو بھی
 دربار میں پہنچ جاتا ہے، انہیں دیکھ لیتا ہے۔

ذلك الخوص المسفوف فاذا فرغوا
 من غذائهم رُمى بتلك المائدة
 والغضار والمسفوف من الخوص
 مما بقى من الطعام الى الماء و
 استانفوا من غدهم مثله و كان
 يحمل الى الهند فى القديم الدنانير
 السنديّة فيباع الدينار بثلاثة دنانير و
 ما زاد و يحمل اليهم الزمرد الذى يرد
 من مصر مركباً فى خواتمهم مصونا
 فى الحاق و يحمل البسد و هو
 المرجان و حجو يقال له الدهنج ثم
 تركوه و اكثر ملوكهم يظهرون
 نسائهم اذا جلسوا لمن دخل اليهم
 من اهل بلدهم و غيرهم لا يحجب
 عن النظر اليهن۔

(ص ۱۴۵ تا ۱۴۶)

(۱) بسد اور ججو کی تشریح مصنف نے خود کی کردی ہے، یہ دونوں دراصل جواہرات اور ہیروں کی قسمیں ہیں۔



بلاذری

المتوفی ۲۷۹ھ مطابق ۸۹۲ء

بلاذری کا نام احمد بن یحییٰ بن جعفر اور کنیت ابو جعفر یا ابو الحسن تھی، بغداد کا رہنے والا اور عباسی خلفا متوکل، مستعین اور معتز کے دربار میں باریاب تھا، جغرافیہ، تاریخ، ادب، روایت و انساب کا ماہر اور شاعر بھی تھا فارسی زبان سے اچھی طرح واقف اور فارسی سے عربی میں کتابوں کا ترجمہ کرتا تھا، اس کی مشہور کتابوں میں انساب الاشراف و اخبار ہم ۲۰ جلدوں میں ناقص اور دوسری فتوح البلدان ہے، جس میں اسلامی فتوحات کا ذکر ہے اور اس سلسلہ میں اس نے سندھ پر مسلمانوں کے حملوں کا مفصل تذکرہ اور یہاں کے متعلق بعض سیاسی اور تاریخی معلومات بھی بیان کیے ہیں، یہ کتاب یورپ اور مصر دونوں جگہوں سے شائع ہو چکی ہے، ۲۷۹ھ میں اس نے وفات پائی۔



فتوح البلدان

علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابیوسف نے ہمیں بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ۱۵ھ میں عثمان بن ابی العاص ثقفی کو بحرین اور عمان کی ولایت پر مقرر کیا، عثمان ثقفی نے اپنے بھائی حکم کو بحرین بھیجا اور خود عمان جا کر ایک لشکر تھانہ (۱) کی طرف روانہ کیا، وہ لشکر جب وہاں سے (کامیاب) واپس آیا تو انہوں نے حضرت عمر کو اس کی اطلاع دی، حضرت عمرؓ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ثقیف کے بھائی تم نے تو ایک کیڑے کو کلڑی پر چڑھا دیا، بخدا اگر وہ لوگ ہلاک ہو گئے ہوتے تو میں تمہاری قوم سے ایسے ہی آدمی لے لیتا (۲) حکم نے اپنے بھائی مغیرہ کو خلیج دیبل کی طرف بھیج کر خود بھروچ (۳) پر چڑھائی کی اور دشمن سے مقابلہ میں کامیاب ہوئے۔

اخبرنا علی بن محمد بن عبد اللہ بن ابی سیف قال ولی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عثمان بن ابی العاص الثقفی البحرین و عمان سنة ۱۵ فوجه اخاه الحکم الی البحرین و مضی الی عمان فاقطع جيشا الی تانہ فلما رجع الجيش كتب الی عمر يعلمه ذالك فكتب الیه عمر یا اخا ثقیف حملت دردا علی عود و انی احلف باللہ الوا اصیبوا لاخذت من قومك مثلهم ووجه الحکم ایضاً الی بروض ووجه اخاه المغیرة بن ابی العاص الی خور الديبل فلقی العدو و ظفر۔

- (۱) یعنی تھانہ مشہور بندرگاہ جو گجرات کو کن سمیٹی کی سرحد پر واقع ہے، یہ عربوں کا گجرات بلکہ ہندوستان پر پہلا حملہ تھا۔ (۲) یعنی تمہاری قوم بھر سے معاوضہ لیتا۔ (۳) بھروچ گجرات کا مشہور بندرگاہ ہے اور یہ عربوں کا گجرات پر دوسرا اور سندھ پر پہلا حملہ تھا۔

فلما ولی عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ و ولی عبد اللہ بن عامر بن کریر العراق کتب الیہ یامرہ ان یوجہ الی ثغر الہند من یعلم علمہ و ینصرف الیہ بخیرہ فوجہ حکیم بن جبلة العبدی فلما رجع اوفدہ الی عثمان فسالہ عن حال البلاد فقال یا امیر المومنین قد عرفتها و تحرتها قال فصفها لی و قال ماؤھا و شل ثمرھا رتل و لصھا بطل ان قل الحیش ضاعوا و ان کثروا جاعوا فقال لہ عثمان اخابر ام ساجع قال بل خابر فلم یغزھا احداً۔

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عبد اللہ بن عامر بن کریر کو عراق کا گورنر بنایا تو ان کے پاس یہ فرمان بھیجا کہ ہندوستان کی سرحد کے حالات معلوم کرنے کے لیے کسی آدمی کو بھیجو جو واپس آنے کے بعد مجھے بھی وہاں کے حالات سے آگاہ کرے، اس فرمان کی تعمیل میں عبد اللہ نے حکیم بن جبلة عبدی کو (یعنی ان کی سرکردگی میں ایک دستہ حدود ہند کی طرف) بھیجا، جب حکیم واپس ہوئے تو عبد اللہ نے انہی کو حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا، حضرت عثمان نے پوچھا اس ملک کا کیا حال ہے، جواب دیا امیر المومنین میں نے خوب چل پھر کر معلوم کیا ہے، حضرت عثمان نے کہا مجھ سے اس کی کیفیت بیان کرو، بولے! وہاں پانی کم، پھل خراب اور چور بہادر ہیں، اگر فوج کم ہو تو ہلاک و برباد ہو جائے اور زیادہ ہو تو بھوکوں مر جائیں گی، حضرت عثمان نے کہا یہ تم حال بیان کر رہے ہو یا قافیہ بندی کا مظاہر کر رہے ہو؟ بولے امیر المومنین! صورت حال سے مطلع کر رہا ہوں، حضرت عثمان نے یہ حال سن کر کسی کو فوج کشی کے لیے نہیں بھیجا۔

لیکن ۳۸ھ کے مظلوم یا ۳۹ھ کے اوائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت

فلما کان آخر سنة ۳۸ و اول سنة ۳۹ فی خلافة علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

کے زمانہ میں حارث بن مرہ عبدی نے ان کی اجازت سے اس سرحد پر رضا کارانہ حملہ کیا، ان کو فتح حاصل ہوئی اور کثیر مال غنیمت ہاتھ آیا، قیدیوں کی تعداد اتنی تھی کہ ایک دن میں ایک ہزار تقسیم کئے گئے، لیکن پھر وہ اور ان کے اکثر ساتھی قلات میں قتل کر ڈالے گئے اور محض تھوڑے سے زندہ بچے، حارث کا حادثہ قتل ۳۲ھ میں پیش آیا اور قلات خراسان کے قریب ہی سندھ کا شہر ہے، پھر ۳۴ھ میں مہلب بن ابی صفہ نے حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں اس سرحد پر لشکر کشی کی اور بڑے اور اہواز (۱) تک پہنچ گئے، یہ دونوں شہر کابل اور ملتان کے درمیان ہیں، یہیں دشمنوں سے مقابلہ ہوا، مہلب نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان سے جنگ کی، قلات میں انہیں ۱۸ ترک سوار ملے جو دم بریدہ گھوڑوں پر سوار تھے، انہوں نے مہلب سے جنگ کی اور سب کام آئے، مہلب نے کہا ہم عجم نژادوں سے زیادہ پھرتی اور مستعدی کے حق دار ہیں، پھر اپنے گھوڑوں کی دم کاٹ دی۔

توجه الى ذالك الثغر الحارث ابن مرة العبدی متطوعاً باذن علی فظفر و اصاب مغنماً و سبياً و قسم فی يوم واحد الف راس ثم انه قتل و من معه بارض القیقان الا قليلاً و كان مقتله فی سنة ۴۲ و القیقان من بلاد السند مما يلي خراسان ثم غزا ذالك الثغر المهلب ابن ابی صفرة فی ایام معاوية سنة ۴۴ فاتى بنة و الاهواز و هما بين الملتان و کابل فلقیه العدو فقاتله و من معه ولقى المهلب ببلاد القیقان ثمانية عشر فارساً من الترك علی خیل محذوفة فقاتلوه فقتلوا جميعاً فقال المهلب ما جعل هؤلاء الاعاجم اولی بالتمشير منا فحذف الخیل۔

(۱) بلاذری نے بڑے اور اہواز کو کابل اور ملتان کے درمیان بتایا ہے، اس لیے مہلب موجودہ نقشے کے مطابق کابل اور پشاور (جو اس وقت سندھ کے علاقے تھے) کی درمیانی گھاٹیوں (درہ خیبر) کو طے کر کے سرزمین ہند پہنچے۔

فکان اول من حذفها من
المسلمین۔

و فی بنۃ یقول الازدی:

الم تر ان الازد لیسلة بیتوا
ببنۃ کاسوا خیر جیش المہلب

ثم ولی عبداللہ بن عامر فی
زمن معاویۃ بن ابی سفیان عبداللہ بن
سوار العبدی و یقال ولاد معاویۃ من
قبلہ ثغر الہند فغزا القیقان فاصاب
مغنماً ثم وفد الی معاویۃ و اہدی
الیہ خیلاً فیقانیۃ و اقام عنده ثم رجع
الی القیقان فاستحاشوا الترك فقتلوه
وفیہ یقول الشاعر:

و ابس سوار علی عداۃہ
موقد النار و قتال الشغب

گھوڑے کی دم کاٹنے والے مسلمانوں
میں یہ پہلے شخص تھے۔ (۱)
بتہ ہی کی جنگ کے متعلق ازدی شاعر
کہتا ہے:

کیا تم نے نہیں دیکھا جس رات کو قبیلہ
ازد نے بنتہ پر حملہ کیا تو یہی لوگ مہلب کی
فوج کے سب سے بہترین سپاہی تھے۔

پھر عبداللہ بن عامر نے امیر معاویہ ہی
کے زمانہ میں عبداللہ بن سوار عبدی کو ہند کی
سرحد کا گورنر بنایا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خود
حضرت معاویہؓ نے عبداللہ کو گورنر مقرر کیا تھا،
عبداللہ نے قلات پر حملہ کر کے مال غنیمت
حاصل کیا اور اسے حضرت معاویہؓ کے پاس
لائے اور قلاتی گھوڑے بھی بدیہ پیش کئے،
چند دنوں ان کے پاس قیام کر کے پھر قلات
واپس چلے گئے مگر قلاتیوں نے ترکوں کی فوج
جمع کر کے انہیں قتل کر دیا، ان کے متعلق ایک
شاعر کہتا ہے:

اور ابن سوار جو فوج کشی کے وقت ہمیشہ
اپنا باورچی خانہ گرم رکھتا ہے اور دشمنوں کو تیر تیر
کرتا ہے۔

(۱) ترکوں کے جو گھوڑے مال غنیمت میں ملے تھے وہ دم بریدہ تھے، یہ طرز مہلب کو بہت پسند آیا اور انہوں
نے حکم دیا کہ تمام لشکر کے گھوڑے بھی اس طرح کر دیئے جائیں کیوں کہ اس عہد میں عرب اپنے گھوڑوں کے نہ
بال کاٹتے تھے اور نہڑ میں۔

اس کے بعد زیاد بن ابی سفیان نے
 سنان بن سلمہ محب ہنڈی کو امیر معادیہ کے زمانہ
 ہی میں والی بنایا، سنان صاحب فضل، عبادت
 گزار اور پہلے شخص تھے جنہوں نے فوج کو
 ہنڈی سے بچانے کے لیے طلاق کی قسم دی
 اور مکران بزرگوں کو فتح کر کے اسے شہر بنا دیا
 اور وہاں قیام کر کے شہروں کا نظم و نسق درست
 کیا، ایک شاعر نے طلاق کی قسم دلانے کے
 متعلق کہا ہے: ”میں نے ہنڈی کو ایک نئی
 طرح کی قسم کھاتے دیکھا کہ بغیر مہر ادا کئے
 عورتوں پر طلاق کی قسمیں کھا رہے ہیں۔“

ابن کلبی (۱) کا بیان ہے کہ مکران کو
 حکیم بن جبلة عبدی نے فتح کیا، ابن محب کے
 بعد زیاد نے راشد بن عمرو الحجدیدی ازدی کو
 سرحد پر مقرر کیا، وہ مکران آئے، قلات پر حملہ
 کیا اور فتحیاب ہوئے، پھر میدوں کی طرف
 بڑھے اور قتل کر دیئے گئے، ان کے قتل ہو جانے
 کے بعد سنان بن سلمہ نے انتظام اپنے ہاتھ
 میں لے لیا اور زیاد نے ان کو سرحد کی ولایت
 پر برقرار رکھا، سنان وہاں دو سال رہے۔

و ولی زیاد بن ابی سفیان فی
 ایام معاویة سنان بن سلمة المحب
 الهذلی و کان فاضلاً متالها و هو
 اول من احلف الجند بالطلاق فاتی
 الثغر ففتح مکران عنوة و مصرها و
 اقام بها و ضبط البلاد و فیہ يقول
 الشاعر:

رأیت هذیلاً احدث فی عینها
 طلاق نساء ما یسوق لها مہراً

و قال ابن الکلبی کان الذی
 فتح حکیم بن جبلة العبدی ثم
 استعمل زیاد علی الثغر راشد بن
 عمرو الحجدیدی من الازد فاتی
 مکران ثم غزا القیقان فظفر ثم غزا
 المید فقتل و قام بامر الناس سنان بن
 سلمة فولاه زیاد الثغر فاقام به
 سنتین۔

(۱) ہشام کلبی المتوفی ۶۰۶ھ مطابق ۸۲۱ء یعنی ابوالمہدی ہشام بن محمد بن سائب بن بشر بن عمرو کلبی جو کوفہ کا
 رہنے والا اور انساب و اعلام اور وقائع عرب کا مشہور عالم اور متعدد کتابوں کا مصنف جن میں کتاب الاصلان بہت
 مشہور ہے۔

و غزا عباد بن زیاد ثغر الہند
من سجستان فاتى سناروز ثم اخذ
على حرى كهز الى الروزار من
ارض سجستان الى الهند منذ فزل
كش و قطع المفازة حتى اتى
القندھار فقاتل اهلها فھزمهم و فتمھم
و فتحھا بعد ان اصيب رجال من
المسلمين و راي قلائس اهلھا طوالا
فعمل علیھا فسميت العبادية قال ابن
مفرغ:

کنم بالجروم و ارض الہند من قدم
ومن سرائنک قتلى لاهم قبروا
(یعنی قندھار میں جس کی موت مقدر ہو
تو سمجھنا چاہئے کہ اس کی کوئی خبر نہ مل سکے گی۔)
پھر زیاد نے منذر بن جارد و المکنی بابی
الاشعث کو ہند کی سرحد کا حاکم بنایا انہوں نے
بوقان اور قلات پر حملہ کیا، اس حملہ میں مسلمانوں
کو کامیابی ہوئی اور مالی غنیمت ہاتھ آیا،
ابوالاشعث نے مختلف اطراف میں دستے

بقندھار و من تکتب منیتہ

بقندھار یرجم دونہ الخبر

ثم ولى زياد المنذر بن الحارود
العبدى و يكنى ابوالاشعث ثغر الہند
فغزا السوقان و القيقان فظفر
المسلمون و غنموا و بٹ السرايا فى
بلادھم و فتح قصدار و سبابھا

(۱) دریائے ہلمند کی ایک شاخ کا نام ہے (جغرافیہ خلافت مشرقی ص ۵۰۱) اور اس سے غالباً دریائے
انک مراد ہے۔ (تاریخ سندھ) (۲) ہجستان کا مشہور دریا جسے یاقوت نے ”ہزارند یوں والا دریا“ اور
کتابت کی غلطی کی وجہ سے اسے ہیدمند اور ہیرمند بھی کہتے تھے اور آج کل زیادہ تر ہلمند بولا جاتا ہے۔

و کان سنان قد فتحها الا ان اهلها
انتقضوا و بها مات۔

پھیلا دیئے اور قصدار فتح کر کے قیدیوں کو
گرفتار کیا، اس سے پہلے سنان قصدار فتح کر
چکے تھے، مگر وہاں کے لوگ باغی ہو گئے تھے،
اس لیے دوبارہ ابوالاشعث کو فوج کشی کرنی
پڑی (سنان کا قصدار ہی میں انتقال ہوا۔

ثم ولى عبيد الله بن زياد ابن
حرى الباهلى ففتح الله تلك البلاد
على يده و قاتل بها قتلاً شديداً فظفر
و غنم و قال قوم ان عبيد الله بن زياد
ولى سنان بن سلمة و كان حرى على
سراياه و اهل البوقان اليوم م لمون
وقد بنى عمران بن موسى بن يحيى
بن خالد البرمكى بها مدينة سماها
البيضاء و ذلك فى خلافة المعتصم
بالله ولما ولى الحجاج بن يوسف
بن الحكم بن ابي عقيل الثقفى العراق
ولى سعيد بن اسلم ابن زرعة الكلابى
مكران و ذلك الثغر فخرج عليه
معاوية و محمد ابنا الحارث
الغلافيان فقتل و غلب الغلافيان على
الثغر، فولى الحجاج مجاعة بن سعر
النسيمى ذلك الثغر فغزا مجاعة فغنم
و فتح طوائف من قنديل ثم اتم فتحها

پھر عبید اللہ بن زیاد نے ابن حرى باہلى
کو گورنر بنایا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر
ان ممالک کو فتح کرایا، ابن حرى کو بہت سخت
جنگ کرنی پڑی اور آخر میں فتح ہوئی اور مالی
غنیمت ملا، بعض لوگوں کا بیان ہے کہ عبید اللہ
ابن زیاد نے سنان بن سلمہ کو اس علاقہ کا والی
بنایا تھا اور حرى فوجی دستوں پر مقرر کئے گئے
تھے، بوقان کے باشندے آج کل مسلمان
ہیں، عمران ابن موسى بن یحییٰ بن خالد برمکی
نے مقصم باللہ کے عہد خلافت میں یہاں
ایک شہر آباد کیا تھا اور اس کا نام ”البيضاء“ رکھا
تھا، جب حجاج بن یوسف ابن حکم بن ابی عقیل
ثقفی عراق کا گورنر مقرر ہوا تو اس نے سعید بن
اسلم بن زرعة کلابی کو مکران اور اس سرحد پر مامور
کیا، حارث علانی کے بیٹے معاویہ اور محمد نے
سعید کے خلاف بغاوت کر کے اسے قتل کر دیا
اور خود سرحد پر قابض ہو گئے، اس لیے حجاج نے
مجاہد بن سمرتمی کو اس سرحد کا گورنر بنایا، مجاہد

محمد بن القاسم و مات مجاعة بعد سنة بمكران۔

نے حملہ کر کے مال غنیمت حاصل کیا اور قندیل کے کچھ حصے فتح کئے، سرحد کی فتوحات کو بعد میں محمد بن قاسم نے تکمیل تک پہنچایا اور مجاہد سے ایک سال بعد مکران میں وفات پائی۔

ثم استعمل الحجاج بعد مجاعة محمد بن هارون بن ذراع النمري فاهدى الى الحجاج في ولايته ملك جزيرة الباقوت نسوة ولدن في بلاده مسلمات ومات ابناء هن و كانوا تجاراً فاراد التقرب بهن فعرض للسفينة التي كن فيها قوم من ميد الديبل في بوارح فاخذوا السفينة بما فيها فنادت امرأة منهن وكانت من بني يربوع يا حجاج او بلغ الحجاج ذالك فقال يا لبك فارس الى داهر يستله تحليه نسوة فقال انما اخذهن لصوص لا اقدر عليهم فاعزى الحجاج عبيد الله بن بهان الديبل فقتل فكتب الى بديل بن طهفة البجلي و هو بعمان ان يسير الى انديل فلما لقيهم نفر به فرسه

مجاہد کے بعد حجاج نے محمد بن ہارون ابن ذراع نمری کو سرحد پر بھیجا، نمری کے زمانہ ولایت میں جزیرہ یاقوت (۱) کے راجہ نے حجاج کے پاس کچھ عورتیں تحلیہ بھیجیں، یہ عورتیں مسلمان تھیں اور اسی راجہ کے ملک میں پیدا ہوئی تھیں، ان کے آبا و اجداد یہاں تجارت کرتے تھے اور یہیں فوت ہو گئے تھے، راجہ نے حجاج کو خوش کرنے کے لیے ان عورتوں کو بھیجا تھا، جس کشتی میں یہ سوار تھیں دیبل کے میدوں نے جو جنگی کشتیوں پر سوار تھے ان کشتیوں اور اس کے کل سامان پر قبضہ کر لیا، قبیلہ بنی یربوع کی ایک عورت نے حجاج کی دہائی دی، حجاج کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے جواب میں کہا، میں آیا! اور راجہ داہر کے پاس کہا، بھیجا کہ وہ عورتوں کو چھڑا کر بھیج دے، داہر نے جواب دیا کہ انہیں بحری قزاقوں نے پکڑا ہے، جو میرے بس سے باہر

(۱) یعنی لڑکا، اسے جزیرہ یاقوت کہہ جانے کا ایک سبب تو خود بلاذری نے آگے بیان کیا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں ہیرے اور جواہرات کی پیداوار بکثرت ہوتی تھی۔

فاطاف به العدو فقتلوه و قال بعضهم
قتله زط البدهة قال انما سميت هذه
الجزيرة جزيرة الياقوت لحسن وجوه
نسائها۔

ہیں، یہ جواب سن کر حجاج نے عبید اللہ بن
یہمان کو دستیل پر حملہ کے لیے بھیجا، مگر وہ قتل
ہو گئے، ان کے بعد حجاج نے بدیل بن طہفہ کو
جو عمان میں تھے، دستیل جانے کا حکم دیا، وہ حکم
پاتے ہی پہنچ گئے، مگر عین میدان جنگ میں
ان کا گھوڑا بدکا اور دشمنوں نے انہیں گھیر کر قتل
کر دیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ بدھ جانوں
نے بدیل کو قتل کیا تھا، اس جزیرے کو جزیرہ
یا قوت اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں کی عورتوں
کے چہرے نہایت حسین ہوتے ہیں۔

ثم ولي الحجاج محمد بن
القاسم بن محمد بن الحكم بن ابي
عقيل في ايام الوليد بن عبد الملك فغزا
السند و كان محمد بفارس و قد امره
ان يسير الى الري و على مقدمته
ابو الاسود جهم بن زحر الجعفي فردّه
اليه و عقد له ثغر السند و ضم اليه ستة
آلاف من جند اهل الشام و خلقا من
غيرهم و جهز بكل ما احتاج اليه حتى
الخيوط و المسال و امره ان يقيم بشيراز
حتى يتنام اليه اصحابه و يوافيه ما عدا
و عمد الحجاج الى القطن المحلوج
فنتح في الخيل الخمر الحاذق ثم

اس کے بعد ولید بن عبد الملک کے
زمانہ خلافت میں حجاج نے محمد بن قاسم بن محمد
بن حکم بن ابو عقیل کو والی بنا کر سندھ روانہ کیا،
محمد اس وقت فارس میں تھے اور حجاج انہیں
رے جانے کا حکم دے چکا تھا اور ان کے
مقدمہ الحیش پر جہم بن زحر جعفی کو متعین کر چکا
تھا، مگر بدیل کے قتل ہونے کے بعد انہیں
رے جانے سے روک دیا اور سندھ کی سرحد کا
علم عطا کیا اور ہشام اور بعض دوسرے مقامات
کی چھ ہزار فوجیں ان کے ساتھ کیں اور اس
کے لیے جملہ ضروری سامان یہاں تک کہ
سوئی، دھاگہ بھی ساتھ کر دیا اور کل ساتھیوں
اور سامان کے پہنچنے تک شیراز میں رے کے رہنے کا

حکم دیا اور روٹی سر کے میں تر کر کے اس کو سکھا کر دیا اور کہا سر کہ سندھ میں کیاب ہے، جب اس کی ضرورت ہو تو اس روٹی کو پانی میں ڈال کر پکا لو اور سر کہ نکال کر اُس کو استعمال کرو، ایک روایت یہ ہے کہ محمد بن قاسم جب سرحد پر پہنچا تو حجاج کے پاس سر کہ کی کمی کی شکایت لکھی، اُس نے روٹی سر کہ میں تر کی پھر خشک کر کے بھیجی، جب مکہ آگئی تو محمد بن قاسم شیراز سے مکران روانہ ہوئے اور وہاں چند دنوں قیام کرنے کے بعد قزقر پور پر حملہ کر کے فتح کیا، پھر ارمائیل بھی فتح کیا، یہاں محمد بن ہارون بن ذراع کا انتقال ہو گیا، وہ اس مکہ میں تھے، جو بعد کو شیراز بھیجی تھی اور محمد بن قاسم کے لشکر سے مل گئی تھی، انہیں قنبلی (۱) میں دفن کر کے محمد بن قاسم جہم بن زحر بھیجی کو ساتھ لے کر ارمائیل سے روانہ ہوئے اور جمعہ کو سندھ پہنچے، یہاں جہازوں کی وہ مکہ بھی پہنچ گئی جن میں فوجیں، ہتھیار، رسد اور دوسرے جنگی سامان تھے، محمد نے دستل آتے ہی خندق کھودی اور اس کے کنارے نیزے نصب کر کے ان پر چم لہرائے، پھر لوگوں کو ان کے جھنڈوں تلے کر کے عروس نام ایک

جفف فی الظل فقال اذا صرتم الی السند فان الحل بها ضیق فانقعوا هذا القطن فی الماء ثم اطبخوا به و اصطبغوا و يقال ان محمدا لما صار الی الثغر كتب یشکو ضیق الحل علیہم فبعث الیہ بالقطن المنقوع فی الحل فسار محمد بن القاسم الی مکران فاقام بها ایاما ثم اتی قزقر پور ففتحها ثم اتی ارمائیل ففتحها و کان محمد بن ہارون بن ذراع قد لقیہ فانضم الیہ و سار معہ فتوفی بالقرب منها فدفن بقنبیل ثم سار محمد بن القاسم من ارمائیل و معہ جہم بن زحر الجعفی فقدم الدیل یوم الجمعة و وافقہ سفن کان حمل فیہا الرجال و السلاح و الاداء فخذق حین نزل الدیل و رکزت الرماح علی الخندق و نشرت الاعلام و انزل الناس علی رایساتہم و نصب منحنیقاً تعرف بالعروس کان یمد فیہا خمس مائۃ رجل و کان بالدیل بد عظیم علیہ دقل طویل و علی الدقل رایۃ حمراء اذا هبت

(۱) مکران کی سرحد پر ایک شہر جو سمندر کے نزدیک ہے اور اس کے دوسرے کنارے پر بیابان ہے۔

منجیق نصب کی جس کو چلانے کے لیے ۵۰۰ آدمی متعین کئے، دیہل میں ایک بڑا بت خانہ تھا، اس کے گنبد کپشتی کے پتوار کی طرح ایک لمبی لکڑی میں ایک سرخ جھنڈا لگا ہوا تھا، جب ہوا چلتی تو چاروں طرف لہرانے لگتا، لوگوں کا بیان ہے کہ بت خانہ ایک بلند مینار تھا، اس طرح کے منارے ہندوستانی اپنے بت کدوں کی عمارتوں یا ایسے بتوں کے لیے بناتے ہیں جس کی نسبت سے وہ مشہور ہوتے ہیں، کبھی بت منارے کے اندر بھی ہوتا ہے اور ہر وہ چیز جس کی بطریق عبادت تعظیم کی جائے اہل ہند کے یہاں بت کہلاتی ہے، صنم بھی بت ہوتا ہے، اس زمانہ میں حجاج کے خطوط محمد کے پاس اور محمد کے حجاج کے پاس ہر تیسرے دن آتے۔ رہتے تھے، محمد خطوط میں واقعات کی نوعیت اور صورت لکھ کر حجاج کی رائے معلوم کرتا کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے، ایک مرتبہ حجاج نے محمد کو لکھا کہ عروس (منجیق) اس طرح نصب کرو کہ اس کا ایک پایہ ذرا کم اور مشرق سمت کے قریب ہو جائے اور اس کے چلانے والے کو حکم دو کہ پتوار کے مانند بڑی لکڑی کی طرف جس کا تم نے ذکر کیا ہے، گولہ باری کی جائے، چنانچہ جب گولہ باری

بھاو بنی مسجداً و انزلھا اربعة
آلاف۔

ہوئی تو وہ بڑی لکڑی ٹوٹ گئی، اس کا ٹوٹنا
کافروں پر بہت گراں گذرا اور وہ آگے بڑھے،
محمد نے انہیں شکست دے کر شہر میں پسپا کر دیا
اور شہر پناہ کی دیوار پر سیڑھی لگانے کا حکم دیا
اور مسلمان اس کی مدد سے سیڑھی پر چڑھ گئے،
فصیل پر سب سے پہلا چڑھنے والا کوفہ کے
قبیلہ مراد کا ایک شخص تھا، اس طرح دہیل
بزدور شمشیر فتح کیا گیا اور محمد نے تین دن تک
شہر میں قتل و خونریزی (۱) کی راجہ داہر کا حاکم
وہاں سے بھاگ گیا، بت خانوں کے خادم
اور پجاری قتل کر دیئے گئے اور فاتح سندھ نے
وہاں مسلمانوں کی آبادی قائم کی، ایک جامع
مسجد بنائی اور ۴ ہزار مسلمانوں کو آباد کیا۔

قال محمد بن یحییٰ فحدثنی
منصور بن حاتم النحوی مولیٰ آل
خالد بن اسید انه رای الدقل الذی
کان علی منارة البد مکسوراً و ان
عنبنہ بن اسحاق الضبی العامل
کان علی المسند فی خلافة المعتصم
باللہ رحمہ اللہ ہدم اعلیٰ تلک
المنارة و جعل فیہا سجنًا و ابتدأ فی
(۱) قابل جنگ لوگوں کو قتل کیا، ورنہ عورتوں بچوں اور ناقابل جنگ افراد سے مسلمان تعرض نہیں کرتے تھے،
جیسا کہ آگے چل کر بلاذری نے خود اس کی تشریح کر دی ہے۔

محمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ مجھ سے
منصور بن حاتم نحوی نے جو آل خالد بن اسید
کے غلام تھے، بیان کیا کہ انہوں نے بت کے
منارہ کی ٹوٹی لکڑی دیکھی ہے، معتصم باللہ کے
دور خلافت میں سندھ کے گورنر عنبنہ بن
اسحاق ضبی نے منارہ کے بالائی حصے ڈھا کر
وہاں قید خانہ تعمیر کیا اور شکستہ منارہ کے اینٹ
اور پتھروں سے شہر کی مرمت شروع کر دی، مگر
(۱) قابل جنگ لوگوں کو قتل کیا، ورنہ عورتوں بچوں اور ناقابل جنگ افراد سے مسلمان تعرض نہیں کرتے تھے،
جیسا کہ آگے چل کر بلاذری نے خود اس کی تشریح کر دی ہے۔

اسے مکمل کرنے سے پہلے ہی معزول کر دیا گیا، اس کے بعد ہارون بن ابوالخالد مروزی کو حکومت سپرد کی گئی، مگر وہ جلد ہی قتل کر دیئے گئے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ محمد بن قاسم کے بیرون (۱) آنے سے پہلے ہی اہل شہر اپنا ایک گروہ سمن سیر (۲) حجاج کے پاس بھیج کر مصالحت کر چکے تھے اور جب محمد پینچے تو لوگوں نے انہیں شہر میں (عزت کے ساتھ) داخل کیا اور رسد وغیرہ پیش کی اور صلح کی پابندی کی۔

محمد جس شہر سے بھی گذرتے اسے فتح کر لیتے، یہاں تک کہ مہران کے پاس ایک دریا پار کیا، وہاں (۳) سر بیدس کے کمنی ان کے پاس آئے اور وہاں کے لوگوں کی طرف سے صلح کر لی، محمد نے اُن لوگوں پر خراج مقرر کیا، پھر سہبان فتح کیا اور مہران جا کر وسط علاقہ میں اترے، داہر کو معلوم ہوا تو وہ جنگ کے لیے کمر بستہ ہوا، محمد بن قاسم نے محمد بن مصعب بن عبدالرحمن ثقفی کو سواروں اور سواری کے سامانوں کے ساتھ سدوسان بھیجا،

مرمة المدينة بما نقص من حجارة تلك المنارة فعزل قبل استتمام ذلك وولى بعده هارون بن ابي خالد المروزي فقتل بها۔

قالوا و اتى محمد بن قاسم البيرون و كان اهلها بعثوا سمنين منهم الى الحجاج فصالحوه فاقاموا لمحمد العلوقة و ادخلوه مدينتهم و دنوا بالصلح۔

و جعل محمل لا يمر بمدينة الا فتحها حتى عبر نهر دون مهران فاتاه سمنية سر بیدس فصالحوه عمن خلفهم و وظف عليهم الخراج و سار الي سهبان ففتحها ثم سار الى مهران فنزل في وسطه فبلغ ذلك داهر و استعداد لمحاربتة و بعث محمد بن القاسم محمد بن مصعب بن عبدالرحمن الثقفى الى سدوسان في خيل و همارات فطلب اهلها الامان

(۱) دراصل یہ نیرون ہے جو سندھ کا ساحلی شہر اور دیبل سے ۵ میل پر واقع تھا۔ (۲) یہ عربوں کے نزدیک بدھمت والوں کا نام تھا۔ (عرب و ہند کے تعلقات ص ۲۰۶) (۳) یعنی شری دیداس کے بدھ لوگ (تاریخ سندھ صفحہ ۵۰)

وہاں کے لوگوں نے امان صلح کی درخواست کی، ہندی نے فریقین کے درمیان سفارت کا کام انجام دیا، ابن مصعب نے امان بخشی، خراج مقرر کیا اور ان سے پابندی کی ضمانت لے کر محمد کے پاس چار ہزار جاٹوں کے ساتھ واپس چلے آئے اور سدوسان میں اپنے ایک ساتھی کو والی بنایا، دوسری طرف محمد دریا سے مہراں پار کرنے کی تدبیر کر رہے تھے اور کچھ (۱) کے پاس راجہ راسل (۲) کی عملداری کے قریب اسے پار کرنے کے لیے (کشتیوں) کا ایک پل بنایا، داہران ساری کارگزار یوں سے بے خبر محمد بن قاسم کا مذاق اڑا رہا تھا، حالانکہ محمد اور ان کے ساتھی اس کی عملداری میں پہنچ چکے تھے، وہ مقابلہ کے لیے ہاتھی پر سوار ہو کر ٹھا کروں کے ساتھ نکلا، ٹھا کر بھی ہاتھیوں پر سوار تھے، بڑا سخت مقابلہ ہوا، ایسی گھمسان کی لڑائی کبھی نہیں سنی گئی تھی۔

والصلح و سفر بینہ و بینہم السمنیہ و وظف علیہم خرج و اخذ منهم رہنا و انصرف الی محمد و معہ من الزط اربعة آلاف فصاروا مع محمد و ولی سدوسان رجلاً، ثم ان محمداً احتال لعبور مہراں حتی عبرہ مما یلی بلاد راسل ملک قصۃ من الہند علی جسر عقدہ و داہر مستخف بہ لاہ عنہ و لقیہ محمد و المسلمون و هو علی فیل و حوالہ الفیلۃ و معہ التکا کرۃ فاقتلوه قتلاً شدیداً لم یسمع بمثلہ۔

داہر ہاتھی سے اتر کر پیدل جنگ کرنے لگا اور شام کے وقت قتل کر دیا گیا، مشرکوں کو ایسی سخت شکست ہوئی کہ مسلمانوں نے جس طرح چاہا انہیں قتل کیا، (۳) مدائنی کی روایت

و ترجل داہر و قاتل فقتل عند المساء و انہزم المشرکون فقتلہم المسلمون کیف شاؤوا و کان الذی قتله فی رواۃ المدائنی رجلاً من بنی

(۱) آج کل یہ مقام خوشاب ضلع میں جو جھیل دریا کے پاس ہے، واقع ہے۔ (تاریخ سندھ ص ۱۰۹)

(۲) دریائے سندھ کی شرقی جانب ایک قلعہ جزیرہ میں ہے، یہاں کے ٹھا کر (یاراجہ) کو راسل کہتے ہیں۔

(تاریخ سندھ ص ۵۸) (۳) یعنی بصرہ کا مشہور مورخ و ادیب ابو الحسن علی بن محمد (ص ۵۲ تا ۷۶۰)

کلاب، و قال:

السخيل تشهد يوم داهر والقنا

و محمد بن القاسم بن محمد

انى فرجت الجمع غير معرد

حتى علوت عظيمهم بمهند

فتر كنه تحت العجاج مجدلاً

متعفر الخدين غير موسد

فحدثني منصور بن حاتم قال

والذى قتله مصوران بيروص و بديل

ابن طهفة مصور بقند و قبره

بالدليل۔

و حدثني علي بن محمد

المدائني عن ابي محمد الهندي عن

ابي الفرج قال لما قتل داهر غلب

محمد بن قاسم على بلاد السند و قال

ابن الكلبي كان الذى قتل داهر القاسم

بن ثعلبة بن عبد الله بن حصن الطائي۔

فالقوا و فتح محمد بن القاسم

راور عنوة و كانت بها امرأة لداهر

فخافت ان توخذ فاحرقت نفسها و

جواربها و جميع مالها ثم اتى محمد

بن القاسم برهمنا باز العتيقة و هى على

محمد ہندی سے اور ابو محمد ابوالفرج سے روایت

کرتے ہیں کہ داہر جب قتل کیا گیا تو محمد بن

قاسم سارے سندھ پر غالب ہو گئے، ابن کلبی

کے بیان کے مطابق راجہ داہر کا قاتل قاسم

بن ثعلبہ بن عبد اللہ ابن حصن طائی ہے۔

لوگوں کا بیان ہے کہ محمد بن قاسم نے

راور بزور فتح کیا، وہاں راجہ داہر کی ایک

عورت تھی، وہ اپنی گرفتاری کے ڈر سے آگ

میں جل گئی اور اپنی تمام لڑکیوں اور سہیلیوں

اور مال و اسباب کو بھی جلا ڈالا، راور فتح کرنے

رأس فرسخين من المنصورة ولم تكن المنصورة يومئذ انما كان موضعها غيضة وكان فل داهر ببرهمنا باد هذه فقاتلوه ففتحها محمد عنوة و قتل بها ثمانية آلاف و قبل ستة و عشرين الفا و خلف فيها عامله و هي اليوم خراب و سار محمد يرید الرور و بغرور فلقاه اهل ساوندری فسألوه الامان فاعطاهم اياه و اشترط عليهم ضيافة المسلمين و دلالتهم و اهل ساوندری اليوم مسلمون ثم تقدم الى بسمد فصالح

کے بعد محمد بن قاسم قدیم برہمنا باد آئے جس کا فاصلہ منصورہ سے دو فرسنگ تھا، منصورہ اس وقت تک آباد نہیں ہوا تھا، بلکہ اس کی آبادی کی جگہ جھاڑیاں تھیں، داہر کی شکست خوردہ فوج برہمنا باد میں جمع ہو گئی تھی اور اس نے محمد بن قاسم سے جنگ کی، مگر محمد بن قاسم نے بزور غلبہ حاصل کیا اور آٹھ ہزار اشخاص کو قتل کیا، دوسری روایت کے مطابق ۲۶ ہزار اشخاص قتل کئے گئے، برہمن آباد اس زمانہ میں ویران ہو چکا تھا، محمد بن قاسم وہاں اپنا عامل چھوڑ کر خود رور اور بغرور (۱) چلے گئے، راستے میں ساوندری کے لوگ ملے اور

(۱) سچ نامہ ۸۲ میں راور کا دوسرا نام بغرور اور ص ۹۶ پر الور کا دوسرا بغرور بتایا ہے، مگر راور ہی کا دوسرا نام بغرور ہے، کیوں کہ راور کے ساتھ بغرور صرف ایک جگہ آیا ہے، جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے، بخلاف راور کے دوسرے راور ہی کے وزن پر بغرور اس کا اصل نام رکھا گیا ہوگا، بلاذری میں الرور کے بعد بغرور واو عاطفہ کے ساتھ آیا ہے اور راور کا لفظ تنہا لکھا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاذری کے نزدیک الرور، بغرور، راور تین الگ الگ شہر ہیں، لیکن الرور اور بغرور کے لیے ضمیر واحد استعمال کرتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شہر ہیں، اس لیے بلاذری کو اس معاملہ میں مغالطہ ہو گیا ہے، اس نے بھی راور اور بغرور کو ایک ہی سمجھا ہے، لیکن الکامل جلد ۴ ص ۲۶۴ لیدن میں ان دونوں کا نام واو عاطفہ کے بعد ضمیر بھی تنہی کی موجود ہے، جس سے دو شہر ہونے کا ثبوت ملتا ہے، محمد بن قاسم حجاج کے مرنے کے بعد ملتان سے واپس آ گیا ہے اور ہر وقت خلافت کے حکم کا منتظر رہتا ہوگا، اس لیے اسلامی ممالک سے قریب ترین جگہ اس نے رہنما پسند کیا ہوگا، اس کے علاوہ واپسی ملتان کے بعد وہ جس جگہ مقیم ہوا وہاں سے بیلماں فتح کرنے کے لیے فوج بھی روانہ کی اور ظاہر ہے کہ اس نے اسی جگہ کا انتخاب کیا ہوگا کہ بروقت فوج کو مدد دے سکے، غرض دونوں باتوں کے لیے راور سے بہتر کوئی دوسری جگہ نہ تھی، پس راور ہی کا دوسرا نام بغرور ہے، لیکن راور کے نام سے کسی باعث عوام میں مشہور ہو گیا جیسا کہ سچ نامہ ص ۲۵ سے ظاہر ہوتا ہے۔ (تاریخ سندھ ص ۱۰۹-۱۱۰)

اہلہا علیٰ مثل صلح ساوندری۔

امان طلب کی، محمد نے امان بخشی اور یہ شرط لگائی کہ جو مسلمان ادھر سے گذریں ان کی ضیافت اور رہنمائی کی جائے، اب ساوندری کے باشندے مسلمان ہو چکے ہیں، وہاں سے بسند (۱) کی طرف بڑھے اور ان سے بھی ساوندری کی طرح صلح کی۔

و انتھی محمد الیٰ الرور وہی
من مدائن اسند وہی علیٰ جبل
فحصرہم انتھرا ففتحھا صلحا علیٰ
ان لا یقتلھم و لا یعرض لبدھم و قال
ما لبد الا ککنائس النصرائی و الیھود
و یسوت نیران المحسوس و وضع
علیھم الخراج بالرور و بنی مسجداً و
سار محمد الی السکة وہی مدینة
دون بیاس ففتحھا و السکة الیوم
خراب ثم قطع نہر بیاس الی الملتان
فقاتلہ اھل الملتان فابلی زائدة بن
عمیر انطانی و انھزم المشرکون
فدخلوا المدینة و حصرھم محمد و
نفدت ازواد رجل مستامن فدلھم
المسنمین فاکلوا الحمر ثم اتھم

پھر محمد رور پہنچے، رور سندھ کا شہر اور ایک پہاڑی پر واقع ہے، چند مہینوں کے محاصرے کے بعد اس شرط پر مصالحت ہو گئی کہ کسی کو قتل نہ کریں اور نہ بت خانوں سے کوئی تعرض کریں، محمد نے (۱) سے منظور کیا اور کہا کہ بت خانے بھی نصاریٰ کے گرجوں، یہود کے کنیسوں اور مجوسیوں کے آتش کدوں کی طرح ہیں، غیر مسلموں پر خراج متعین کیا اور مسلمانوں کے لیے ایک مسجد تعمیر کی اور وہاں سے سکہ روانہ ہوئے اور اسے فتح کیا، سکہ (۲) دریائے بیاس (۳) کے قریب واقع تھا، مگر اب ویران ہے، دریائے بیاس پار کر کے ملتان پہنچے، ملتان والوں نے جنگ کی، زائدہ بن عمر طائی نے کارہائے نمایاں انجام دیئے، مشرکوں کو شکست ہوئی اور انہوں نے شہر میں

(۱) ہندوستان کا ایک چھوٹا اور پر رونق شہر تھا۔ (۲) بلاذری نے یہاں لکھا ہے کہ یہ شہر ویران ہو چکا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے عہد میں اس کے کچھ آثار باقی تھے، مگر اب تو اس کے نام سے بھی لوگ واقف نہیں۔ (۳) یعنی ستلج۔

علیٰ مدخل الماء الذی منه شربہم
 وهو ماء یجری من نہر بسمد فیصیر
 فی مجتمع له مثل البرکة فی المدینة
 وهو یسمونه التلاح فغوره فلما
 عطشوا نزلوا علیٰ الحکم فقتل
 محمد المقاتلة و اصابوا ذہباً کثیراً
 فجمعت تلك الاموال فی بیت
 یکون عشرة اذرع فی ثمانی اذرع
 یلقى ما اودعه فی کوة مفتوحة فی
 سطحه فسمیت الملتان فرج بیت
 الذهب و الفرج الثغر و کان بد
 الملتان بدا تهدی الیہ الاموال و ینذر
 له النذور و یحج الیہ السند فیطوفون
 به و یلحقون رؤسهم و لحاهم
 عندهم و یرعمون ان صنما فیہ هو
 ایوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

پناہ لی، محمد بن قاسم نے محاصرہ کر لیا مگر
 مسلمانوں کا زاوہراہ ختم ہو چکا تھا اس لیے
 گدھوں کا گوشت کھانا پڑا، اسی دوران میں
 دشمن کی جماعت کا ایک امن خواہ آیا اور اس
 نے اس گھاٹ کی خبر کر دی، جہاں سے شہر
 والے پانی پیتے تھے، اس گھاٹ میں دریائے
 بسمد کا پانی اکٹھا ہوتا تھا اور وہ نہر کے تالاب
 کی طرح تھا، جسے لوگ نالہ کہتے تھے، محمد نے
 نالہ کی ناکہ بندی کر لی، جب اہل شہر پیاس
 سے مجبور ہو گئے تو انہوں نے سر تسلیم خم کر دیا
 (۱) محمد بن قاسم نے جنگی آدمیوں کو قتل کر دیا،
 یہاں کافی سونا دستیاب ہوا، یہ ساری دولت
 ۸۰ گز لمبے ۸ گز چوڑے ایک کمرہ میں تھی، پورا
 کمرہ بند رہتا تھا، صرف چھت میں ایک
 روزن تھا، جس میں مال ڈالا جاتا تھا، ملتان کو
 فرج الذهب (سنہری سرحد) بھی کہتے ہیں
 اور فرج بمعنی سرحد ہے، ملتان کا بیت خانہ ایسا
 تھا کہ اس میں ہدیہ اور نذر و نیاز کا مال و اسباب
 آتا تھا اور سندھی اس کی عظمت کی وجہ سے
 اس کی زیارت اور طواف کرتے اور سر اور
 داڑھیوں کا وہاں جا کر بھدرا کرتے تھے اور سمجھتے
 تھے کہ ایک بت حضرت ایوبؑ کا مجسمہ ہے۔

(۱) لیکن چچ نامہ کی روایت ہے کہ ملتان ہی جب پیاسے مرنے لگے تو مجبوراً قلعہ سے باہر نکل کر جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

قالوا و نظر الحجاج فاذا هو قد
انفق على محمد بن القاسم ستين
الف الف و وجد ما حمل اليه
عشرين و مائة الف الف فقال شفيئا
غيظنا و ادر كنا ثارنا و ازددنا ستين
الف الف درهم و رأس داهر و مات
الحجاج فانت محمد ا و فاته فرجع
عن الملتان الى الرور و بغرور و كان
قد فتحها فاعطى الناس و وجه الى
البيلمان جيشا فلم يقاتلوا و اعطوا
الطاعة و سالمة اهل سرست و هي
مغزى اهل البصرة اليوم و اهلها
الميد الذى يقطعون فى البحر ثم اتى
محمد الكيرج فخرج اليه دوهر
فقاتله فانهم العدو و هرب دوهر و
يقال قتل و نزل اهل المدينة على
حكم محمد فقتل و سبى قال
الشاعر:

وقائع نگاروں کا بیان ہے کہ حجاج نے
جنگ کے بعد جب آمد و خرچ کا جائزہ لیا تو
پتہ چلا کہ اُس نے محمد بن قاسم کے لشکر پر ۶۰
کروڑ صرف کیا تھا اور ۱۲ کروڑ مال غنیمت اس
کے ہاتھ لگا ہے، تو کہنے لگا کہ ہمارا غصہ ٹھنڈا
ہو گیا، ہم نے اپنے خون کا بدلہ پالیا، اس کے
علاوہ چھ کروڑ درہم اور راجہ داہر کا سر بھی
حاصل کیا، حجاج کے انتقال کی خبر جب محمد بن
قاسم کو ہوئی تو وہ ملتان سے رور اور بغرور
واپس چلے آئے اور لوگوں کو داد و دہش کی، ان
دونوں شہروں کو وہ پہلے فتح کر چکے تھے، پھر
بھیمان کی طرف ایک لشکر بھیجا مگر جنگ کی
نوبت نہیں آئی اور بھیمان والوں نے
اطاعت قبول کر لی، کانٹھیا وڑ کے لوگوں نے
بھی صلح کر لی، اس زمانہ میں وہ اہل بصرہ کا
جولان گاہ ہے، یہاں کے باشندے میدان ہیں،
جن کا کام سمندروں میں ڈاکہ ڈالنا ہے، اس
کے بعد محمد کیرج (۱) کی طرف بڑھے تو
دوہر (۲) مقابلہ میں آیا، مگر دشمنوں کو شکست
فاش ہوئی اور دوہر کہیں بھاگ نکلا، یہ بھی کہا جاتا
ہے کہ وہ قتل کر دیا گیا تھا اور اہل شہر محمد بن قاسم
کے فیصلے پر رضامند ہو گئے، چنانچہ محمد نے جنگ

(۱) کیرج یا کورج یعنی بے پور۔ (۲) مشہور ہندوستانی راجہ۔

آزمالوگوں کو قتل اور بقیہ اشخاص کو قید کر لیا،
شاعر کہتا ہے:

”ہمیں نے داہر اور دوہر کو قتل کیا اور
ہمارے گھوڑے اور سوار دشمنوں کے غول کے
غول ٹھوکروں سے مار کر گرا رہے تھے۔“

جب ولید بن عبد الملک کا انتقال ہو گیا
اور سلیمان بن عبد الملک تخت نشین ہوا تو اس
نے صالح بن عبد الرحمن کو عراق کا عامل خراج
اور یزید بن ابوکبشہ سکسکی کو سندھ کا گورنر
بنایا، یزید نے معاویہ بن مہلب کے ساتھ محمد
ابن قاسم کو بھی گرفتار کر کے صالح کے پاس
بھیج دیا، محمد نے بطور مثل یہ شعر پڑھا:

ان لوگوں نے مجھے ضائع کیا، یعنی ایسے
نوجوان کو ضائع کر دیا جو میدان کارزار اور سرحدوں
کی حفاظت میں اپنے جوہر و کمال دکھاتا تھا۔

اہل ہند نے محمد کے غم میں گریہ و زاری
کی اور اس کا ایک مجسمہ کیرج میں تیار کیا،
صالح نے انہیں واسطہ کے جیل خانہ میں قید
کر کے رکھا، محمد نے یہ شعر کہے:

اگر مجھے بیڑیاں اور زنجیریں پہنا کر
واسطہ میں قید کر دیا گیا ہے تو اس میں کوئی ہرج
نہیں، اس لیے کہ اس سے پہلے کتنے نوجوان
شہسواروں کے دل میں میری دھاک رہ چکی

نحن قتلنا داہرا و دوہرا
والخیل تردی منسرا فمنسرا

و مات الولید بن عبد الملک و
ولی سلیمان بن عبد الملک فاستعمل
صالح بن عبد الرحمن علیٰ خراج
العراق و ولی یزید بن ابی کبشہ
السکسکی السند فحمل محمد بن
القاسم مقیدا مع معاویة بن المہلب
فقال متمثلاً:

اضاعونی و ای فتیٰ اضاعوا
لیوم کبریہ و سداد ثغر

فبکی فبکی اهل الهند علیٰ
محمد و صوروہ بالکیرج فحبسہ
صالح بواسطہ فقال:

فلئن ثویت بواسطہ و بارضہا
رهن الحديد مکبلا مغلولاً
فقلوب فتية فارس قد رعتہا
و رب فر قد ترکت قتیلہا

ہے اور کتنے بہادروں اور سرداروں کو میں نے
مردہ کر کے چھوڑ دیا ہے۔

اگر مجھے کچھ موقع ملا ہوتا تو جنگ کے

وقال:

لیے جو مرد اور عورتیں مہیا کی گئی تھیں، سب
پامال کر ڈالی گئی ہوتیں اور قبیلہ سسک کے
سواروں کو ہماری سرزمین میں داخل ہونے کا
موقع ہی نہ ملا ہوتا اور نہ قبیلہ عک (۱) کا کوئی
آدمی مجھ پر امیر ہوتا اور نہ میں معمولی عثمانی غلام
کا تابع فرمان بنا ہوتا، ہائے رے زمانے! تجھ
پر افسوس، تو شرفا کو کیسے سخت دھکے لگاتا ہے۔

لو كنت اجمعت القرار لو طئت
اناث اعدت للوقى و ذكور
وما دخلت خيل السكاسك ارضنا
ولا كسان من عك على امير
ولا كنت للمعبد المزونى تابعا
فيا لك دهر بالكرام عشور

صالح نے آل ابی عقیل کے چند آدمیوں
کے ساتھ محمد کو سخت تکفیں پہنچائیں، یہاں
تک کہ قتل کر ڈالا، حجاج نے صالح کے بھائی
آدم کو قتل کیا تھا اور وہ خوارج کا ہم نوا تھا، حمزہ
بن یثرب حنفی نے محمد کا مرثیہ کہا ہے:

فعذبه صالح فى رجال من آل
ابى عقيل حتى قتلهم و كان
الحجاج قتل آدم اخا صالح و كان
يرى رأى الخوارج وقال حمزة بن
بيض الحنفى:

بیشک محمد بن قاسم جوانمردی و سخاوت اور
فیاضی کا پیکر تھا، اس نے ۷۱ سال کی عمر میں
فوجوں کی قیادت کی، یہ سیادت و قیادت اس
کے سن ولادت سے کس قدر قریب تھی۔ (۱)
دوسرے شاعر نے کہا:

ان المروءة والسماحة والندی
لمحمد بن القاسم بن محمد
ساس الجيوش لسبع عشرة حجة
يا قرب ذالك سودداً من مولد
وقال آخر:

محمد ۷۱ برس کی عمر میں لوگوں کا سردار
بن گیا، حالانکہ اس وقت اس کے ہم عمر شباب

ساس الرجال لسبع عشرة حجة
ولداته عن ذاك فى اشغال

(۱) سسک اور عک قبیلوں اور خاندانوں کے نام ہیں

کی سرستیوں اور دنیا کی رعنائیوں میں فریفتہ ہو کر سیادت و قیادت کی حقیقت سے بے خبر اور غافل تھے۔

یزید بن ابی کبشہ کو سندھ پہنچے ابھی ۱۸ ہی دن ہوئے تھے کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد سلیمان بن عبد الملک نے حبیب بن مہلب کو سندھ کا والی بنایا، حبیب جب وہاں آئے تو ہند کے راجہ اپنے اپنے ملک واپس جا چکے تھے، (۱) اور راجہ داہر کا بیٹا حلیشہ (۲) برہمناباد واپس آ کر اس پر قابض ہو چکا تھا، حبیب نے دریائے سندھ کے کنارے پڑاؤ ڈالا، رور کے باشندوں نے اطاعت قبول کر لی، لیکن ایک اور قوم سے انہیں جنگ کرنی پڑی، مگر فتیاب ہوئے، پھر سلیمان بن عبد الملک کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے، انہوں نے راجاؤں کو تبلیغی خطوط لکھے اور اسلام و اطاعت کی دعوت دی کہ اگر وہ اس کو قبول کر لیں تو انہیں وہی حقوق اور مراعات حاصل ہوں گے، جو عام مسلمانوں کو حاصل ہیں اور ان کے ذمہ بھی وہی فرائض عائد ہو جائیں گے جو عام مسلمانوں

و مات یزید بن ابی کبشہ بعد قدومه ارض السند ثمانية عشر يوماً و استعمل سليمان بن عبد الملك حبیب بن المہلب علیٰ حرب السند تقدمها و قد رجع ملوك الهند الى ممالكهم فرجع حلیشہ بن داہر الى برہمناباد و نزل حبیب علیٰ شاطئ مهران فاعطاه اهل الرور الطاعة و حارب قومًا فظفر بهم ثم مات سليمان بن عبد الملك و كان خلافة عمر بن عبد العزيز بعده فكتب الى الملوك يدعوهم الى الاسلام و الطاعة علیٰ ان يملکهم و لهم بالمسلمين و عليهم ما عليهم و قد كانت بلغتهم سيرته و مذهبه فاسلم حلیشہ و الملوك و تسموا باسماء العرب و كان عمرو بن مسلم الباهلی عامل عمر علیٰ ذالك الثغر فغزا بعض الهند فظفر و هرب

(۱) یعنی محمد بن قاسم کی گرفتاری اور سکسکی کی موت نے سندھ میں بدظمی اور انتشار پیدا کر دیا تھا۔

(۲) جے ٹکھ۔

پر عائد ہوتے ہیں، ان راجاؤں کو حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کی پاکیزہ سیرت و کردار اور تقویٰ و دینداری کا پہلے ہی سے علم ہو چکا تھا، اس لیے جے سنگھ اور دوسرے راجہ مسلمان ہو گئے اور اپنے نام عربوں کے جیسے رکھے، عمرو بن مسلم باہلی نے جو عمر بن عبدالعزیزؓ کی طرف سے اس سرحد کے عامل مقرر ہوئے تھے، ہندوستان کی بعض سرحدوں پر حملہ کیا اور مظفر و منصور ہوئے، بنو مہلب یزید بن عبدالملک کے عہد میں بھاگ کر سندھ چلے آئے تھے، اس لیے عمرو بن مسلم نے ہلال ابن احوز تمیمی کو ان کے تعاقب میں بھیجا، ہلال نے ان سے جنگ کر کے قذائیل میں مدرک بن مہلب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور مفضل، عبدالملک، زیاد، مروان اور معاویہ وغیرہ افراد بنی مہلب کو بھی قتل کیا اور معاویہ بن یزید اور بعض دوسرے لوگوں کو بھی قتل کیا۔

بنوا المہلب الی السند فی ایام یزید بن عبدالملک فوجہ الیہم ہلال بن احوز التمیمی فلقیہم فقتل مدرک بن المہلب بقنڈاہیل و قتل المفضل و عبدالملک و زیاد و مروان و معاویہ بنی المہلب و قتل معاویہ بن یزید فی آخرین۔

عمرو بن ہبیرہ فزاری کی جانب سے جنید بن عبدالرحمن مری سرحد سندھ کا والی ہوا، پھر ہشام بن عبدالملک نے بھی اسے برقرار رکھا، جب خالد بن عبداللہ قسری عراق کے والی ہو کر آئے تو ہشام نے جنید کو تائید کی کہ

و ولی الجنید بن عبدالرحمن المری من قبل عمرو بن ہبیرہ الفزاری ثغر السند ثم ولایہ ہشام بن عبدالملک فلما قدم خالد بن عبداللہ القسری العراق کتب ہشام

الى الجنيد يامرہ بمكاتبتہ فاتى
الجنيد الدييل ثم نزل شط مهران
فمنعه حليشة العبور و ارسل اليه انى
قد اسلمت و ولانى الرجل الصالح
بلادى و لست آمنك فاعطاه رهنا و
اخذ منه رهنا بما على بلادہ من
الخراج ثم انهما تراد الرهن و كفر
حليشة و حارب و قيل انه لم يحارب
و لكن الجنيد يحنى عليه فاتى الهند
فجمع جموعاً و اخذ السفن و استعد
للحرب فصار اليه الجنيد فى السفن
فالتقوا فى بطيحة الشرقى فاخذ
حليشة اسيراً و قد جنحت سفينته
فقتله و هرب صصة بن داهر و هو
يريد ان يعضى الى العراق فيشكو
غدر الجنيد فلم يزل الجنيد يونسه
حتى وضع يده فى يده فقتله

وہ سندھ کے متعلق ان سے خط و کتابت کرتے
رہیں، جنید پہلے دہلیل آئے اور دریائے
سندھ کے کنارے اترے، بے سنگھ نے انہیں
دریا پار کرنے سے روکا اور پیغام کہلا بھیجائیں
مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھے مرد صالح (عمرو
بن عبدالعزیز) نے میری مملکت کا حاکم برقرار
رکھا ہے اور مجھے تمہاری جانب سے اطمینان
نہیں ہے، جنید نے اسے اطمینان کی ضمانت
دی اور اس سے اس بات کی ضمانت لی کہ وہ
اپنی مملکت کا خراج ادا کرتا رہے گا لیکن پھر
دونوں نے ضمانتیں اور معاہدے توڑ ڈالے اور
حلیشہ (بے سنگھ) مرتد (۱) ہو کر آمادہ پیکار
ہو گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بے سنگھ پہلے آمادہ
جنگ نہیں ہوا تھا، بلکہ خود جنید نے اس کے
ساتھ زیادتی کی تھی، بہر کیف بے سنگھ
ہندوستان آیا اور لشکر جمع اور کشتیاں تیار کر کے
لڑائی کے لیے تیار ہو گیا، جنید کشتی کے ذریعہ

(۱) لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، غالباً جنید کے حملہ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے اس کا اظہار کیا گیا
ہے، حالانکہ یہ تو ایک صرف سیاسی مسئلہ تھا، جنید چاہتا تھا کہ اسے بے سنگھ اپنے ملک سے راستہ دے دے
تاکہ سندھ کے باہر ممالک پر حملہ آور ہو سکے اور یہ حیثیت ایک مسلمان ہونے کے اس کی امداد کرے اور
بے سنگھ شاید یہ سمجھتا تھا کہ اگر جنید یہاں آ گیا تو ممکن ہے کہ مجھ سے یہ ملک واپس لے لے اور میرا آبائی
وطن مجھ سے پھر چھوٹ جائے، اسی لیے اس نے ایسی روش اختیار کی جس سے نہ صرف جنگ کی نوبت آئی
بلکہ ہمیشہ کے لیے اس کا خاندان تباہ ہو گیا، پس ایک باغی کی سرزنش جنید کا فرض تھا اور جس کے لیے وہ مدد
و توصیف کا مستحق ہے نہ کہ الزام اور اتہام کا۔ (تاریخ سندھ ص ۱۲۷-۱۲۸)

اس کی طرف بڑھا اور مشرقی جانب میں دونوں کا مقابلہ ہوا، اتفاق سے بے سنگھ کی کشتی (اپنے بیڑہ سے) جدا ہو گئی تھی، اس لیے گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا، اس کا بھائی قچ بن داہر جنید کے اس فریب کی شکایت کرنے کے لیے عراق جانا چاہتا تھا، مگر جنید نے اس کو مانوس کرنے کی کوشش کی اور جب وہ قابو میں آ گیا تو قتل کر دیا، پھر جنید نے کیرج (بے پور) پر حملہ کیا، وہاں کے لوگ معاہدے توڑ کر باغی ہو چکے تھے، جنید قلعہ شکن آلات کے ذریعہ شہر پناہ کی فسیل توڑ کر زبردستی شہر میں داخل ہو گیا اور لوگوں کو قتل و گرفتار کر کے مالی غنیمت حاصل کیا، اس کے بعد مرد، مندل، دھنچ اور بھروچ میں عمال بھیجے، جنید کا مقولہ ہے ”مردانہ وار قتل ہو جانا ایڑیاں رگڑ کر مرنے سے بہتر ہے“ جنید نے ایک لشکر ازین کی طرف اور دوسرا حبیب بن مرۃ کی کمان میں مالبتہ (۱) بھیجا، پہلے لشکر نے اجین پر چھاپہ مار کر بہریمد (۲) کا رخ کیا اور اس کی شہر پناہ میں آگ لگا دی اور خود جنید نے بھیلماں اور گجرات فتح کیا، یہاں اس کو اتنا مال غنیمت ملا کہ زائرین اور سائلین کو دینے کے بعد چار کڑو بیچ گیا، اتنا ہی مال بیت المال میں بھی وہ بھیج چکا تھا۔

وغزا الحنید الکیرج و کانوا قد نقضوا فاتخذ کباشاز طاحۃ فصک بها حائط المدینۃ حتی ثلمہ و دخلها عنوة فقتل و سبی و غنم و وجہ العمال الیٰ مرمد و المندل و دھنج و بروس و کان الحنید یقول ”القتل فی الجزع اکبر منہ فی الصبر“ و وجہ الحنید جیشاً الیٰ ازین و وجہ حبیب بن مرۃ فی جیش الیٰ ارض المالبتہ فاغاروا علیٰ ازین و غزوا بہریمد فحرقوا ربضہا و فتح الحنید البیلماں و الجزر و حصل فی منزله سوی ما اعطی زوارہ اربعین الف الف و حمل مثلہا۔

(۱) ازین سے اجین اور مالبتہ سے مالوہ مراد ہے۔ (۲) بہریمد یعنی مارواڑ۔

ثم ولي بعد الجنيد تميم بن زيد
العتبي فضعف و وهن و مات قريباً
من السدبيل بماء يقال له ماء
الجواميس و انما سمى ماء
الجواميس لانه يهرب بها اليه من
زباب زرق تكون بشاطئ مهران و
كان تميم من اسخياء العرب و جد
في بيت المال بالسند ثمانية عشرة
الف درهم طاطريه فاسرع فيها
و كان قد شخص معه في الجند فتى
من بنى يربوع يقال له خنيس و امه
من طيء الى الهند فانت الفرزدق
فسأله ان يكتب الي تميم في اقاله
و عاذت بقبر غالب ابيه فكتب
الفرزدق الى تميم۔

اتنى فعاذت يا تميم بغالب
و بالحفرة السافى عليها تراها

جنید کے بعد تمیم بن زید قسبی والی ہوا،
وہ ضعیف و کمزور تھا، اس کا انتقال سدیل کے
قریب ایک تالاب کے پاس ہوا جس کو ماء
الجوامیس (بھینسوں کا تالاب) کہتے ہیں، یہ
نام اس لیے پڑا کہ دریائے سندھ کے
کنارے زرد رینچھ (۱) رہتے ہیں، ان سے
لوگ بھاگ کر (بھینسوں کی طرح) اس میں
کود پڑتے ہیں، تمیم کا شاعر عرب کے فیاض
لوگوں میں ہوتا تھا، اسے سندھ میں اسی لاکھ
طاطاری درہم ملے، مگر بہت جلد انہیں خرچ
کر ڈالا، تمیم کے ساتھ جو لشکر ہندوستان آیا تھا
اس میں قبیلہ بنی یربوع کا ایک نوجوان خنیس
بھی تھا، اس کی ماں قبیلہ طے کی تھی، وہ
فرزدق شاعر کے پاس اس کے باپ غالب
کی قبر کا واسطہ دلا کر اپنے بیٹے کی واپسی کے
لیے خط لکھانے آئی، فرزدق نے یہ اشعار لکھ
کر تمیم کے پاس روانہ کئے۔

اے تمیم! میرے پاس یہ بڑھیا ماں آئی
ہے اور میرے باپ غالب اور اس کی قبر کا
مجھے واسطہ دے رہی ہے۔

(۱) دباب (رینچھ کے بجائے بعض لوگوں نے ”ذباب“ کھیاں پڑھا ہے اور صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ
یہ زرد کھیاں مہران کے کنارے رہتی تھیں، انہیں دیکھ کر بھینسیں بھاگتی تھیں اور اس تالاب میں آکر کود پڑتی
تھیں۔ (ض)

اس لیے خنیس کو میرے پاس بھیج کر
ایک ضعیف و ناتواں ماں پر احسان کر جس
کے حلق سے پانی نہیں اترتا۔

زید کے بیٹے تمیم دیکھ! میری درخواست
پس پشت نہ ڈال دینا اور تجھ پر اس کا جواب
گراں نہ گزرے۔

اس کے متعلق زیادہ رد و کد مت کر
کیوں کہ ضرورت کے تاخیر سے پورا ہونے
میں کبیدہ خاطر ہو جاتا ہوں۔

لیکن تمیم کو فرزدق کی تحریر سے یہ معلوم
نہ ہو سکا کہ نوجوان کا نام حبیش یا خنیس ہے
اس لیے اس نے حکم دے دیا کہ جن لوگوں
کے ناموں میں اس طرح کے حروف ہوں وہ
سب وطن واپس چلے جائیں، تمیم کے زمانہ
میں مسلمان اپنے مرکزوں کو چھوڑ کر ہندوستان
سے چلے آئے اور اس وقت تک واپس نہیں
جاسکے ہیں، پھر حکم بن عوانہ کلبی والی ہوئے،
اس وقت کچھ (۱) والوں کے سوا تمام اہل ہند
باغی اور مرتد ہو چکے تھے (۲) اور حکم کو
مسلمانوں کے لیے کوئی جائے پناہ نظر نہ آتی
تھی، اس لیے انہوں نے دریا کے اس پار ہی
سمندر کے قریب ایک شہر آباد کیا (۳) اور

فہب لی خنيسا واتخذ فيه منة
لحوبة ام مایسوغ شرابها

تميم بن زید لا تكونن حاجتی
بظہرو لا یحفسی علیک جوابها

فلا تکثر الترداد فیہا فانسی
ملول لحاجات بطی طلابها

فلم یدر ما اسم الفتی اھو
حبیش ام خنيس فامر ان یقفل کل
من کان اسمہ علی مثل هذه
الحروف و فی ایام تميم خرج
المسلمون عن بلاد الهند و رفضوا
مراکزهم فلم یعودوا الیها الی هذه
الغایة ثم ولی الحکم ابن عوانة
الکلبی و قد کفر اهل الهند الا اهل
قصة فلم یر للمسلمین ملجأ یلجئون
الیہ فبسی من وراء البحيرة مما یلی
الهند مدینة سماها المحفوظة و
جعلها ماوی لہم و معاذا و مصرها
و قال المشائخ کلب من اهل الشام

(۱) ”یعنی کش“۔ (۲) بغاوت و ارتداد کی وجہ تمیم کی بدانتظامی اور پھر اس کی اچانک موت تھی۔

(۳) یہ شہر دریائے سندھ کے دہانہ پر مشرقی جانب آباد تھا۔

ما تروا ان نسحيها فقال بعضهم دمشق وقال بعضهم حمص وقال رجل منهم سمها تدمر فقال دمر الله عليك يا احمق ولكني اسميها المحفوظة و نزلها و كان عمرو بن محمد بن القاسم مع الحكم و كان يفوض اليه و يقلده جسيم اموره و اعماله فاغراه من المحفوظة فلما قدم عليه و قد ظفر امره فبنى دون البحيرة مدينة و سماها المنصورة فهى التى ينزلها العمال اليوم و تخلص الحكم ما كان فى ايدى العدو مما غلبوا عليه و رضى الناس بولايتهم و كان خالد يقول و اعجباً وليت ابخل الناس فرضى به ثم قتل الحكم بها، ثم كان العمال بعد يقاتلون العدو فياحذون ما استطف لهم و استرحموا الناحية قد نكت اهايا۔

اس کا نام محفوظ رکھا اور اس کو مسلمانوں کا مستقر اور پناہ گاہ بنایا، شہر کی تعمیر کے بعد شامی قبیلہ کلب کے سن رسیدہ لوگوں سے پوچھا کہ آپ لوگوں کے خیال میں اس کا کیا نام ہونا چاہئے، کسی نے دمشق، کسی نے حمص اور ایک آدمی نے تدمر (۱) نام تجویز کیا (تدمر نام سن کر حکم کو غصہ آیا اور بولے) احق خدا تجھے غارت کرے، میں اس کا نام محفوظ رکھتا ہوں اور اسی شہر میں مقیم ہو گئے، محمد بن قاسم کے فرزند عمرو بھی حکم کے ساتھ تھے اور حکم کو ان پر بڑا اعتماد تھا اور اپنے بڑے بڑے اور اہم معاملات ان کے سپرد کرتے تھے، چنانچہ محفوظہ سے انہیں کسی مہم پر روانہ کیا، وہ جب کامیاب ہو کر لوٹے تو دریائے سندھ کے قریب ہی ایک شہر آباد کیا اور اس کا نام منصورہ رکھا، یہی شہر آج کل عالموں اور حاکموں کی رہائش گاہ ہے، دشمنوں کے قبضے میں جو علاقے جا چکے تھے، حکم نے انہیں آزاد کرادیا، عام طور سے لوگ اس کی حکومت پسند کرتے تھے، خالد کہتے تھے تعجب ہے کہ میں نے جب عرب کے خنی دانتا نو جوان یعنی تمیم کو والی بنایا

(۱) تدمر علاقہ شام میں ایک مشہور شہر تھا، چون کہ تدمر کا مادہ دمر ہے جس کے معنی ہلاکت و بربادی کے ہیں، اس لیے بدستوری سمجھ کر اس کو تاپسند کیا مگر وہی ہوا یعنی ”محفوظہ“ جلد برباد ہو گیا اور آج اس کا نشان بھی نہیں ملتا۔

تو لوگوں نے ناگواری کا اظہار کیا اور جب بخیل ترین شخص والی ہے تو وہ اس سے خوش ہیں، یہیں حکم کا انتقال ہو گیا، ان کے بعد بھی عمال دشمنوں سے جنگ کرتے اور مالِ غنیمت حاصل کرتے اور خاص طور سے ان حصوں کو فتح کرنے کی کوشش کی، جہاں لوگوں نے شورش، بغاوت اور بدعہدی کا رویہ اختیار کر لیا تھا۔

جب مبارک سلطنت کا زمانہ شروع ہوا (۱) تو ابو مسلم (۲) عبدالرحمن بن مسلم نے مفلس عبدی کو سرحد سندھ کا گورنر بنایا، مفلس طخارستان (۳) کے راستے روانہ ہوئے اور منصور بن جمہور کلبی کے پاس سندھ پہنچے، اس نے مقابلہ کر کے مفلس کو قتل اور اس کی فوج کو شکست دے دی، ابو مسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے موسیٰ بن کعب تمیمی کو والی بنا کر سندھ بھیجا، جب موسیٰ سندھ پہنچے تو ان کے اور منصور کے درمیان دریائے سندھ حائل تھا، دونوں میں مقابلہ ہوا، موسیٰ نے

فلما کان اول الدولة المباركة ولى ابو مسلم عبدالرحمن ابن مسلم مفلسا العبدی ثغر السند و اخذ علی طخارستان و سار حتی صار الی منصور ابن جمهور الكلبي وهو بالسند فلقیه منصور وقتله وهزم جندہ فلما بلغ ابا مسلم ذالك عقد لموسى بن كعب التميمی ثم وجه الی السند فلما قدمها كان بينه و بين منصور بن جمهور مهران ثم التقيا فهزم منصوراً و جيشه و قتل منظورا اخاه و خرج

(۱) دولتِ مبارکہ سے مصنف نے عباسی سلطنت مراد لی ہے، جو بنی امیہ کی سلطنت کے خاتمہ کے بعد ۱۳۲ھ میں قائم ہوئی تھی۔ (۲) ابو مسلم خراسانی نے پہلے عباسی خلیفہ ابو العباس عبداللہ السفاح کی طرف سے نہ صرف خراسان بلکہ تمام مشرقی ممالک پر قبضہ کر لیا اور یہ کہ اپنے معتد آدمی بھیج کر اپنی حکومت مضبوط کر لی، اسی سلسلہ میں اس نے سندھ بھی ایک فوج روانہ کی جس کا امیر مفلس عبدی جستانی تھا۔ (۳) خراسان کا ایک بڑا صوبہ۔

منصور مغلولاً ہارباً حتی ورد الرمل
فمات عطشاً، و ولی موسی السند
فرم المنصورة و زاد فی مسجدها و
غزا و افتتح، و ولی امیر المومنین
المنصور رحمہ اللہ ہشام بن عمرو
التغلبی السند ففتح ما استغلق و وجہ
عمرو بن حمل فی بعارج الی نارند
و وجہ الی ناحیة الهند فافتتح
قشمیراً و اصاب سبايا و رقیقاً کثیراً
و فتح الملتان و کان بقندابیل متغلبة
من العرب فاجلاهم عنها و اتی
القندھار فی السفن ففتحھا و هدم
البد و بنی موضعه مسجداً۔

منصور اور اس کے لشکر کو شکست دی اور اس کا
بھائی منظور مارا گیا، منصور شکست کھانے کے
بعد بھاگ گیا اور ایک ریگستان میں پہنچ کر
پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گیا، سندھ کا والی
ہونے کے بعد موسیٰ نے منصورہ کی مرمت کی
اور مسجد کی توسیع کی، جنگ کا سلسلہ بھی جاری
رہا، جس میں کامیاب رہا، پھر امیر المومنین
منصور (۱) رحمہ اللہ نے ہشام بن عمرو تغلبی کو
سندھ کا والی بنایا، اُس نے بہت سے نئے
علاقے فتح کئے، عمرو بن حمل کو چند جنگی
جہازوں کے ساتھ (۲) باربد بھیجا اور خود
ہندوستان کے شمالی حصوں کی طرف روانہ ہوا
اور کشمیر فتح کر کے بہت سے قیدی اور غلام
حاصل کئے، پھر ملتان فتح کیا، قندابیل پر
عربوں کا ایک گروہ متغلب ہو گیا تھا، ہشام
نے انہیں وہاں سے نکالا اور جہاز کے ذریعہ
قندھار آیا اور اسے فتح کیا اور اس کا بت خانہ
ڈھا کر اس کی جگہ مسجد تعمیر کی۔

فاخصت البلاد فی ولایتہ فتبر کوا
بہ و دوخ الثغر و حکم امورہ ثم ولی
ثغر السند عمر بن حفص بن عثمان
ہزار مرد ثم داؤد بن یزید بن حاتم و

ہشام کے عہد حکومت میں ملک میں
شادابی اور خوش حالی آگئی لوگ اس کو بابرکت
سمجھتے تھے، اُس نے سرحدوں پر پورا قابو
حاصل کر لیا اور تمام معاملات کو مستحکم کر دیا، اس

(۱) ابو العباس عبداللہ السفاح کے بعد یہ دوسرا عباسی خلیفہ تھا۔ (۲) یہ بھرویج کے قریب بھاڑ بھوت
نامی بندرگاہ تھا۔ (تاریخ سندھ ص ۱۵۷)

کان معہ ابو الصمة المتغلب الیوم و
 ہو مولیٰ لکنڈہ، و لم یزل امر ذالک
 الثغر مستقیماً حتی ولیہ بشر بن داؤد
 فی خلافة المامون فعصی و خالف
 فوجه الیہ غسان بن عباد و هو رجل
 من اهل سواد الکوفة فخرج بشر
 الیہ فی الامان ورد بہ مدینة السلام و
 خلف غسان علی الثغر موسیٰ بن
 یحییٰ بن خالد بن برمک فقتل بالہ
 ملک الشرقی و قد بذل لہ خمس
 مائة الف درہم علی ان یتبقیہ
 و کان بالہ هذا التوی علی غسان و
 کتب الیہ فی حضور عسکرہ فی من
 حضرہ من السنوک فابی ذالک۔

کے بعد حفص بن عثمان ہزار مرد (۱) پھر داؤد
 بن یزید بن حاتم سرحد کا والی ہوا، اس کے
 ساتھ ابوصمہ قبیلہ کندہ کا غلام بھی آیا تھا اور
 وہی اس زمانے (۲) میں اس پر قابض ہے،
 اس سرحد کا نظم و نسق برابر درست رہا، لیکن
 جب مامون کے زمانہ خلافت میں بشر بن
 داؤد والی ہوا تو اس نے سرکشی اور بغاوت کی،
 اس لیے مامون نے اس کی سرکوبی کے لیے
 سوادِ کوفہ کے ایک شخص غسان بن عباد کو بھیجا،
 بشر امان کا طالب ہو کر اس کے پاس آیا،
 غسان اسے قید کر کے بغداد لایا اور اپنی جگہ
 سرحد پر موسیٰ بن یحییٰ بن خالد برمک کو کر دیا،
 موسیٰ نے مشرقی علاقہ کے راجہ بالا (۳) کو قتل
 کر دیا، حالانکہ وہ اپنی جان بچانے کے لیے
 پانچ لاکھ درہم فدیہ دینے کو تیار تھا، اس سے
 پہلے بالا چند غسان پر اپنی برتری جتا چکا تھا
 اور اس کو خط لکھا تھا کہ دوسرے راجاؤں کی
 طرح اس کے یہاں وہ بھی اپنا لشکر لے کر
 آئے، مگر غسان نے اس کی دعوت رد کر دی تھی۔

موسیٰ نے بڑے کارنامے یادگار چھوڑے،
 اس کا انتقال ۲۲۱ھ میں ہوا، اس نے اپنی زندگی

و اتر موسیٰ اثرأ حسنا و مات
 ۲۲۱ھ و استخلف ابنہ عمران ابن

(۱) اس کی بہادری اور غیر معمولی شجاعت کی وجہ سے ہزار مرد اس کا لقب ہو گیا تھا۔ (۲) یعنی بلاؤری
 کے زمانہ میں۔ (ض) (۳) بالا کا اصل نام بالا چندر یا مالاسنگھ یا بالا ناتھ ہوگا۔

موسیٰ فکتب الیہ امیر المومنین
المعتصم باللہ بولاية الثغر فخرج الی
القیقان و هم زط فقاتلهم فغلبهم و
بنی مدینة سماها البیضاء و اسكنها
الحند ثم اتی المنصورة و سار منها
الی قنندابیل و هی مدینة علی جبل
وفیها متغلب یقال له محمد بن
خلیل فقاتله و فتحها و حمل
رؤسائها الی قصدار ثم غزار المید و
قتل منهم ثلاثة آلاف و سکر سکر
یعرف بسکر المید و عسکر عمران
علی نهر الرور ثم نادى بالزط الذین
بحضرته فاتوه فحتم ایدیهم و اخذ
الحزبة منهم و امرهم بان یکون مع
کل رجل منهم اذا اعترض علیه
کلب فبلغ الکلب خمسين درهما ثم
غزا المید و معه و جوه الزط فحفر من

میں اپنے بعد اپنے بیٹے عمران بن موسیٰ کو اپنا
قائم مقام بنا دیا تھا، امیر المومنین معتصم باللہ
نے بھی عمران کی تقرری کا پروانہ بھیج دیا، عمران
قلاات کے جاٹوں کی طرف بڑھا (۱) اور
جنگ کر کے ان پر غلبہ حاصل کیا اور ایک شہر
آباد کر کے اس کا نام بیضا رکھا اور شہر میں امن
وامان قائم رکھنے کے لیے وہاں فوجی چھاؤنی
قائم کی، پھر منصورہ اور اس کے بعد قنندابیل
(۲) آیا، قنندابیل ایک پہاڑ پر واقع ہے، جس
پر محمد بن خلیل قابض ہو گیا تھا، عمران نے خلیل
سے جنگ کر کے قنندابیل کو اس کے قبضہ سے
چھڑایا اور باغیوں کے سرغناؤں کو قصدار منتقل
کر دیا، پھر مید قوم سے جنگ کر کے ان کے
تین ہزار اشخاص قتل کئے اور یہاں ایک بند
تعمیر کیا جو ”سکر امید“ (۳) کے نام سے موسوم
کیا جاتا ہے، عمران نے دریائے رور پر فوجیں
جمع کر کے جاٹوں کو بلا کر ان کے ہاتھوں پر

(۱) یہ اقدام اس لیے کیا تھا کہ جاٹ ہمیشہ سے سرکش چلے آ رہے تھے، جہاں ذرا والی کمزور ہو یا ان کے
ساتھ مراعات سے پیش آیا کہ فوراً سرکشی اور بغاوت پر آمادہ ہو جاتے۔ (۲) چون کہ جاٹ بڑی سرکش قوم
تھی اور اکثر بغاوت اور فساد پر آمادہ رہتی، اس لیے عمران نے بوقان علاقہ بدھ میں ایک مناسب مقام تجویز
کر کے ایک مستقل فوجی چھاؤنی کے لیے یہ شہر آباد کیا۔ (۳) منصورہ پہنچنے کے بعد قنندابیل والوں کی
بغاوت کی اطلاع پا کر یہ اقدام کیا ہوگا۔ (۴) یعنی ”مید کا پل“ بہت ممکن ہے کہ آج جس مقام کو ”سکر“
کہتے ہیں یہ وہی مقام ہو جس کو ”سکر امید“ کہتے تھے اور نام تخفیف ہو کر ”سکر“ اور پھر ”سکر“ ہو گیا ہو۔
(تاریخ السندھ ص ۱۸۲)

مہریں لگائیں اور ان سے جزیہ لیا اور یہ بھی حکم دیا کہ ہر جاٹ اپنے ساتھ ایک ایک کتا لائے (۱) اس حکم کی وجہ سے کتوں کی قیمت اس وقت ۵۰ درہم تک ہو گئی تھی، پھر میدوں پر حملہ کیا، اس وقت اس کے ساتھ جاٹ عمائد بھی تھے، اس نے نہر کھود کر میدوں کے سرچشمہ آب سے ملا دیا جس سے ان کا پینے کا پانی شور (۲) ہو گیا اور جاٹوں پر حملہ شروع کر دیا، لیکن اسی درمیان میں نزاریوں (۳) اور یمانیوں کے درمیان عصبیت بھڑک اٹھی، عمران کا میلان (مظلوم) یمانیوں کی طرف ہو گیا، یہ دیکھ کر عمر بن عبدالعزیز ہباری اس کے پاس گیا اور دھوکے سے اس کو قتل کر دیا، عمر ہباری کا دادا حکم بن عوانہ کلبی کے ساتھ سندھ کے آنے والوں میں تھا۔

البحر نہراً اجراء فی بطیحتہم حتی ملح ماؤہم وشن الغارات علیہم ثم وقعت العصبیۃ بین النزاریۃ و الیمانیۃ فمال عمران الی الیمانیۃ فسار الیہ عمر بن عبدالعزیز الہباری فقتلہ و هو غارّ و کان جد عمر ہذا ممن قدم السند مع الحکم ابن عوانۃ الکلبی۔

مجھ سے منصور بن حاتم نے بیان کیا کہ بنو سامہ کے غلام فضل بن ماہان نے سندان فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور مامون رحمہ اللہ کے پاس ایک ہاتھی تحفہ بھیجا اور خط بھی لکھا اور ایک جامع مسجد تعمیر کی جس میں خلیفہ کے لیے

و حدثنی منصور بن حاتم قال کان الفضل بن ماہان مولیٰ بنی سامۃ فتح سندان و غلب علیہا، و بعث الی المامون رحمہ اللہ بفیل و کاتبہ و دعا لہ فی مسجد جامع اتخذہ بہا، فلما

(۱) یہ قدیم رسم راجہ چچ کے عہد سے جاٹوں کے متعلق چلی آئی تھی، عمران برکی نے اس کے اجرا کا پھر حکم صادر کیا۔ (۲) غالباً میدوں کا کوئی تالاب تھا جس سے شیریں پانی حاصل کرتے تھے، عمران نے انجینئروں کے مشورہ سے سمندر سے ایک نہر کھدوا کر اس تالاب میں ملا دیا، جس سے تالاب کا پانی کھارا ہو گیا۔ (۳) نزاریہ سے مجازی اور یمانیہ سے قحطانی مراد ہیں، ان دونوں میں بڑی پرانی رقابت تھی۔

مات قام محمد بن الفضل بن ماہان
مقامہ فسار فی سبعین بارجة الی مید
الہند فقتل منهم خلقا و افتتح قالی و
رجمع الی سندان و قد غلب علیہا
اخ له یقال له ماہان بن الفضل و
کاتب امیر المومنین المعتصم باللہ و
اھدی الیہ ساجاً لم یر مثله عظماً و
طولا و کانت الہند فی امر اخیہ
فمالوا علیہ فقتلوه و صلبوه ثم ان
الہند بعد غلبوا علی سندان فترکوا
مسجدھا للمسلمین یجمعون فیہ و
یدعون للخلیفة۔

خطبہ میں دعا کی، جب فضل کا انتقال ہوا تو اس
کا بیٹا محمد بن فضل باپ کا قائم مقام ہوا اور ستر
جنگی کشتیوں کے ساتھ میدوں پر حملہ کیا اور
ان کے بہت سے آدمی قتل کر کے فتح حاصل
کی، وہاں سے پھر سندان واپس آیا، کیوں کہ
سندان پر اس کا ایک بھائی ماہان بن فضل
قابض ہو گیا تھا اور اس کے بارہ میں امیر
المومنین معتصم باللہ کو خط لکھا اور خط کے ساتھ
ساگوان کا اتنا بڑا لٹھا بھیجا کہ ایسا دیکھنے میں
نہیں آیا تھا، اہل ہند اس کے بھائی کے خیر
خواہ تھے، اس لیے وہ محمد پر پل پڑے اور اسے
قتل کر کے سولی پر لٹکایا اور سندان پر قبضہ کر لیا
مگر مسجد میں ہاتھ نہیں لگایا اور اس کو مسلمانوں
کے لیے چھوڑ دیا، جس میں وہ جمعہ ادا کرتے
اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے۔

و حدثنی ابو بکر مولی الکریزین
ان بلداً یدعی العسیفان بین قشمر
و الملتان و کابل کان له ملک عاقل و
کان اهل ذالک البلد یعبدون صنماً قد
بنی علیہ بیت و ایدوہ فمرض ابن
الملك فدعی سدة ذالک البیت فقال
لہم ادعوا الصنم ان یرى ابنی فغابوا

کریزیوں کے غلام ابوبکر نے مجھ سے
بیان کیا کہ کشمیر، ملتان اور کابل کے درمیان
عسیفان نام کا ایک شہر تھا، وہاں کا راجہ بڑا
دشمند تھا، اہل شہر ایک بت کی پوجا کرتے
تھے، اس کے لیے راجہ نے ایک مستحکم اور
پائیدار مندر بنادیا تھا، ایک بار اس کا لڑکا بیمار
ہوا تو اس نے اس مندر کے پچاریوں کو بلا کر

(۱) قالی یعنی قالی (کالڑی) جو سندھ کا بندرگاہ تھا۔

کہا کہ بت سے دعا کرو کہ میرے بیٹے کو شفا دے، یہ سن کر وہ لوگ کچھ دیر کے لیے چلے گئے، پھر واپس آ کر کہنے لگے کہ ہم نے بت سے دعا کی ہے، اس نے ہماری دعا قبول کر لی ہے، مگر تھوڑی ہی دیر میں لڑکا مر گیا، یہ دیکھ کر راجہ نے مندر ڈھادیا، بت توڑ ڈالا اور پجاریوں کو قتل کر دیا۔

پھر اس نے مسلمان تاجروں کی ایک جماعت کی دعوت کی، ان مسلمان تاجروں نے اس کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی، اس نے قبول کر لی اور مسلمان ہو گیا، یہ واقعہ امیر المومنین معتصم باللہ رحمہ اللہ کے عہد خلافت کا ہے۔

عنه ساعة ثم اتوه فقالوا قد دعونا و قد اجابنا الى ما سألناه فلم يلبث الغلام ان مات فوثب الملك على البيت فهدمه وعلى الصنم فكسره و على السدنة فقتلهم۔

ثم دعا قوما من تجار المسلمين فعرضوا عليه التوحيد فوحدوا وسلم وكان ذلك في خلافة امير المومنين المعتصم بالله رحمه الله۔



یعقوبی

المتونی

(۲۸۴ھ یا ۲۸۵ھ مطابق ۸۹۷ء یا ۹۰۰ء)

اس کا نام احمد بن یعقوب بن جعفر ہے، یہ عباسی سلطنت میں دفتر انشا کا افسر تھا، اس نے مشرق و مغرب اور اسلامی سلطنت کے اکثر ممالک کی سیر و سیاحت کی تھی اور ہندوستان بھی آیا تھا، اس کی دو مشہور کتابیں ہیں، ایک تاریخ میں دوسری جغرافیہ میں، مگر تعجب ہے کہ اس نے جغرافیہ میں ہندوستان کا حال نہیں لکھا، البتہ تاریخ میں ہندوستان کی ان کتابوں کا ذکر کیا ہے، جن کا عربی میں ترجمہ ہوا ہے اور مسلمانوں کی فتوحات کے ذکر میں سندھ پر ان کے حملوں کا بھی تذکرہ ہے، یہ پہلا مسلمان مؤرخ ہے جس نے تمام دنیا کی عربی میں تاریخ لکھی تھی، تاریخ یعقوبی یورپین عالم تسما کے اہتمام میں ۱۸۸۳ء میں لیڈن سے دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے، یعقوبی کا انتقال ۲۸۴ھ یا ۲۸۵ھ میں ہوا۔



تاریخ یعقوبی

جلداول

اہل علم کا بیان ہے کہ پہلا ہندوستانی راجہ جس کو سب مانتے تھے، برہمن تھا اور برہمن جس کے زمانہ میں بدھ اول تھا اور اسی نے سب سے پہلے علم نجوم میں بحث و گفتگو کی اور اسی سے یہ علم اخذ کیا گیا اور وہ پہلی کتاب بھی جسے ہندوستانی سندھ ہند (۱) یعنی دہر الدہور (زمانوں کا زمانہ) کہتے ہیں، ارجہرا اور مجسطی (۳) اسی کا اختصار ہیں، پھر ارجہرا کا مختصر ارکند (۴) اور مجسطی کا مختصر بطلمیوس کی کتاب ہے، پھر اس سے دوسرے مختصرات اور جنتری وغیرہ کی کتابیں تیار کی گئیں اور وہ نو ہندی ہند سے بھی بنائے گئے، جن سے تمام قسم کے حساب حل کئے جاتے ہیں، مگر ان کی معرفت و ادراک دشوار ہے اور یہ نو ہند سے ۶۵، ۴۳، ۲۱، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ پہلا ایک ہے اور اسی سے ۱۰، ۱۰۰ سو، ایک ہزار،

قال اهل العلم ان اول ملوك الهند الذين اجتمعت عليه كلمتهم برهمين الملك الذي في زمانه كان البدء الاول وهو اول من تكلم في النجوم و اخذ عنه عملها و الكتاب الاول الذي تسميه السند هند و تفسيره دهر الدهور و منه اختصر الار جهر و المجسطى ثم اختصروا من الار جهر الار كند و من المجسطى كتاب بطليموس ثم عملوا من ذلك المختصرات والزيجات و ما اشبهها من الحساب و وضع التسعة الاحرف الهندية التي يخرج منها جميع الحساب الذي لا يدرك معرفتها وهي ۶۵، ۴۳، ۲۱، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ فالاول منها واحد وهو عشرة و مائة وهو الف وهو مائة الف الف

(۱) اس کا پورا سنسکرت نام برہمت سداہانت ہے (۲) یعنی ”آریہ بھٹ“ (۳) یہ یونانی زبان میں مجسم ہے۔

ایک لاکھ، ایک کروڑ اور دس کروڑ وغیرہ بھی بنتا ہے اور اسی حساب سے وہ ہمیشہ بڑھ سکتا ہے، دوسرا وہ ہے اور وہی بیس، دوسو، دو ہزار، ۲ لاکھ اور ۲ کروڑ بھی بنتا ہے اور اسی قاعدہ کے مطابق اس سے زیادہ کے تمام ہندسے ۹ تک بنتے ہیں، البتہ ایک کا خانہ دس سے مشہور اور دس کا سو سے مشہور ہے اور اسی طرح ہر خانہ خالی ہو جاتا ہے تو اس میں صفر رکھ دیا جاتا ہے اور صفر ایک چھوٹے گول نشان اور دائرہ کا نام ہے۔

اہل جغرافیہ نے دنیا کو سات حصوں میں تقسیم کیا ہے، پہلا حصہ ہندوستان ہے اور اس کی سرحد مشرق میں سمندر کے قریب اور چین کے علاقہ سے لے کر مغرب میں دیہل تک ہے، جو عراق کے قریب خلیج بکتر تک ہندوستان اور حجاز کی سرزمین سے متصل ہے۔

اہل ہند کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو حمل (۱) کے پہلے دقیقہ میں پیدا کیا ہے اور یہی دنیا کا پہلا دن ہے، پھر ستاروں کو اس مقام سے پلک کے جھپکنے سے بھی کم دقیقہ میں چلایا اور ہر ستارے کے لیے ایک متعین و معلوم رفتار مقرر کی، یہاں تک کہ وہ سب سندھ

وعلى هذا الحساب ابداً فصاعداً
او الثاني وهو اثنان وهو عشرون (وهو
مائتان وهو الفان وهو عشرون) الفاً
ومائتا الف و الف الف وعلى هذا
الحساب يجرى التسعة الاحرف
فصاعداً غير ان بيت الواحد معروف من
العشرة وكذلك بيت العشرة معروف
من المائة وكذلك كل بيت واذا خلا
بيت منها يجعل فيه صفر و يكون
الصفر دائرة صغيرة۔ (ص ۹۳)

و جعلوا الدنيا سبعة اقاليم
فالاقليم الاول الهند وحده مما يلي
المشرق البحر و ناحية الصين الى
الديبل مما يلي ارض العراق الى خليج
البحر مما يلي ارض الهند الى ارض
الحجاز۔ (ص ۹۳)

وقالت الهند ان الله عز وجل
خلق الكواكب في اول دقيقة من
الحمل وهو اول يوم من الدنيا ثم
سيرها من ذلك الموضع في اسرع
من طرفة العين فجعل لكل كوكب
منها سيراً معلوماً حتى يوافي جميعها
(۱) پہلے برج آسمانی کا نام ہے۔

ہند کے چند دنوں کو پورا کر کے اس مقام میں پہنچ جاتے ہیں جس میں پیدا کئے گئے تھے اور اپنی پہلی ہیئت کے مطابق ہو جاتے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ دنیا کے سارے دن سندھ (سداہنت) میں شامل ہیں، یہ ستاروں کی پہلی گردش سے دقیقہ حمل میں جمع ہو جانے تک اپنی پیدائش کے دن کی ہیئت پر آ جاتے ہیں۔

پھر (برہمن کے بعد) ہندوستان میں ایک طویل زمانہ تک نظام سلطنت درہم برہم اور منرق حکومتوں میں اس طور پر تقسیم رہا کہ ہر جماعت ایک الگ مملکت اور سلطنت پر قابض رہی، یہاں تک کہ جب دوسرے بادشاہ ان پر حملہ آور ہونے لگے تو انہیں اندیشہ ہوا کہ (اس افتراق سے) سے ان میں کمزوری پیدا ہو جائے گی، ان کی حکمت و بصیرت مشہور تھی اور دانائی و تدبیر میں وہ دوسری حکومتوں کے مقابلہ میں زیادہ فائق تھے، اس لیے ایک شخص کو اپنا بادشاہ بنانے کے لیے متفق ہو گئے، چنانچہ انہوں نے زارح کو اپنا راجہ بنایا، وہ بڑی جاہ و عظمت اور بڑے مرتبہ کا بادشاہ تھا، اس لیے اس کی حکومت اور اس کا اقتدار بہت بڑھ گیا اور وہ بابل اور اس

فی عدة ایام السندھ الی ذالک الموضوع الذی خلقت فیہ کما کانت کھیئتہا الاولیٰ ثم یقضی تبارک و تعالیٰ ما احب فقالوا ان جمیع ایام الدنیا من السندھ ہند منذ اول ما دارت الکواکب الی ان تجتمع جمیعاً فی دقیقه الحمل کما کانت یوم خلقت۔ (ص ۹۵)

ثم اضطرب امر الملك بالہند فاقام زماناً طویلاً و هو مالمک مفترقة فی البلاد لكل طائفة مملکة حتی غزتہم الملوك فحافوا ان یدخل علیہم الوہن و كانوا اهل حکمة و معرفة و عقول مجاوزون بہا مقدار غیرہم من الامم فاجمعوا علی تملیک رجل واحد فملکوا زارح و کان عظیم الشان جلیل القدر فعظم ملکہ و جل سلطانہ حتی سارا لی ارض بابل ثم تجاوزھا الی سکوک بنی اسرائیل و هو الذی غزا بنی اسرائیل بعد ان مات سلیمان بن داؤد بعشرین سنة و ملک اسرائیل یومئذ رجعم بن سلیمان فضجت بنو اسرائیل الی اللہ تعالیٰ

سے بھی آگے بنی اسرائیل کے بادشاہوں کی جانب بڑھا، اسی نے سلیمان بن داؤد کی وفات کے ۲۰ برس بعد بنو اسرائیل پر حملہ کیا، اس وقت ان کا بادشاہ رحعم بن سلیمان تھا، بنو اسرائیل اللہ تعالیٰ کے حضور میں تڑپنے لگے تو اس نے زارح اور اُس کے لشکر پر موت طاری کر دی اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا آیا۔

ہندوستان کا ایک راجہ فور تھا، جس کے ملک پر سکندر نے شہنشاہ فارس کو قتل اور عراق اور اس سے متصل داریوش کی سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد چڑھائی کی تھی (۱) اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس نے اسے اپنی ماتحتی اور اطاعت قبول کرنے کے لیے خط لکھا، فور نے جواب دیا کہ وہ غنقریب اپنی فوجیں لے کر اس پر چڑھائی کرے گا، اسکندر یہ جواب سنتے ہی فوراً نکل کھڑا ہوا اور فور کی سلطنت میں پہنچ گیا، فور ہاتھی لے کر اس کے مقابلہ میں آیا، ہاتھیوں کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ٹکتی تھی، اس لیے سکندر نے تائب بنی مور میں بنوائیں اور ان میں مٹی کا تیل اور گندھک بھر کر ان میں آگ لگا دی اور پھر ایک نازی پران کو رکھ

فسلط علیٰ زارح و جیشہ الموت فانصرف الی بلادہ۔

و من ملو کہم فور و هو الذی غزا بلادہ الاسکندر لما قتل الفرس و غلب علی ارض العراق و ما والاھا من کان فی مملکۃ داریوش و ذالک انہ کتب الیہ یامرہ بالدخول فی طاعته و کتب الیہ فور انہ یزحف الیہ بالجيوش فبدر الاسکندر فصار الی بلادہ و خرج الیہ فور فحاربه و اخرج فور الفیلۃ و کان العلو علی الاسکندر فکان لا یقف لھا شیء فعمل الاسکندر تمائیل من نحاس ثم حشاھا بالنفط و الکبریت و اشعل النار فی داخلھا ثم صیرھا علی عجل و البسھا السلاح ثم قدمھا امام الصفوف فلما تلاقوا رفعتهما

(۱) یہ تقریباً تین سو سال قبل مسیح کا واقعہ ہے، اس بادشاہ کا یونانیوں کے بیان کے مطابق پورس نام تھا اور اس کے علاقے میں موجودہ جھلم، گجرات اور شادیپور کے اضلاع شامل تھے۔

دیا اور ہتھیار پہنا کر صفوں کے آگے کر دیا، جب مڈبھیڑ ہوئی تو لوگوں نے انہیں ہاتھیوں کی طرف بڑھا دیا، جب یہ ہاتھیوں کے قریب پہنچے تو انہوں نے اپنی سونڈوں سے ان پر حملہ کیا اور ان کو سونڈ میں لپیٹنا چاہا، مگر وہ آگ سے اس قدر بھڑک رہی تھیں کہ ہاتھی پیچھے ہٹ آئے اور اس پسپائی میں ہندوستان کی فوجیں بھی پسپا اور ہلاک ہو گئیں، سکندر نے ہندوستان کے راجہ فور کو تباہ مقابلہ کی دعوت دی، وہ مقابلہ میں نکلا، سکندر نے اسے قتل اور اس کے لشکر کو ہلاک کر ڈالا۔

ہندوستان کے ایک راجہ کا نام کبھن تھا، یہ بڑا ذہین، حکیم اور ادا دیب تھا، سکندر نے فور کے بعد اس کو پورے ہندوستان کا بادشاہ بنایا، کبھن غور و فکر سے کام لیتا تھا اور سب سے پہلے اسی نے نظریہ توہم (۱) کو ظاہر کیا اور بتایا کہ طبیعت میں جس چیز کا وہم پیدا ہوتا جاتا ہے اسی کی طرف واقعہ وہ مائل ہو جاتی ہے، جس چیز کے متعلق وہم ہو کہ وہ نفع بخش ہوگی تو وہ نفع بخش ثابت ہوتی ہے اور اگر مضر ہونے کا خیال ہو جائے تو وہ مضر ہوتی ہے، کبھن بیش (ایک قسم کا پودا ہوتا تھا) کھاتا تھا، جو بر قاتل

الرجال الى الفيلة فلما قربت حملت عليها الفيلة بخراطيمها فكانت تلف الخراطيم على ذلك النحاس و هو يلهب و يشتوى و تنصرف منهزمة فقتل كراديس الهند و تهللكهم ثم دعا الاسكندر فور ملك الهند الى ان يبارزه غير زله فقتله الاسكندر مبارزة بعد له و استباح عسكره۔ (ص ۹۷)

و من ملو كهم كيهن و كان رجلا حكيما ذكيا ادبيا فملكه الاسكندر بعد فور على جميع ارض الهند و كان كيهن قد استعمل الفكر فكان اول من قال بالتوهم و ان الطبيعة تنصرف الى ما توهمه فما توهمت انه ينفعها نفعها و ان كان ضارا و كان كيهن ياكل البيش و هو السم القاتل ثم يتوهم ان على قلبه احمال ثلج فلا يضره ذلك البيش حتى احترقت رطبه و كان من اصح (۱) غالباً آج کل اسے سمریزم کہا جاتا ہے۔

خلق اللہ ذہنا و احفظہ و اذکاه۔

(ص ۹۷)

تھا مگر اسے یہ وہم تھا کہ اس کے دل پر برف کے ٹکڑے ہیں، جنہیں یہ پورا اس وقت تک نقصان نہیں پہنچا سکتا، جب تک کہ اس کی رطوبت جل نہ جائے، وہ نہایت صحیح الذہن اور ذکی انسان تھا، اس کا حافظہ بہت قوی تھا۔

ہندوستان کا ایک اور راجہ دانشور تھا، جس کے زمانہ میں کتاب کلید و منہ لکھی گئی اور اس کا مصنف ایک دانشمند پنڈت پیدا تھا، اس نے اس میں ایسی تثنیہیں بیان کی ہیں، جن سے عقلمند لوگ عبرت و نصیحت، فہم و فراست اور تہذیب و شایستگی حاصل کر سکتے ہیں۔

و من ملو کہم دبشلم و هو الذی وضع فی عصرہ کتاب کلید و دمنہ و کسار الذی وضعها بیدبا حکیم من حکمائہم وجعلہ امثالا یعبر بہا و یتفہمہا ذو العقول و یتادبون بہا۔ (ص ۹۸)

ہندوستانیوں پر پیہم موت و بلاکت طاری ہوتی رہی، جس سے ان کے علماء کا خاتمہ اور نظام سلطنت میں کمزوری پیدا ہو گئی، لیکن جب ہشتران کی سلطنت کا زمانہ آیا تو اس نے ایسے لوگوں کو طلب کیا جو اس کے آبائی دین کو زندہ کر سکتے ہوں، یہ سن کر اس کے پاس قفلان نام کا ایک شخص آیا جو بڑا ہوشیار اور صاحب تدبیر تھا، اس نے کہا کہ انسان یہ ان ہی کا جز ہے اور حیوان نہ ان ہی کا جز ہے اور انسانی چار عناصر یعنی آگ، ہوا، مٹی اور پانی سے مرکب ہے اور اس کی تین قسمیں ہیں، (۱) نباتات جن میں محض نمو کی صلاحیت ہے، دوسری قسم

و قال بعض علماء الهند ان اهل بلاد الهند تواتر علیہم الموت حتی ذهب عنہما و ہم وضعف الملک و انه لما ملک ہشتران طلب من یحییٰ لہ شرائع دین آئانہ فاتاہ قفلان و کان و اھیہ ففعل لہ ان الناس جرء من السحیوان و ان السحیوان جزء من النامی و ان النامی من الطوائع الاربع الی ہی النار و الهواء و الارض و السماء و ان النامی ینقسم عنی ثلاثہ اقسام، احدھا النبات و لہ النمو فقط و الثانی ما یکون فی البحر من الاصداف و ما اشبهہا

میں سمندر کی سیپ اور اس سے مشابہ چیزیں داخل ہیں، جن میں نمو اور حس دونوں پائے جاتے ہیں، تیسری قسم میں وہ وحشی جانور ہیں جن کے اندر نمو، حس اور حرکت تین قسم کی صلاحیتیں ہوتی ہیں اور یہ حیوانات اس قدر حقیر اور کمتر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی تدبیر و انتظام سے بالاتر ہے، ان کی تدبیر و انتظام فلک کے ذمہ ہے، بادشاہ نے کہا تم نے جو کچھ کہا ہے اس کا نمونہ دکھاؤ اور اس کی دلیل بھی دو، اس پر اس نے نزد (۱) ایجاد کیا اور بتایا کہ لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ زمانہ کا دور ایک سال یعنی ۱۲ مہینے یعنی ۱۲ برج ہیں اور چوں کہ ہر مہینہ ۳۰ دن کا ہوتا ہے اس لیے ہر برج کے ۳۰ درجے ہیں اور چوں کہ دن سات ہوتے ہیں اور سات ستارے سیارے کہلاتے ہیں پھر اس نے ۲۱ کی مثال دی اور سال کی مثال دیتے ہوئے ایک مہین (کا نقشہ) بنایا اور اس میں ۲۴ خانے رات و دن کے گھنٹوں کے اعتبار سے بنائے اور یہ خانے ان بارہ خانوں کے برگوشہ میں بنے ہوئے تھے، جو سال کے ۱۲ مہینوں اور برجوں کی مثال میں بنائے گئے تھے اور ۳۰ دنوں اور اس کے

ولہ نمو و حس، والثالث الحيوان البرى وله نمو و حس و حركة، وان الحيوان اقل و احقر من ان يدبرهم الخالق و انما يدبرهم وليصرفهم الفلك فقال له الملك ارنى صورة ما تقول و برهانه فوضع النرد و قال اتفق الناس على ان دور الزمان سنة و معناها اثنا عشر و معناها البروج الاثنا عشر و على ان ايام الشهر ثلثون يوماً و معناها لكل برج ثلثون درجة و على ان الايام سبعة و معناها الكواكب السبعة السيارة ثم جعل تشبيهاً لذلك فوضع عرضة شبيهة بالسنة و صير فيها اربعة و عشرين بيتاً عدد ساعات الليل و النهار في كل ناحية اثني عشر بيتاً تشبيهاً بشهور السنة و البروج و صير لها ثلثين كلباً تشبيهاً بايام الشهر و درج البروج و صير الفصين تشبيهاً بالليل و النهار و في كل فص متجهات لانه عدد تام له نصف و ثلاث و سدس في كل فص اذا سقط من اعلاه و

(۱) یعنی چوسر کا کھیل۔

اسفلہ سبع نقط تحت الست واحدة
و تحت الخمس اثنتان و تحت
الاربع ثلث تشبيها بعدد الايام و
الكواكب السبعة السيارة وهي
الشمس والقمر و زحل و المشتري و
المريخ و عطارد و الزهرة ثم جعلها
محنة بين رجلين و اعطى كل واحد
فصا و قال من اعطيته هذه السبع
النقط من اعلاها اكثر من صاحبه بدأ
فاجتمع له الفصان فضرِب و ما ظهر
من الفصين تقلب الكلاب عليه و
جعل ذلك تمثيلاً للحظ الذي يناله
العاجز بما جرى له الفلك و الحرمان
الذي يتلى به الحازم على حسب ما
يجرى له الفلك فلما ظهر ذلك قبله
الملك و فشا في اهل المملكة و صار
اهل الهند يجرى امورها بما يدبره
الكواكب السيارة۔ (ص ۱۰۰)

برجوں کی مثال میں ۳۰ ستارے بنائے اور
دن کے لحاظ سے دو گننے بنادیئے، ہر گننے میں
۶ سمتیں تھیں، اس لیے کہ یہی ایسا مکمل عدد
ہے جس کا آدھا، تہائی اور چھٹا ہو سکتا ہے، ہر
گننے میں جب وہ اوپر سے نیچے کی طرف آتا
تھا، سات نقطے نظر آتے تھے، چھ کے نیچے
ایک پانچ کے نیچے دو اور چار کے نیچے تین اور
یہ ساتوں سیاروں اور دنوں کی مثال تھی،
ساتوں سیاروں سے سورج، چاند، زحل،
مشتري، مریخ، عطارد اور زہرہ مراد ہیں، پھر
اسے آزمانے کے لیے دو آدمیوں کے
درمیان رکھا اور ہر شخص کو ایک ایک گننے دے
دیا اور کہا کہ جس شخص کو میں نے اوپر کے یہ
سات نقطوں والا دیا ہے، وہ اپنے ساتھی سے
ابتدا کے لحاظ سے زیادہ ہے، اس لیے دونوں
نگ جمع ہو گئے، یہ گویا مثال بیان کی اور
دونوں نگوں سے جو کچھ ظاہر ہوتا تھا، اس کے
گرد ستارے گردش کرتے تھے اور یہ اس
نصیبہ اور قسمت کی مثال تھی، جسے فلک کی
حرکت سے عاجز و درماندہ حاصل کر لیتا ہے
اور اس بد قسمتی و محرومی کی بھی مثال تھی جس
سے گردش فلک کی وجہ سے ہوشیار اور صاحب
تدبیر و احتیاط آدمی بھی دو چار ہو جاتا ہے،

جب یہ چیزیں بادشاہ کے سامنے آئیں تو اس نے اسے قبول کر لیا اور پوری مملکت میں اس کا رواج ہو گیا اور تمام ہندوستانیوں کے معاملات ساتوں سیاروں کی تدبیر و انتظام کے مطابق ہونے لگے۔ (۱)

جب باہیت (۲) کا راج ہوا تو اس وقت یہی مذہب پوری سلطنت پر چھا گیا تھا، وہ بڑی سوجھ بوجھ اور عقل و دانش کا آدمی تھا، اس لیے اس نے اپنے اہل مملکت کے دین کو سخت ناپسند کیا اور لوگوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا آدمی ہے جو برہمنوں کے دین پر چلتا ہو، اس سوال کے جواب میں ایک صاحب فراست اور دیندار آدمی کا پتہ دیا گیا، باہیت نے اسے بلا بھیجا، وہ جب آیا تو اس کا بڑا اعزاز کیا اور اس کا درجہ بڑھایا اور اس مذہب کا تذکرہ کیا جو اس کی مملکت میں پھیل چکا تھا، اس نے کہا اے بادشاہ میں ایک دلیل قائم کرتا ہوں، جس سے ہوشیار کی فضیلت اور اور مجبور کی کوتاہی کا مقام واضح ہو جائے گا اور اس دلیل کو دو آدمیوں کے درمیان ایک تصویر کی شکل میں پیش کرتا ہوں، اس سے ہوشیار کی فضیلت اور برتری عاجز پر کوشش کرنے

و ملک بلہیت و قد غلب علی
اہل المملکۃ هذا الدین و کان له
عقل و معرفۃ فلما رای ما علیہ اہل
مملکتہ ساء ہ ذالک و بلغ منه ثم سأل
هل بقى رجل علی دین البرہمیۃ فذل
علی رجل له عقل و دین فارسل الیہ
فلما اتاہ اکرہ و رفع درجتہ ثم ذکر له
ما قد فشا فی اہل مملکتہ فقال ایہا
الملک انا اقیم برہانا اضطر بہ و
یعرف بہ فضل الحازم و موضع
تقصیر العاجز و اجعلہا صورۃ بین
اثنین لیبین فضل الحازم علی العاجز
والمجتہد علی المقصر و المحتاط
علی المضیع و العالم علی الجاہل
فوضع الشطرنج و تفسیرہا
بالفارسیۃ ہشت رنج و ہشت ثمانیۃ
و رنج صغیر و صیرہا ثمانیۃ فی

(۱) یہاں تک چوسر (نرد) کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ (۲) باہیت راجہ کا نام ہے۔

والے کی نہ کوشش کرنے والے پر محتاط کی غیر محتاط پر، عالم کی جاہل پر، بالکل نمایاں ہو جائے گی، چنانچہ اس نے شطرنج ایجاد کی، جس کو فارسی میں ہشت رنج کہا جاتا ہے، ہشت کے معنی آٹھ اور رنج کے معنی کنارہ کے ہیں، اس کے ۸×۸ یعنی ۶۴ خانے اور ۳۲ مہرے بنائے، جو دو رنگوں میں تقسیم تھے، ہر رنگ کے سولہ مہرے تھے، پھر ان سولہ کو چھ شکلوں میں بانٹ دیا تھا، ایک شکل بادشاہ کی، ایک شکل فرزین (وزیر) کی، ایک شکل دو فیلوں کی، ایک شکل دو رنخوں کی، ایک شکل دو گھوڑوں کی، ایک شکل دو پیادوں کی، اس سے جڑواں حساب نکلتا ہے جو بہترین حسابوں میں ہے، کیوں کہ اگر ۶۴ کو دو حصوں میں تقسیم کریں تو اس کا آدھا ۳۲ ہوگا جو کل مہروں کی تعداد ہے اور ۳۲ کو آدھا کریں تو ۱۶ ہوگا جو ہر ایک مہرے کی تعداد ہے اور ۱۶ کو آدھا کریں تو ۸ ہوں گے جو پیدل کی تعداد ہے اور آٹھ کو آدھا کریں تو ۴ ہوں گے جو دونوں رنگ کے رنخوں اور گھوڑوں کی تعداد ہے اور ۴ کو آدھا کریں تو ۲ ہوگا، اس طرح کل تعداد جوڑوں میں تقسیم ہوگی اور اس تقسیم کے

ثمانية فصارت اربعة و ستين بيتا و صيرها اثنین و ثلثین کلباً مقسومة بین لونین کل لون ستة عشر کلباً و قسم الستة عشر علی ست صور و الشاة صورة و الفرز صورة و الفیلان صورة و الدخان صورة و الفرسان صورة و البیادق صورة فاشتق ذالک من زوج الزوج و هو احسن ما یکون من الحساب لان الاربعة و الستین اذا قسمتها کان لها نصف اثنان و ثلاثون و هی عدة جمیع الکلاب و اذا انصفت الاثنین و الثلاثین کان لها نصف و هو ستة عشر و هو الكل واحد من الکلاب و اذا انصفت الستة عشر کان لها نصف و هو ثمانية و هی عدة بیادق کل واحد فاذا انصفت الثمانية کان لها نصف و هو اربعة و هو الرخان و الفرسان من کل واحد فاذا نفقت الاربعة کان لها نصف و هو اثنان فقد انقسمت ارواجاً و لم یبق فی القسم بعد الا زواج الا الواحد الذی یقسمها کلها احاد و هو یس (۱) رُخ سواری کا نام ہے، جس کا ہندی نام رتھ ہے۔

بعدد ولا معدود ولا زوج ولا فرد
لان اول اعداد الفرد ثلاثة۔

بعد صرف ایک کا عدد باقی رہ گیا جو سب کو
اکائی کی شکل میں تقسیم کرتا ہے اور وہ خود نہ کوئی
عدد ہے اور نہ شمار میں آتا ہے، نہ زوج ہے نہ
فرد ہے، بلکہ فرد کا پہلا عدد ۳ ہے۔

ثم قال الحكيم ليس شيء اجل
من الحرب لانه يبين فيها فضل
التدبير و فضل الرأي و فضل الحزم و
فضل الاحتياط و فضل التهيئة و فضل
المكيدة و فضل الاحتراس و فضل
النجدة و فضل البأس و فضل القوة و
فضل الجند و فضل الشجاعة فمن عدم
منه شيء من هذا عرف موضع
نقصيره لان خطأها لا يستقال
والعجز فيها متلف للمهج والجهل
مبيح للحسنى وترك الحزم ذهاب
انسائك : ضعف الرأي جلب راعطب
و التقصير سبب للمزيمة وقلة العلم
بالتسريب و الالهية الانكشاف وقلة
التدبير والمكيدة نهوز الى الهلكة و ترك
الاحتراس نهزة للعدو وجعلها على
مثال الحرب فان اصاب ظفروان
اخطأ هلك۔ (ص ۱۰۲)

پھر پنڈت نے کہا کہ جنگ سے بڑی
کوئی چیز نہیں، اس لیے کہ اس میں رائے،
تدبیر، حزم، احتیاط، لشکر کی تیاری، حیلہ،
حفاظت، بہادری، قوت، طاقت، صبر، سختی اور
شجاعت سب کی اہمیت اور فضیلت کا حال
معلوم ہو جاتا ہے اور جس شخص کے اندر اس
میں سے کوئی چیز بھی نہ پائی گئی تو اس کی کوتاہی
کا حال معلوم ہو جائے گا، اس لیے کہ اس بارہ
میں غلطی کی تلافی نہیں ہو سکتی اور کوتاہی کا نتیجہ
انسانی جان کی ہلاکت اور جہالت کا نتیجہ
موت و ہلاکت اور حزم و احتیاط کے ترک کا
نتیجہ حکومت کا کھونا، رائے کی کمزوری کا نتیجہ
ہلاکت، کسی طرح کی کوتاہی موجب شکست،
لشکر کی صف بندی سے ناواقفیت کا نتیجہ
انکشاف راز، تدبیر و حیلہ سے ناواقفیت کا
انجام ہلاکت و بربادی اور ترک حفاظت کا
نتیجہ دشمن کو موقع دینا اور جنگ میں اسے
کامیاب کرنا ہے، اگر آدمی ان باتوں میں صحیح

طریقہ اختیار کرے گا تو کامیاب اور اگر غلط
پالیسی اختیار کرے گا تو ہلاک و برباد ہوگا۔

جب بادشاہ کو دلیل کی صحت معلوم ہوگئی
اور پنڈت کی دانائی کا ثبوت مل گیا اور اسے
یقین ہو گیا کہ اس کی رائے صحیح اور تمثیلات
عمدہ ہیں اور اس نے ان چیزوں سے پردہ
اٹھا دیا جس سے لوگ ناواقف تھے تو اپنی
مملکت والوں کو جمع کیا اور ان کو بتلایا کہ اللہ
تعالیٰ نے ان سے غم دور کر دیا ہے اور ان کو حکم
دیا کہ وہ بھی اس پر غور و خوض کریں اور کہا کہ یہ
ہم سب جانتے ہیں کہ سوائے انسان کے دنیا
میں کوئی زندہ مخلوق ایسی نہیں ہے جو بولتی،
سوچتی، ہنستی اور عقل رکھتی ہو، بس انسان ہی
پڑ کائنات کی تمام چیزوں کا دار و مدار ہے،
کیوں کہ افلاک اور اس کی ساری کائنات کو
خالق نے انسان کے واسطے اس لیے پیدا کیا
ہے کہ وہ ان کے ذریعہ اپنے زمانے اور
اوقات کی ضروریات معلوم اور پوری کرے،
اسی طرح روئے زمین، سمندر کی گہرائیوں،
فضا کی بلندیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جو
کچھ ہے سب کو انسان کے تابع فرمان کیا گیا
ہے، پس جب انسان ان تمام چیزوں کا
مالک ہو گیا ہے تو اس نے ان کو تین تین

فلما رأى الملك صحة البرهان
و تبين فضل حكمة الحكيم و علم
ان قد اصاب و احسن التمثيل و ابان
عما قد عمى عنه جمع اهل مملكته
فعرفهم ما كشف الله عنهم من الغم
و امرهم ان يقيموها و يتأملوها و
قال لهم قد علمنا ان ليس فى العالم
حتى ناطق مفكر ضاحك و عاقل الا
الانسان فالانسان عليه مدار جميع
ما فى العالم لان الفلك بجميع ما فيه
خلقه الخالق للانسان ليعرف به ما
يحتاج اليه من زمانه و اوقاته و
كذلك دّلّ له جميع ما فى الارض و
كل ما خلق الله هما فى قعر البحر و جو
السماء و رؤوس الجبال فلما ملك
الانسان جميع ما خلق قسم ذلك
الانسان ثلثة اقسام فاكل ثلاثا و
سخر ثلثا فاكل الطير و السمك و ما
شاء من النعم و الابل و سخر البقر
و الحمير و الدواب و قتل السباع
و الحيات و الهوام۔

حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک ثلث (ایک حصہ) کھانے کے کام میں لاتا ہے، ایک حصہ اپنے آرام اور فائدہ کے لیے استعمال کرتا ہے اور ایک حصہ کو قتل کر دیتا ہے، چنانچہ چڑیوں، مچھلیوں اور اونٹ وغیرہ جانوروں کو جنہیں پسند کرتا ہے، کھاتا ہے، بیلوں گدھوں اور دوسرے چوپایوں کو اپنے کام میں لاتا ہے، اور درندوں، سانپوں اور موذی کیڑوں کو مار ڈالتا ہے۔

پھر قدرت نے انسان کے اندر ایسے آلات اور وسائل بنائے ہیں جن سے وہ جانتا، سوچتا، ادراک و احساس کرتا اور سمجھتا بوجھتا ہے، علم و عقل اور فہم و دانائی کے اعتبار سے بعض انسانوں کو بعض پر فوقیت اور برتری دی گئی ہے۔

علمائے ہند کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ جب راجہ بلہیت کی لڑکی حوس کا راج ہوا تو اس پر کسی دوسرے ملک کے آدمی نے حملہ کیا، حوس بڑی سمجھدار اور ہوشیار عورت تھی، اس کے چار اولادیں تھیں، ان میں سے اس نے اپنے ایک بیٹے کو بھیجا، حملہ آور نے اس کو تہ تیغ کر دیا، اس کے ملک والوں پر یہ واقعہ بڑا گراں گذر اور رانی کو اس کی اطلاع دینے

ثم جعل فيه آلا ف يعلم بها و يعقل بها و يدرك بها و يفهم ففضل الناس بعضهم بعضاً بالعلم والعقل والفهم۔

و قد زعم علماء من علماء الهند انه لما ملكت حوس بنت بلہیت خرج علیها خارجی و كانت جاریة عاقلة فوجهت ابنها لها و كان لها اربعة اولاد فقتل ذاك الخارجي ابنها فعظم ذاك اهل مملكتها و اشفقوا من اخبارها فاجتمعوا علی حکیم من حکمائهم یقال له قفلان

میں اندیشہ محسوس ہوا، چنانچہ وہ قفلان نامی ایک حکیم کے پاس جو دانشمند، ذہین اور صاحب رائے تھا، گئے اور یہ واقعہ اس کو بتلایا، اس نے کہا کہ مجھے تین دن کی مہلت دو، ان لوگوں نے مہلت دی، وہ تنہائی میں سوچنے لگا، پھر اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ ایک بڑھی اور سفید اور سیاہ دو مختلف رنگوں کی ایک لکڑی مجھ کو منگا دو، چنانچہ وہ ایک بڑھی اور سیاہ سفید دو مختلف رنگوں کی ایک لکڑی لے آیا، اس کے بعد اس نے شطرنج کا نقشہ بنایا اور بڑھی کو اسے گھڑے کا حکم دیا اور چیلے سے کہا کہ ایک کمایا ہوا چمچ والاؤ، جب وہ لایا تو حکم دیا کہ اس میں چونسٹھ خانے بناؤ، جب خانے بن گئے تو اس کو ایک کنارے کھڑا کر کے اس کے سامنے پتیرا بدل کر اس کو اچھی طرح سمجھا اور اس کو پوری طرح درست کیا، پھر حکیم نے شاگرد سے کہا یہ بلاخون خرابہ کی لڑائی تھی۔

پھر اس کے پاس سلطنت کے لوگ حاضر ہوئے، تو شطرنج نکلوایا، جب لوگوں نے اسے دیکھا تو سمجھ گئے کہ یہ کوئی غیر معمولی حکمت و دانائی ہے، جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا اور وہ اپنے شاگرد کے ساتھ پتیرا بدلنے لگا، تو ایک بادشاہ کو موت ہو گئی اور دوسرا غالب

و کان ذا حکمة و فطنة و رأى فذكروا
ذالك له فقال انظروني ثلثاً ففعلوا ذالك
و خلا مفكراً ثم قال لتلميذ له احضرنى
نجاراً و خشباً من لونين مختلفين
ابيض و اسود فاحضره نجاراً و
فارها و خشباً من لونين مختلفين
ابيض و اسود فصور صورة الشطرنج
وامر النجار فنجرها ثم قال له احضرنى
جلداً مدبوغاً فارها ان يخط فيه اربعة
و ستين بيتاً ففعل ذالك فنصب
ناحية ثم تجاولا حتى فهماهما و
احكماها ثم قال لتلميذه هذه حرب
بلا ذهاب انفس۔ (ص ۱۰۳)

ثم حضره اهل المملكة فاخرجها
لهم فلما رأوها علموا انها حكمة لا
يهتدى لها احد و جعل يجاول تلميذه
فيقع شاه مات و شاه غلب فاخبرت
المملكة بخبر قفلان فاحضرته وامرته
ان يريها حكمته فاحضر تلميذه و

ہو گیا، جب رانی کو قفلان کا واقعہ بتایا گیا تو اس نے اسے بلا کر حکم دیا کہ وہ اپنی حکمت دکھائے، اس نے شاگرد کو بلایا اور اس کے ساتھ شطرنج تھی، جس کو اس نے اپنے اور اس کے درمیان نصب کر دیا اور دونوں کھیلتے رہے، یہاں تک کہ ایک دوسرے پر غالب آ گیا اور اس نے کہا کہ بادشاہ مر گیا، تب رانی کو انتہاء ہوا اور اس کو اس کا مقصد معلوم ہو گیا تو اس نے قفلان سے کہا کیا میرا لڑکا قتل کر دیا گیا، اس نے کہا یہ آپ کہہ رہی ہیں، پھر رانی نے دربانوں سے کہا لوگوں کو بلاؤ کہ میری تعزیت کریں۔

جب اس سے فارغ ہوئی تو قفلان کو بلایا اور اس سے کہا کہ جو مانگنا ہو مانگو، اس نے کہا کہ شطرنج کے خانوں کی تعداد کے مطابق مجھے گیہوں دیا جائے، پہلے خانہ میں گیہوں کا ایک دانہ رکھا جائے، پھر تیسرے خانہ میں دوسرے خانہ کا دگنا کر دیا جائے، اسی طریقہ سے سب خانوں میں پہلے خانہ کا دونا کر دیا جائے، رانی نے کہا اس کی مقدار ہی کیا ہوگی (یعنی یہ تو بہت معمولی سوال ہے) پھر اس نے گیہوں نکالنے کا حکم دیا لیکن ابھی سب خانے پورے نہیں ہوئے تھے کہ سارے شہر کا

معہ الشطرنج فنصبھا بینہ و بینہ
فلعبا فغلب احدهما صاحبه فقال شاه
مات فانتبهت و علمت ما ارادوه و
قالت لقفلان اقتل ابني قال انت قلت
فقلت لحاجبها ادخل الناس يعزوني۔
(ص ۱۰۳)

فلما فرغت احضرت قفلان و
قالت له سل حاجتك فقال اسئل ان
اعطى قمحا بعدد بيوت الشطرنج
اعطى ففى البيت الاول حبة ثم
يضيف ذالك لى ففى البيت الثالث
على الثانى ثم على هذا الحساب الى
آخرها قالت و ما مقدار هذا ثم امرت
بالحنطة ان تحفر فلم يبق لذالك شئ
انفدت قموح البلد ثم قوم القمح
بالمال حتى فنى المال فلما كثر
ذالك قال لا حاجة لى به ان قليل

گیہوں ختم ہو گیا، پھر روپیہ سے اس کی قیمت لگائی گئی تو کل روپیہ ختم ہو گیا، جب اس کی مقدار بہت بڑھ گئی تو قفلان نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، تھوڑا دنیاوی مال میرے لیے کافی ہے، پھر رانی نے کل دانوں کی تعداد پوچھی، قفلان نے کہا کہ شطرنج کی پہلی صف کے دانوں کی تعداد ۲۵۵ اور دوسری صف کے دانوں کی تعداد ۳۲۷۸ ہوگی (اسی طریقہ سے تمام خانوں کی تعداد کئی کھرب تک پہنچ جاتی ہے)

ہندوستان کے راجاؤں میں ایک راجہ کوش نام کا تھا جو سندباد (۱) حکیم کے زمانہ میں تھا، راجہ کوش ہی نے کتاب ”عورتوں کے فریب“ (۲) لکھی تھی۔

ہندوستانی صاحب حکمت و بصیرت ہیں اور ہر قسم کی حکمت میں سب لوگوں سے فائق اور برتر ہیں، جوش اور نجوم میں ان کے اقبال سب سے زیادہ صحیح اور درست ہوتے ہیں اور اس فن میں ان کی کتاب سند ہند اور اس فن میں ان کی کتاب سند ہند (سدھانت) ہے اور اسی سے وہ تمام علوم و فنون نکلے ہیں جن پر یونانیوں اور ایرانیوں نے بحث کی

الدنيا يكفينى ثم سألته عن عدد الحب الذى سأل فقال لها يكون ذلك عددا وهذا ما فى الشطرنج من العدد السطر الاول مائتان وخمسة وخمسون الثانى اثنان وثلثون الفا وسبع مائة وثمانية وستون۔
(ص ۱۰۴)

و منهم كوش الملك الذى كان فى زمان سندباد الحكيم وكوش وضع كتاب مكر النساء۔
(ص ۱۰۵)

والهند اصحاب حكمة ونظر وهم يفوقون الناس فى كل حكمة فقولهم فى النجوم اصح الاقاول وكتابههم فيه كتاب السند هند الذى منه اشتق كل علم من علوم مما تكلم فيه اليونانيون والفرس وغيرهم وقولهم فى الطب المقدم ولهم فيه الكتاب الذى يسمى سسردييه

(۱) مشہور حکیم وینڈت کا نام ہے، جس کی کتابوں کا بعض مصنفین ذکر کرتے ہیں۔ (۲) یعنی تریاچتر۔

ہے، طب میں ان کے اقوال اور فیصلے سب سے مقدم ہیں اور اس فن میں ان کی ایک کتاب ہے جسے سرد (۱) کہتے ہیں، اس میں بیماریوں کی علامات اور ان کے علاج اور دواؤں کی تفصیل ہے، کتاب سرک (۲) اور کتاب ندان میں چار سو چار بیماریوں کی صرف علامتوں کا بیان ہے، اس میں علاج کا ذکر نہیں ہے اور کتاب سندھستان بھی طب میں ہے، جس کے معنی کامیابی کی صورت کے ہیں، ایک اور کتاب جس میں دواؤں کے گرم اور سرد ہونے، دواؤں کی قوت اور سال کے موسموں کی تقسیم کے بارے میں ہندی اور رومی طبیبوں میں جو اختلافات ہیں، ان کا بیان ہے، جڑی بوٹیوں کے ناموں پر ایک کتاب ہے جس میں ایک ایک جڑی کے دس دس نام ہیں، ان کے علاوہ بھی طب میں ان کی اور کتابیں ہیں۔

علامات الادواء و معرفة علاجها و ادويتها و كتاب شرك و كتاب ندان في علامات اربع مائة و اربعة ادواء و معرفتها بغير علاج و كتاب سندھستان و تفسيره صورة النجح و كتاب فيما اختلفت فيه الهند و الروم من الحار و البارد و قوى الادوية و تفصيل السنة و كتاب اسماء العقاقير كل عقار باسماء عشرة و لهم غير ذلك من الكتب في الطب۔

ور منطق و فلسفہ میں ان کی بہت سی کتابیں ہیں، ان میں اس علم کے اصول کے متعلق بحث ہے، منطق کے حدود کے علم میں

و لهم في المنطق و الفلسفة كتب كثيرة في اصول العلم منها كتاب طوفان في علم حد و المنطق

(۱) سنسکرت نام شسرت یا سسرتا ہے، یہ ایک ماہر فن اور عدیم النظیر ہندو وید کا نام ہے، علم الادویۃ کے علاوہ فن جراحی میں بھی کامل تھا، اس کی مشہور کتاب سرد (شسرت سنگھا) ہے جس کا منہ نے یچی برکی کے لیے فارسی میں ترجمہ کیا، پھر عربی میں منتقل ہوئی۔ (۲) سرک یعنی چرک ہندی (جو ایک نامور وید تھا) کی کتاب ”چرک سنگھا“ جو اہل فارسی میں پھر عربی میں منتقل کی گئی۔

طوفا (۱) کی کتاب ہے اور ایک اور کتاب ہے جس میں ہندوستان اور روم کے فلاسفہ کے اختلافات اور ثقافت کا ذکر ہے اور ہندوستانیوں کی اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جن کا ذکر موجب طوالت ہوگا۔

ہندوستانی برہمنی مذہب کے قائل ہیں، ان میں بت پوجنے والے ہیں، ملک کی غیر معمولی وسعت کی وجہ سے ان کی مختلف حکومتیں اور مختلف بادشاہ ہیں، ان کا پہلا راجہ دانت (۱) ہے، اس کی سرحد اسلامی ملک کی سرحد سے قریب ہے، وہ بڑی قدر و منزلت، وسیع مملکت اور وافر ساز و سامان کا مالک ہے، اس کے بعد رہمی (برہما) کا راجہ ہے، وہ بھی بڑا جلیل القدر اور اس کا ملک بڑا طاقتور اور سمندر کے کنارے آباد ہے، اس کے ملک میں سونا اور اس قسم کی دوسری معدنیات پائی جاتی ہیں، پھر دلہرائے اور اس کے بعد کمکم (کوکن) کی سلطنتیں ہیں، کمکم ہی سے ساگوان کی لکڑی آتی ہے، اس کا ملک بہت وسیع ہے، پھر طافن (دکھن) کی سلطنت ہے، یہاں کے باشندوں کے چہرے گورے ہوتے ہیں، پھر

و کتاب ما تفاوت فیہ فلاسفة الهند والروم ولهم كتب كثيرة يطول ذكرها و يبعد عرضها۔
(ص ۱۰۶)

و دین اهل الهند البرهمية و فهم عبدة الاصنام ولهم ممالك مختلفة و ملوك متفرقة لسعة البلد فی طولہ و عرضہ فاول ملوکهم مما يتاخم البلاد التی هی الیوم فی دار الاسلام دانت و هو ملك عظیم القدر واسع المملكة كثير العدة ثم من بعده رهمی و هو اعظم قدراً و اعز بلاداً و هو علی بحر من البحور و فی بلده الذهب و ما شبه ثم مملكة بلهري ثم الكمکم و من عندهم یاتی الساج و لهم اتساع فی البلاد ثم مملكة الطافن و هم قوم بیض الوجوه ثم مملكة کنباية و مملكة الطرسول و مملكة الموشه و مملكة الماید و هذه الممالك تتاخم الصين و هم

(۱) یعنی ٹوپا، (Topa)

کھمبایت، طرسول (۱) موسہ (۲) اور ماید (۳) کی سلطنتیں ہیں، جو چین کے قریب اور اس سے نبرہ آزار مارتی ہیں، پھر انکا اور اس کے بعد قمار (راس کمار) کا ملک ہے، جو بڑی شان و شوکت اور غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور وہاں کے راجہ کو دوسرے راجاؤں پر فوقیت اور برتری حاصل ہے، پھر دیبل، فاریط (۵) اور صیدمان (بھیلمان) کی سلطنتیں ہیں اور ہندوستان کی بعض سلطنتوں میں عورتوں کی حکومت اور فرمانروائی ہے۔

یہاں یونان الصین ثم مملکة سرندیب ثم مملکة قمار وہی مملکة جلیلة القدر عظیمۃ الامر یقدم لملکهم الملوک ثم مملکة الدیبل ثم الفاریط، ثم مملکة الصیلمان و لهم فی بعض ممالک یتبها النساء۔ (۴)

(ص ۱۰۶)

(۱) یعنی طوسال جو چین سے ملا ہوا ایک بڑا خطہ ہے، ان دنوں کے درمیان ہمالیہ حد فاصل ہے، باشندے گندمی رنگ کے ہیں، جو روئی کے کپڑے پہنتے ہیں۔ (۲) چین اور طوسال سے ملا ہوا ایک خطہ ہے، اس میں مضبوط قلعے اور بلند مکانات ہیں، یہاں منگ بہت پیدا ہوتا ہے۔ (۳) یعنی ایک چین اور موسہ سے متصل یہ ملک واقع ہے، ان تینوں ملکوں سے چینی جنگ کرتے رہے ہیں۔ (۴) اس کے بعد مصنف نے دوسری جلد میں مسلمانوں کے حملہ نہدھ کا ذکر کیا ہے، لیکن چونکہ اسے بلاذری کی فتوح البلدان سے نقل کیا جا چکا ہے، اسی لیے پھر اسی طرح کی بات نہ کر رہی نہیں معلوم ہوتا۔ (ص ۵) اس کا اصل تائلف معلوم نہیں۔



ابن فقیہ ہمدانی

اس کی کنیت ابو عبد اللہ، نام احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم ہمدانی اور ابن فقیہ کے نام سے معروف ہے، یہ تیسری صدی ہجری کے آخر کا انشا پرداز اور جغرافیہ داں ہے، ابن ندیم اور یاقوت حموی نے اس کی کئی کتابوں کا ذکر کیا ہے، لیکن صرف کتاب البلدان ہم تک پہنچی ہے، جو خلیفہ معتضد کی وفات (۲۷۹ھ) کے بعد تصنیف کی گئی تھی، اس میں مشرق و مغرب کے ملکوں کی طرح ہندوستان کے شہروں اور دریاؤں کے متعلق بھی معلومات درج ہیں، ابن ندیم کا بیان ہے کہ یہ کتاب بعض متقدمین اور جیہانی وزیر خراسان کی کتاب المسالک والممالک سے ماخوذ ہے اور جیہانی کی کتاب باحوادث کی نذر ہو گئی، اس لیے اس کی قائم مقام سمجھنا چاہئے، یہ کتاب ۱۸۸۵ء میں مکتبہ جغرافیہ سے شائع ہوئی، ابن فقیہ کے اکثر حالات کی طرح اس کی پیدائش اور وفات کا سنہ بھی نامعلوم ہے۔



کتاب البلدان

و اقلیم فی ایدی الہند ہفت اقلیم میں ایک اقلیم ہندوستان

(ص ۵) والوں کے قبضہ میں ہے۔

البحر الکبیر الذی لیس فی العالم بحر اکبر منہ و هو آخذ من المغرب الی القلزم حتی یبلغ واق واق الصین، و واق واق الصین ہو بخلاف واق واق الیمن۔

دنیا کا سب سے بڑا سمندر (۱) جس سے بڑا کوئی سمندر نہیں وہ مغرب میں قلزم سے واق واق چین تک پھیلا ہوا ہے، چینی واق واق یمن کے واق واق سے مختلف ہیں۔

و هذا البحر یمد من القلزم علی وادی القرئ حتی یبلغ بربر و عمان و یمر الی الدیل و المولتان حتی یبلغ جبل الصنف الی الصین۔ (ص ۷)

یہ سمندر قلزم سے وادی قرئی (۲) ہوتا ہوا بربر، عمان، دیبل اور ملتان کو عبور کرتا ہوا چین میں چنپہ پہاڑ تک چلا آیا ہے۔

و اعلم ان بحر فارس و الہند هما بحر واحد لا اتصال احدهما بالآخر الا انهما متضادان فاما بحر الہند فلا یرکبہ الناس عند ہیحانہ لظلمتہ و صعوبتہ۔

بحر فارس اور بحر ہند دراصل ایک ہی سمندر ہیں، کیوں کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے، لیکن اس کے باوجود دونوں میں بڑا فرق ہے، بحر ہند میں طوفان و طلاطم کے وقت بڑی تاریکی اور خطرہ ہوتا ہے، اس لیے لوگ اس وقت اس میں سفر نہیں کرتے ہیں۔ (ص ۸)

(۱) یعنی بحر ہند (۲) شام اور مدینہ کے پاس تھا اور خیبر کے درمیان ایک وادی جس میں متعدد گاؤں آباد تھے، اسی لیے اس کا نام وادی قرئی تھا۔ (مجم البلدان جلد ۳ ص ۷۳)

عمان سے جہاز ہندوستان کی طرف جانتے اور کولی ملی (ٹراونکور) کا رخ کرتے ہیں، جہاں جہازوں کے بنانے اور درست کرنے کا کارخانہ اور میٹھا پانی ہوتا ہے، جب لوگ وہاں سے میٹھا پانی لے کر چلتے ہیں تو چینی جہازوں سے ایک ہزار درم اور دوسرے مقامات کے جہازوں سے ۱۰ سے ۲۰ دینار تک اس کا کس وصول کیا جاتا ہے۔

ملی (ٹراونکور) ہندوستان کا علاقہ ہے اور مسقط اور اس کا فاصلہ ایک مہینہ کی مسافت کے بقدر ہے اور وہاں سے ہر گند (۱) بھی تقریباً ایک مہینہ کے فاصلہ پر ہے، پھر کولی ملی (ٹراونکور) سے بحر ہر گند کے کنارے لنگر ڈالتے ہیں اور جب اُسے پار کر لیتے ہیں، تو کلمہ بار نام ایک مقام پر پہنچتے ہیں، کلمہ مار (۱) اور ہر گند کے درمیان قوم لنگ کے جزیرے واقع ہیں، اس قوم کے لوگ کوئی زبان نہیں سمجھتے اور نہ کپڑے پہنتے ہیں، ان کی اڑھیاں صرف ٹھوڑیوں پر ہوتی ہیں، ان کی عورتیں نہیں دیکھنے میں آتیں، یہ لوگ لوہے کے ٹکڑوں کے عوض غنہ بیچتے ہیں اور چھوٹی کشتیوں اور

فتختطف السفینۃ منها الی بلاد الهند و تقصد الی کولوملی و فیہا مسلحۃ لبلاد الهند و بہا ماء عذب فاذا استعذبوا من هناك الماء اخذوا من المرکب الصینی الف درهم و من غیرہا عشرة دنانیر الی العشرین الدینار۔

و ملی من بلاد الهند و بین مسقط و بین کولوملی مسیرۃ شہیر و بین کولوملی و بین الہر کند نحو من شہر ثم یختطف من کولوملی الی بحر الہر کند فاذا جاوزہ صاروا الی موضع یقال لہ کلہ بار بینہ و بین ہر کند حرانہ قوم یقال لہم لنج لا یعرفون لغۃ و لا یلبسون الثیاب کوا سح لم یس منہم امرأۃ، یبعون العنبر بقطع الحديد و یخرجون الی التجار من الحزیرۃ فی زواریق و معہم انار جبل و ثاب الذ یكون ابیض فاذا لم نہ فہم یصلو

(۱) یعنی بحر ہند کا وہ حصہ جو ملی ہند کے کناروں سے بہتا ہے۔ (۲) کلمہ ہندوستان کا بندرگاہ اور چین و عمان کے درمیان راستہ میں پڑتا تھا۔ (تکمیل البلدان ج ۷ ص ۲۷)

كالعسل فاذا ترك يوماً صار مسكراً
فان بقى اياماً حمض فيبيعونه
بالحديد و يتبايعون بالاشارة يدا
بيد و هم حذاق بالسباحة فرما
استبلوا الحديد من التحار و لا
يعطونهم شيئاً۔

(ص ۱۱)

ڈوگیوں میں بیٹھ کر جزیرہ میں داخل ہونے والے تاجروں کے پاس آتے ہیں، ان کے ساتھ ناریل بھی ہوتا ہے، ناریل کا شربت سفید اور پینے میں شہد کی طرح میٹھا ہوتا ہے، لیکن اگر اسے ایک دن بھی چھوڑ دیا جائے تو وہ نشہ آور اور کئی دنوں تک رہ جانے کے بعد کھٹا ہو جاتا ہے، اس شربت کو بھی وہ لوہے کے عوض بیچتے ہیں اور لین دین کا یہ سارا معاملہ ہاتھوں کے اشاروں سے ہوتا ہے، یہ لوگ تیراکی میں ماہر ہوتے ہیں اور بعض اوقات تاجروں سے لوہا چھین لیتے ہیں اور انہیں کوئی چیز اس کے عوض نہیں دیتے۔

اس کے بعد جہاز کلمہ بار آتے ہیں جو ہندوستان کے دائیں جانب جاوہ کی سلطنت میں واقع ہے، اس کے بعد تیومہ آتے ہیں، جہاں کا پانی شیریں اور مسافت دس دنوں کی ہے، پھر کدرنج میں پہنچتے ہیں، اس کا فاصلہ بھی دس دن ہے اور وہاں کا پانی بھی میٹھا ہوتا ہے، یہی حال تمام ہندوستانی جزیروں کا ہے۔ روہاں چشمے اور کنوئیں کھودے جائیں تو ان میں عمدہ پانی نکلتا ہے، یہاں ایک بلند و بالا پہاڑ ہے۔ (۱)

ثم تختطف السفينة الى موضع
يقال له كله بار وهي من مملكة
الزابع ميامنة عن بلاد الهند ثم
يختطف الى موضع يقال تيمومة بها
ماء عذب و الماءة اليها عشرة ايام
ثم الى موضع يقال له كدرنج مسيرة
عشرة ايام بها ماء عذب و كذلك
في سائر جزائر الهند ان احتضر فيها
الآبار و جد فيها الماء العذب و بها
جبل مشرف۔ (ص ۱۱-۱۲)

(۱) یعنی کوہ ہمالیہ۔

ہندوستانی (۱) گیہوں کے بجائے صرف چاول (۲) کھاتے ہیں اور ان کی داڑھیاں لمبی لمبی ہوتی ہیں، حتیٰ کہ میں نے بعض لوگوں کی تین تین ہاتھ لمبی داڑھیاں دیکھی ہیں (۳) اور جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے سر اور داڑھی کے بال منڈائیے جاتے ہیں اور وہ لوگ تاوان لگاتے ہیں اور تاوان لگانے کے وقت مجرم کا ۷ دنوں تک کھانا پانی روک دیتے ہیں۔

و الہند لا یاکلون الحنطة انما یاکلون الارز فقط و تطول لحاهم حتیٰ ربما رأیت لاحدهم لحية ثلثة اذرع و اذامات احدهم حلق راسه و لحيته و هم يتلازمون بالحقوق و یمنعون فی الملازمة الطعاب والشراب سبعة أيام۔

وہ لوگ جس جانور کا گوشت کھانا چاہتے ہیں، اسے مار ڈالتے ہیں اور ذبح کرنے کے بجائے اس کے سر پر مارتے ہیں اور وہ جب مر جاتا ہے تو اسے کھا جاتے ہیں، یہ لوگ جنابت کی وجہ سے غسل نہیں کرتے اور نہ زمانہ حیض میں عورتوں کے پاس جاتے ہیں، مگر چین کے لوگ جاتے ہیں، اس لیے کہ ان کا اور مجوسیوں کا قاعدہ یکساں ہے، ہندوستان

و اهل الهند یقتلون ما ارادوا اكله و لا یذبحونه یضربون هامته حتیٰ یموت ثم یاکلونہ و لا یغتسلون من جنابة و لا یاتون النساء فی حیض و اهل الصين یاتون لان آئینهم آئین المجوس و اهل الهند لا یاکلون حتیٰ یستاکوا و یغتسلوا و لا یفعل ذالک اهل الصين۔

(۱) یہاں مصنف نے ہندو چین کا موازنہ اور دونوں ملکوں کے طرز معاشرت کے خاص خاص فرق بیان کئے ہیں، لیکن اختصار کی وجہ سے صرف ہندوستان کے حصے کو نقل کیا جا رہا ہے یا جہاں سلسلہ بیان میں چین کا ذکر اس طرح آ گیا ہے کہ بغیر اس کے مفہوم واضح نہیں ہو سکتا تو اس کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ (ض)

(۲) اس کے متعلق پہلے نوٹ گزر چکا ہے کہ یہ سیاح ہندوستان کے جنوبی علاقہ میں آئے تھے، اس لیے ممکن ہے کہ اس وقت وہاں لوگ صرف چاول ہی کھاتے رہے ہوں، جیسا کہ آج کل بھی ان علاقوں میں چاول زیادہ کھایا جاتا ہے۔ (۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ہندوستانی عموماً اڑھی نہتے تھے، سلیمان تاجر وغیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

کے لوگ مسواک اور غسل کے بغیر کھانا نہیں کھاتے، لیکن چین کے لوگوں میں یہ قاعدہ نہیں ہے۔

ہندوستان چین سے کئی گنا وسیع ہے، مگر چین زیادہ آباد ملک ہے، البتہ وہاں انگور نہیں ہوتا اور کھجور (۱) تو دونوں ملکوں میں نہیں ہوتی، ہندوستانیوں کو سحر و شعبہ میں بھی درک ہے اور وہ سب کے سب آواگون (تناخ) کے قائل ہیں، لیکن دین کی فردعات میں ان میں اختلاف ہے (۲) ہندوستان میں طبیعوں، پنڈتوں (فلسفیوں) اور نجومیوں کی کثرت ہے، وہاں گھوڑے کم ہوتے ہیں اور بادشاہ فوج کو تنخواہ نہیں دیتا، بلکہ لڑائی کے لیے جب بلاتا ہے تو لوگ اپنے اپنے خرچ سے چلے آتے ہیں (۳) ہندوستان میں (چین کی طرح) شہر نہیں ہیں، مرد اور عورتیں کانوں میں بالیاں اور ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنتی ہیں۔ (۴)

و بلاد الهند اوسع من بلاد الصين اضعافاً و بلاد الصين اعمر و ليس لهم عنب و ليس بالبلدين جميعاً نخل و للهند السحر و هم جميعاً يقولون التناسخ و يختلفون فروع دينهم و اهل الهند اطباء حكماء منجمون و لهم خيل قليلة و ملوكهم لا يزرعون جندهم انما يدعوه المملوك الى الجهاد فيخرجون بنفقات انفسهم و الهند لا مدائن لهم و يلبسون القرطين و يتحلون باسورة الذهب الرجال و النساء۔

رابعہ قمار کے علاوہ عام ہندوستانیوں کے یہاں زنا مباح ہے، مگر قمار کے راجہ نے زنا اور شراب دونوں کو ممنوع قرار دیا ہے،

و الهند تبيح الزنا ما خلا ملك قمار فانه يحرم الزنا و الشراب و بلاد الصين انزه و احسن و مدنهم عظيمة

(۱) کھجور کی پیداوار عربوں کے یہاں بہت ہوتی ہے، اس لیے وہ جہاں کھجور نہیں دیکھتے تو اس کا بڑے تعجب سے ذکر کرتے۔ (۲) یعنی بنیادی طور سے ان کے مذاہب میں یکسانیت ہے، البتہ جزئی باتوں میں اختلاف ہے۔ (۳) یعنی فوجوں کا روزیہ مقرر نہیں ہوتا تھا۔ (۴) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں زیور پہننے کا عام رواج تھا، آج بھی بعض ہندوؤں میں زیور پہنتی ہیں۔

چین (۱) ایک صاف ستھرا عمدہ ملک ہے، یہاں کے شہر بڑے اونچے، محفوظ اور فیصلوں والے ہیں، وہاں کے لوگ عموماً بیمار کم اور تندرست زیادہ ہوتے ہیں، کوئی کاٹا، اندھایا کسی اور مرض میں مبتلا نظر نہیں آتا، بیان کیا جاتا ہے کہ چین اور ہندوستان میں ۳۰ راجے ہیں (۲)، وہاں کا سب سے چھوٹا راجہ بھی عربوں کے بادشاہ کے برابر وسیع سلطنت کا مالک ہوتا ہے، ہندوستان کے تمام راجہ زیور پہنتے ہیں۔

ہندوستان میں ایک سلطنت کا نام رہی ہے، جو ساحل سمندر پر واقع ہے، وہاں کی حکمران ایک عورت ہے، مگر اس سلطنت کی آب و ہوا بہت خراب ہے اور ہندوستان کے جو لوگ وہاں پہنچ جاتے ہیں، ان کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے، لیکن تاجر زیادہ نفع کمانے کی غرض سے وہاں جاتے ہیں، پھر وہ وہاں سے جاوہ چلے جاتے ہیں، یہاں ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ ہے، جس کو مہراج (مہاراجہ) کہتے ہیں، اس کے بعد کوئی راجہ نہیں کیوں کہ یہ سب سے آخری جزیرہ میں

مشرقة محصنة مسورة و بلادهم اصح و اقل امراضاً و اطيب لا تكاد ترى بها عور و لا اعمى و لا ذاعاهة و يقال ان بين الهند و الصين ثلثين ملكا اصغر ملك بها يملك بما يملكه العرب و ملوك الهند كلهم يلبسون الحى۔

و فى بلاد الهند مملكة يقال له رهمى على ساحل البحر و ملكتهم امرأة و بلادها و بيہ و من دخل اليها من سائر الهند مات فالتجار يدخلونها لكثرة ارباحها ثم تصير الى بلاد الزابح فالملك الكبير يقال له المهر اج تفسيره ملك الملوك و ليس بعده احد لانه فى آخر الجزائر وهو ملك كثير الخير و فيها غيضة فيها ورد اذا خرج من الغيضة احترق۔

(۱) یہ اس زمانہ کے ملک چین کا حال ہے۔ (۲) یعنی ہندوستان نہایت وسیع ملک ہے، اس لیے وہاں راجاؤں کی کثرت ہے۔

جزیرہ میں آباد ہے اور یہ بڑا دولت مند راجہ ہے، یہاں کے ایک جنگل میں ایک گلاب ہے جسے اگر جنگل سے نکال دیا جائے تو وہ جل جاتا ہے۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن عاص کا بیان ہے کہ سندھ اور ہند کے درمیان ایک مقام کنام میں تانبے کے ایک ستون پر تانبے کی ایک بٹ بنی ہوئی ہے اور جب محرم کا دن آتا ہے، تو وہ اپنے بازو پھیلاتی اور چونچ کھول دیتی ہے، جس کی وجہ سے اتنا پانی بہنے لگتا ہے کہ ان کی کھیتی اور مویشیوں کے لیے آئندہ سال تک وہ کافی ہوتا ہے۔ (۲)

قمار ہندوستان میں ایک سلطنت ہے اور اہل ہند کا خیال ہے کہ ہندوستان کی کتابوں کا اصلی مرکز قمار (راس کماری) ہی ہے (۳) اور یہ سلطنت چار مہینوں کی مسافت ہے، یہاں کے سارے باشندے بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور راجہ قمار ۴ ہزار لونڈیاں رکھتا ہے اور یہاں شلابط سے عنبر ملی اور سندان سے سیاہ مرچ، شلابط کے جنوب سے بکھم اور جاوا سے جو قبلہ کی سمت چین کے قریب

وقال عبداللہ بن عمرو بن العاص فیما بین السند و الهند ارض یقال کنام فیہا بطة من نحاس علی عمود من نحاس فاذا کان یوم عاشوراء نشرت البطة جناحها و مدت منقارها، فیفیض من الماء ما یکفی زرو عہم و مواشیہم و ضیاعہم الی العام المقبل۔

و قمار من بلاد الهند و اهل الهند یزعم ان اصل کتب الهند من قمار و ملکہ مسیرۃ اربعۃ اشهر و عبادتہم الاصنام کلہم، و ملک قمار یفترش اربعۃ آلاف جریۃ و العنب توتی بہ من حریرۃ شلاہط و الفلفل من منی و السندان و البقم من ناحیۃ الجنوب من شلاہط و القرنفل و الصندل و الکافور و جرزبوا من الزابح

- (۱) معلوم نہیں وہ کونسا جنگل تھا، جہاں یہ گلاب ہوتا تھا، یہ امر قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا۔ (ض)
 (۲) یہ محض افسانہ معلوم ہوتا ہے، جسے غالباً مصنف نے سن کر لکھ دیا ہے، اس قسم کی العجوبہ پرستی اس زمانہ کے لیے کوئی تعجب انگیز نہیں ہے۔ (۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راس کماری ہندوؤں کا نہایت مقدس اور مرکزی مقام تھا۔

فصور نام شہر کے پاس ہے، لونگ، صندل، کافور اور جائقٹل، کافور اور ٹیل کا پانی سندھ کے اطراف سے بید اور بانس لنگبالوس سے اور باریک پردے خراسان کی سمت سے، نیزہ عمان سے، ہیر اور یاقوت لنگا سے، اسی طرح گینڈے، مور، طوطے، سندھی، مرغیاں اور دوسرے انواع و اقسام کے عطر اور خوشبو کی چیزیں آتی ہیں۔

مدائن کا بیان ہے کہ عراق کی عمل داری ہست (۲) سے شروع ہوتی ہے اور چین اور سندھ و ہند تک چلی جاتی ہے اور اس طرح رے، خراسان، ولیم، جیلان، جبال اور اصہبان وغیرہ بھی عراق کے توابع میں ہیں، جو شخص عراق کا والی ہوتا تھا وہی بصرہ، کوفہ، اہواز، فارس، کرمان، ہند، سندھ، بختان، طبرستان اور جرجان کا بھی والی ہوتا تھا، (۳) عراق لمبائی میں علیہ (۴) سے بصرہ تک پھیلا ہوا ہے اور بصرہ کی سرحد اہواز اور اہواز کی فارس

و هو من ناحية القبلة يقرب الصين من بلد يقال له فنصور و ماء الكافور و النيل من ناحية السند و الخيزران من بلد يقال له لنگبالوس و كله (۱) من ناحية خراسان و القنى من عمان و الياقوت و الالماس من سرنديب و كذلك الكر كدن و الطاؤس و البيغاء و الدجاج السندی۔

و قال المدائنی: عمل العراق من هيمت الى الصين و السند و الهند ثم كذلك الري و خراسان و الديلم و جيلان و الجبال و اصبهان سرة العراق و من ولى العراق فقد ولى البصرة و الكوفة و الاهواز و فارس و کرمان و الهند و السند و سجستان و طبرستان و جرجان و العراق فى الطول من عانة الى البصرة تتاخم الاهواز و الاهواز تتاخم فارس و

(۱) کنذا فى الاصل و لعلها الکلا و هى الست الرفیق ۱۲ (۲) دریاے فرات کے کنارے نواح بختان و چین انباء کے اوپر ایک پر رونق، شاداب اور مردم خیز شہر تھا، جس کا طول البلد ۶۹ درجہ اور عرض البلد ۳۲ درجہ ہے، بعض لوگوں نے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے بانی کا نام ہست بن سبذی تھا۔ (مجم البلدان ج ۸ ص ۲۸۶ و ۲۸۷) (۳) یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب مسلمانوں کی سلطنت عرب و عراق سے سندھ اور ہند و چین تک پھیلی ہوئی تھی، بلاذری کی فتوح البلدان سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ عراق کا گورنر فارس اور سندھ وغیرہ کا بھی گورنر ہوتا تھا۔ (۴) یہ ہست (شہر عراق) اور رقتہ کے درمیان جزیرہ کا علاقہ تھا۔ (مجم)

اور فارس کی کرمان اور کرمان کی کابل اور کابل کی زرنج (۱) اور زرنج کی ہندوستان کے قریب ہے۔

مکران کے پہلے علاقہ سے سندھ کے شہر منصورہ کا فاصلہ ۳۵۸ فرسنگ اور بختان کے شہر زرنج سے ملتان ۲ ماہ کی مسافت پر واقع ہے۔

ملک سندھ اور ہند کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت بخشی ہے کہ وہاں طرح طرح کی خوشبوئیں اور جواہرات جیسے یاقوت، الماس وغیرہ قیمتی پتھر، گینڈا، ہاتھی، مور، عود، عنبر، لونگ، سنبل، خولجان (۲) دارچینی، ناریل، ہڑ، توتیا، کلم، بید، صندل، ساگوان کی لکڑی، سیاہ مرچ اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

فارس تناخم کرمان و کرمان تناخم کابل و کابل تناخم زرنج و زرنج تناخم الہند۔ (ص ۱۶۱ و ۱۶۲)

و من اول عمل مکران الی منصورۃ السند ۳۵۸ فرسخا و من زرنج مدینۃ سجستان الی المولتان مسیرۃ شہرین۔ (ص ۲۰۸)

ولذلك خص الله جل و عز بلاد السند و الهند بانواع الطيب و الجواهر كالیواقیت و الالماس و غیر ذالك من الحجارۃ الثمینۃ و الكركدن و الفیل و الطساؤس و الاعواد و العنبر و القرنفل و السنبل و الخولجان و الدارصینی و النارجیل و الهلیلج و التوتیا و القنی و الخیزران و البقم و الصندل و الساج و الفلفل و عجائب کثیرۃ (ص ۲۵۱)

(۱) زرنج کا بڑا شہر زمانہ وسطیٰ میں صوبہ بختان کا دارالسلطنت تھا، اسے تیمور نے برباد کر ڈالا، اس کے کھنڈر آج کل کے دو قریوں یعنی زہدان اور شہرستان کے گرد اور دریائے بلمند کی بڑی نہروں میں سے ایک نہر سناروز کے پرانے نذرگاہ کے کنارے واقع ہیں، لیکن زرنج کا نام اب کسی کی زبان پر نہیں، بلکہ زمانہ وسطیٰ کے آخری حصہ ہی میں وہ متروک ہو چکا تھا، زمانہ مابعد کے جغرافیہ نویس اس دارالحکومت کو مدینہ بختان اور فارسی میں اس نام کا مترادف شہر سیستان تھا، چنانچہ جس وقت تیمور نے اس شہر کو بالکل ہی منہدم کیا ہے، اس وقت اس کا نام شہر سیستان ہی تھا۔ (جغرافیہ خلافت مشرقی ۵۰۳ و ۵۰۵) (۲) یہ فارسی لفظ ہے اور پان کی جڑ کو کہتے ہیں، یعنی پان بھی ہندوستان کی خاص پیداوار ہے۔

و فی الحدیث ان آدم اہبط
بالہند علیٰ جبل سرنذیب و اہبط حوا
بجدۃ و ابلیس اللعین بمیسان و الحیۃ
باصبہان و منها یخرج الدجال و ہی
صحیحۃ الثریۃ عذبة الماء طیبۃ
الہواء قلیلۃ الہوام تبقی بہا الحبوب
اضعاف ما تبقی فی غیرہا من
البلدان واللہ اعلم و احکم۔
(ص ۲۶۸)

روایت ہے کہ آدمؑ ہندوستان میں لنکا
کے پہاڑ پر اتارے گئے تو حوا جدہ میں، ابلیس
ملعون میسان (۱) اور سانپ السبحان میں اتارا
گیا، و دجال بھی یہیں سے نکلے گا، ہندوستان
کی سرزمین معتدل، پانی میٹھا اور آب و ہوا
خوشگوار ہے، یہاں ضرر رساں کیڑے کوڑے
بہت کم ہیں، غلہ دوسرے شہروں اور ملکوں کے
مقابلہ میں (حوادث زمانہ سے) کئی گنا زیادہ
محفوظ رہتا ہے۔ (۲)

فحملتہ امہ و ہربت بہ و کان
صغیراً الیٰ بلاد قشمر فنشأ برمک و
تعلم النجوم والطب و انواع الحکمة
و بقی علیٰ شرکہ و اصابہم و باء
فتشأموا بمفارقة دینہم فکتبوا الیٰ
برمک فقدم علیہم فاجلسوہ فی
موضع ایہ فتولیٰ امر النوبہار۔
(ص ۳۲۴)

اس کی ماں (۳) ایک کسن بچہ کو لے
کر (بلخ سے) کشمیر بھاگ آئی، کشمیر ہی میں
اس کی نشو و نما ہوئی اور اس نے یہیں نجوم،
طب، فلسفہ اور دوسرے علوم کی تحصیل کی، مگر
اپنے مذہب شرک کو ترک نہیں کیا (اس کے
کشمیر آنے کے بعد بلخ میں) جب طاعون کی
وبا پھیلی تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ بلا اپنا اصلی
دین چھوڑنے کی وجہ سے آئی ہے، اس لیے
انہوں نے (کشمیر) برمک کے پاس بلا دے کا
خط بھیجا، جب وہ (بلخ) کے پاس آیا تو لوگوں

(۱) بھرہ اور واسطہ کے درمیان ایک آباد اور وسیع شہر کا نام ہے۔ (۲) یعنی ارضی اور سماوی آفات سے محفوظ
ہوتا ہے۔ (۳) یہ اس وقت کا ذکر ہے جب شاہ ترکستان نازک طرخان نے برمک اور اس کے دس بیٹوں کو
قتل کر دیا اور صرف ایک بچہ باقی رہ گیا تو اس کی ماں اس بچہ کو لے کر بلخ سے کشمیر چلی آئی۔ (ض)

نے اس کے باپ کی جگہ اسے (۱) نو بہار کا
انتظام از سر نو سپرد کر دیا۔

(۱) عام طور سے مشہور ہے کہ براکھ مجوسی (آتش پرست ایرانی) تھے، بلخ میں نو بہار نام منوچر کا بنایا ہوا ایک
آتش کدہ تھا، اسی آتش کدہ کے وہ پیرمغاں تھے، لیکن یہ صحیح نہیں، براکھ اصل میں ہندوستانی اور بدھ مذہب
کے پیرو تھے، نو بہار بدھوں کا معبد تھا، بلاذری نے دہلیل کے جس بڑے بت خانہ کا ذکر کیا تھا، وہ یہی نو بہار تھا،
ابن فقیہ ہمدانی، مسعودی، یاقوت حموی اور زکریا قزوینی کے بیانات سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے۔
(عرب و ہند کے تعلقات مولانا سید سلیمان ندوی)



www.KitaboSunnat.com

ابن رُستہ

اس کا نام احمد بن عمر بن رُستہ اور کنیت ابوعلی ہے، یہ اگرچہ ہندوستان نہیں آیا تھا، مگر اپنی مشہور کتاب ”الاعلاق النفیہ“ میں اس نے زمین کے عجائب اور ملکوں کے حالات کے سلسلہ میں ہندوستان کے جغرافیائی حالات و خصوصیات، بعض تعزیری و ملکی قوانین اور یہاں کی تہذیب و معاشرت اور عبادت و قربانی کے طریقوں کا ذکر کیا ہے، اس کتاب کے کئی حصے ہیں، مگر ایک ہی حصہ اب تک شائع ہوا ہے اور اس کا جرمن زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے، ابن رُستہ کی پیدائش اور وفات کا سنہ نہیں معلوم ہو سکا، مگر وہ تیسری صدی ہجری کا جغرافیہ داں اور ابن فقیہ ہمدانی کا ہم عصر ہے اور اس نے ۲۹۰ھ میں یہ کتاب لکھی تھی۔



الاعلاق النفیسة

مشہور اور بڑے پانچ سمندروں میں
ایک بحر ہند بھی ہے۔

بحر ہند مغرب سے مشرق کی طرف
یعنی اقصائے حبش سے اقصائے ہند تک
پھیلا ہوا ہے، اس کی لمبائی آٹھ ہزار اور
چوڑائی ۲ ہزار سات سو میل ہے۔

بحر ہند میں آباد اور غیر آباد ایک ہزار
تین سو ستر (۱۳۷۰) جزیرے ہیں، ایک بڑا
جزیرہ مشرق کی طرف اقصائے ہند میں
سرزمین ہند کے مقابل واقع ہے، اس کا نام
طبروبانی ہے اور اس کا رقبہ تین ہزار میل ہے،
اس میں بڑے بڑے پہاڑوں اور دریاؤں
کی کثرت ہے، جن سے سرخ اور آسمانی
رنگ کے یاقوت نکلتے ہیں، اس جزیرہ کے
گرد و نواح میں ۱۹ آباد جزیرے ہیں، جن
میں شہر قصبہ اور بہت سے گاؤں ہیں۔

و البحور المعروفة من العظام
خسمة منها بحر الهند۔

فاما البحر الهندی فانہ یمد
طوله من المغرب الی المشرق و ذالك
من اقصى الحبش الی اقصى الهند
یکون ذالك مقدار ثمانية آلاف میل فی
الفین و سبع مائة میل۔ (ص ۸۳)

و فی البحر الهندی هذا من
الجزائر العامرة و غیر العامرة الف و
ثلث مائة و سبعون جزیرة منها
جزیرة ضخمة فی اقصى الهند
مقابل ارض الهند من ناحية ارض
المشرق یمسّی طبروبانی یحیط بها
ثلاثة آلاف میل فیها جبال عظام و
انهار كثيرة و منها یمخرج الیاقوت
الاحمر و لون السماء و حوالی هذه
الجزیرة تسع عشرة جزیرة عامرة فیها
مدائن و قری كثيرة۔ (ص ۸۴)

بحر ہند اور بحر فارس میں سے ہر ایک کی علمائے بحرین نے حد معین کی ہے، ان کا بیان ہے کہ بحر فارس کی حد مشرق کے قریب دجلہ عوراء (۱) کے دہانے سے شروع اور جزیرہ تیز مکران (۲) کے پاس ختم ہو جاتی ہے اور وہیں سے سندھ کی سرحد شروع ہوتی ہے۔

بحر ہند کی حد مغرب کے قریب عدن کے بعد سے شروع اور جادہ کے ملک میں جا کر ختم ہوتی ہے، بحر ہند کے مشرقی کناروں پر ہندوستان، راس کمار، جیش، نج کے ملک اور بہت سی مختلف ہندوستانی قومیں آباد ہیں اور ان تمام ملکوں میں ان مقامات کے علاوہ جو سمندر سے زیادہ دور ہیں، گرمی کے موسم میں بارش ہوتی ہے۔

دنیا میں بہت بڑے بڑے مشہور دریا ہیں، جن میں سے بعض کے حالات ہم کو معلوم نہیں، ان بڑے دریاؤں میں ایک دریائے گنگا ہے جو ہندوستان کے بالائی علاقوں میں بہتا اور کشمیر کے اوپری حصہ کے

و قد یحد علماء البحرین کل واحد من ہذین البحرین، یحد معلوم عندهم و یقولون حد بحر فارس مما یلی المشرق من فوہة دجلة العوراء و آخرہ ینتہی الی 'جزیرة یقال لها تیز مکران و من ہناک یعد اول حد السند۔ فاما بحر الہند فان حدہ مما یلی المغرب اولہ غب عدن و آخرہ بلاد الزابح و فی شرقی بحر الہند من المدن بلاد الہند و قمار و الزنج و نج و امم کثیرة مختلفہ من امم الہند و کلہم یضطرون فی الصیف ما خلا اعلیٰ بلدانہم الی بعدت من البحر۔

(ص ۸۷، ۸۸)

و فی المعمورة انہار عظام مشہورة بعضہا مما عرفناہ و بلغنا خبرہ منها نہر یسمی کنک یجری فی اعلیٰ بلاد الہند ینخرج من جبال فوق قشمر الناحلہ و یجری الی 'ناحیة الجنوب

(۱) دجلہ عراق کا مشہور دریا جو متعدد مقامات سے گزرتا ہے، بصرہ سے گزرنے والے حصہ کو دجلہ عوراء

کہتے ہیں، اور یہ بطور علم کے اس کے لیے بولا جاتا ہے۔ (معجم البلدان ج ۳ ص ۳۹)

(۲) تیز مکران کا پایہ تخت تھا، اس لیے اسے تیز مکران کہتے تھے، زمانہ وسطیٰ میں اکثر مکران کا علاقہ والی سندھ کے ماتحت رہتا تھا، اس لیے اکثر عرب سیاح اور جغرافیہ نویس اس کو بھی سندھ میں شمار کرتے ہیں۔ (ض)

پہاڑوں سے نکلا ہے اور جنوب کی طرف ہوتا ہوا بحر ہند میں گرتا ہے، دریائے سندھ شقنن (۱) کے پہاڑوں سے نکل کر سمندر میں ملتا ہے اور یہی منصورہ کا دریا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ راس کماری کے علاوہ ہندوستان کے اکثر و بیشتر راجہ زنا کو جائز خیال کرتے ہیں، کیوں کہ میں خود قمار جا کر دو سال وہاں رہ چکا ہوں، میں نے اس سے زیادہ غیرت مند اور شراب کے معاملہ میں سخت گیر کوئی دوسرا راجہ نہیں دیکھا، اس کے یہاں زنا اور شراب کی سزا قتل ہے، ہندوستان کے جن راجاؤں سے مجھے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا ہے، ان میں سب سے زیادہ میں نے راجہ بھل کو شرابی پایا، وہ بہت زیادہ شراب پیتا ہے اور راجہ بھل لٹکا کا راجہ ہے، وہ عرب ممالک سے شراب کی درآمد کرتا ہے۔

لیکن ہندوستانی تاجر اور عوام مطلقاً شراب نہیں پیتے، یہاں تک کہ وہ سرکہ سے بھی پرہیز کرتے ہیں، ان کا سرکہ کچے چاول کا پانی ہے (۱) جسے وہ کھٹا کر کے سرکہ کی طرح بنا لیتے

الجنوب حتیٰ ينصب في البحر الهندی و نهر مهران نهر السند يخرج من جبل شقنن و هو نهر المنصورة و يصير الى البحر۔ (ص ۸۹)

ذكر ابو عبد الله محمد بن اسحاق ان عامة ملوك الهند يرون الزنا مباحاً ما خلا ملك قمار فاني دخلت مدینه و اقامت عنده بها سنتين فلم ار ملكاً غير ولا اشد في الاشرية منه فانه يعاقب عن الزنا و الشراب بالعتل و ليس احد من ملوك الهند ممن حالطته و بايعته يسرف في شرب الشراب ما خلا ملك البهل فانه بغلني انه يشرب و هو ملك سرنديب ينقل الخمر اليه من بلاد العرب فيشربها۔

(ص ۱۳۲) و رأيت تجار الهند و سائرهم لا يشربون الشراب قليله و لا كثيره و يعافون الخل من الاشرية فخلهم من ماء الارز المطبوخ يحمضونه حتى يصير

(۱) معلوم نہیں شقنن سے کون سا پہاڑ مراد ہے، مسعودی نے لکھا ہے کہ دریائے سندھ، سندھ کے بالائی علاقوں میں قنوج، کشمیر، قندھار اور طافن کے مشہور چشموں سے نکلا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ وہ ملک تبت کے پہاڑ کیلاش (کیلاش) سے نکلا ہے اور کیلاش کوہ، یہ کی ایک اونچی چوٹی ہے، جس پر کویر دیوتا رہتے ہیں اور شیوجی بھی آتے رہتے ہیں۔

ہیں جس مسلمان کے متعلق ان کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ شراب پیتا ہے تو اس کو بہت حقیر اور ناقابل التفات سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے ملک میں بھی اس کی کوئی وقعت نہیں (مگر شراب سے ان کی یہ نفرت و بیزاری) دینداری اور تقویٰ کی بنا پر نہیں ہے۔

کسی سیاح کا بیان ہے کہ وہ جب قمار میں تھا تو وہاں لوگوں نے اسے بتایا کہ یہاں کاراجہ بڑا سخت گیر اور بڑی سخت سزائیں دیتا ہے، وہ اہل عرب سے بات تک نہیں کرتا اور جو شخص اس کے ملک میں آتا ہے اور اس کے پاس تھکے تحائف لے کر جاتا ہے تو وہ اس کو اس کے بدلے میں سو گنا زیادہ دیتا ہے، میں نے کسی ہندوستانی راجہ کو اس سے بڑھ کر بدلہ چکانے والا اور صلہ و انعام دینے والا نہیں پایا، لوگوں کا بیان ہے کہ ہندوؤں کی کتابوں کا اصلی مرکز اسی کا ملک ہے، اگر راجہ قمار کا کوئی سپہ سالار فوجی سپاہی شراب پیتا ہے تو وہ لوہے کے سونے گرم کر کے اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے جس سے کبھی کبھی جان بھی چلی جاتی ہے، یہ راجہ انتہائی غیرت مند ہے، ہندوستان میں اس سے زیادہ سنگین سزا دینے

بمنزلة الخمر و من رآوا من اهل الاسلام يشرب الشراب فهو عندهم خسيس لا يعباون به و يزدرونه و يقولون هذا رجل ليس له قدرة في بلاده و ليس ذالك منهم ديانة۔

(ص ۱۳۲-۱۳۳)

و ذکر بعضہم قال کنت ببلاد قمار فاجبرونی ان الملك بها جبار شدید العقوبة لا یکلم العرب و من دخل بلاده فاهدی له شیئا کافاه باضعاف ما اهدی له یکافی بالجزء مائة و لم ار من الملوک فیما عاملته احسن مکافاة من ملک قمار و الهند يقولون ان اصل کتب الهند من قمار و من عقوبة هذا الملك علی الشرب ان من شرب من قواده و جیشہ یحمی مائة حلقة من حديد بالنار ثم یوضع ذالک کلہ علی ذالک الرجل الشارب فربما اتلفت نفسه و هو ملک شدید الغيرة لیس فی ملوک الهند اشد غيرة و عقوبة منه و من عقوبته قطع الیدین و الرجلین و الانف

(۱) جسے ہندی میں بچ کہتے ہیں۔

و الشفتین والاذنین و لا یلتفت الی
الغرامة کسائر ملوک الهند و اصل
العباد من بلاد قمار یقال ان فیها مائة
الف عابد و لملک قمار ثمانون قاضیاً
لو ورد علیهم ولد الملک لانصفوا منه
و اقلعوه مقعد الخصم و له ثمانون ذکر
لهم جمال و هیئة یصلحون للملک۔
(ص ۱۳۳)

والا اور غیرت مند کوئی راجہ نہیں ہے، وہ سزا
میں دونوں ہاتھ دونوں پیر، ناک، دونوں ہونٹ
اور دونوں کان کاٹ لیتا ہے اور دوسرے
ہندوستانی راجاؤں کی طرح وہ مجرم پر جرمانہ
عائد کر کے نہیں چھوڑ دیتا، قمار کا ملک عابدوں
اور پیاریوں کا مرکز ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ
یہاں ایک ہزار عبادت گزار ہیں اور راجہ کے
دربار میں ۸۰ قاضی ہیں، اگر ان کی عدالت
میں بادشاہ کا لڑکا بھی آتا ہے تو وہ اس کے
معاملہ میں بھی انصاف کرتے اور اس کو مقدمہ
کے فریق ہی کی جگہ بٹھاتے ہیں، راجہ کے ۸۰
بیٹے تھے جو نہایت خوبصورت اور خوش وضع
ہیں اور سب کے سب بادشاہت کی اہلیت
رکھتے ہیں۔

و یلیہ بلاد الارمن و لهم جمال
و یزوجون اولادهم الذکورة صغاراً
و یزعمون ان ذالک خیر و اصد من
الزنا و ملک قمار مع غیرتہ یقول
لاصحابہ اذا خرجتم الی الحرب فلا
یصبجنکم النساء، قال و رأیت ملک
قمار و رأیت العابدی و هو ملک رتہ ۵
و ملکا یلیہ یقال له العارطی و ملکا یقال
له الصیلمان و هذا اکبر من هذین

قمار کے قریب ہی ارمن کا علاقہ ہے،
یہاں کے لوگ خوبصورت اور حسین ہوتے
ہیں اور اپنے لڑکوں کی کمسنی میں شادی کر دیتے
ہیں اور اس میں بھلائی اور زنا سے حفاظت کا
عمدہ طریقہ سمجھتے ہیں، قمار کا راجہ اپنی غیرت و
حمیت کے باوجود اپنے ساتھیوں کو حکم دیتا تھا
کہ جنگ میں عورتیں ساتھ نہ لے جائیں، سیاح
بیان کرتے ہیں کہ میں نے راجہ قمار، عابدی یعنی
رتیلہ کا راجہ اور اس کے قریب کے ایک راجہ

و اکثر جيشاً يقولون ان جيشه نحو سبعين الفا و له فيلة قليلة الا ان الهند يقولون ان فيلة الصيلمان اجرأ على القتال من جميع فيلة اهل الهند رأيت له فيلاً يقال له النمران ما رأيت لاحد من الملوك ببلاد الهند فيلاً مثله ابيض منقطاً بسواد ولا اجرأ على القتال و الدماء منه و ذلك انهم يوقدون النار العظيمة و يحملون الفيلة عليها فما اجترأ عليها و اقتحمها فانه جرى على القتال و الدماء و ما جبن عن النار لم يصلح للقتال ولا للركوب بل ينتقل عليه المتاع كما ينتقل على الابل۔

(ص ۱۳۳ و ۱۳۴)

جس کو عارٹی کہا جاتا تھا اور ایک راجہ جسے بھیلیمان کہا جاتا تھا، سب کو دیکھا ہے، راجہ بھیلیمان، عارٹی اور عابدی سے بڑا اور زیادہ لاؤ لشکر والا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ اس کی فوج کی تعداد تقریباً ستر ہزار تھی، مگر اس کے پاس ہاتھی بہت کم تھے، لیکن ہندوستانیوں کا بیان ہے کہ بھیلیمان کے ہاتھی دوسرے تمام ہندوستانی ہاتھیوں سے زیادہ لڑائی میں جری اور بہادر ہوتے ہیں، میں نے اس کے پاس ایک ہاتھی دیکھا جس کا نام نمران تھا، ہندوستان کے کسی راجہ کے پاس ایسا سپید ہاتھی نہیں دیکھا، جس پر سیاہ چنیاں تھیں اور جنگ و خونریزی میں ایسا جری دوسرا ہاتھی نہ نظر آیا، ہاتھی کی بہادری کا اندازہ کرنے کے لیے آگ کا بڑا سالا لاگا کر ہاتھی کو اس میں گھسانے کے لیے ابھارتے ہیں، اگر وہ جرات دکھا کر آگ میں گھس گیا تو جنگ کے لیے جری سمجھا جاتا ہے، لیکن اگر آگ کے اندر گھسنے میں بزدلی ظاہر کر دی تو جنگ اور قتال اور سواری کے لائق نہیں سمجھا جاتا ہے اور اونٹوں کی طرح بار برداری کے کام میں لایا جاتا۔

میں نے راجہ عابدی کو دیکھا جس کے ملک میں ہاتھی نہیں ہوتے کہ وہ ہاتھی خریدتا ہے

و رأيت هذا الملك الذي يقال له العابدی و ليس في بلاده فيلة يشتري

مگر ۵ گز سے زیادہ قد کا خریدتا ہے اور پانچ گز سے اوپر ۹ گز تک، ہر ایک گز پر ایک ہزار دینار قیمت زیادہ دیتا ہے، ۹ گز سے اونچے ہاتھی میں نے نہیں دیکھے، البتہ مجھے معلوم ہوا کہ اغباب کے ملک میں ایک شہر اور فسیں (۱) ہے جس کی حکمران ایک عورت رابیہ (راتیہ) ہے اس ملک کے ایک مقام براز (۲) میں ہاتھی ہوتے ہیں، ہندوستان کے سب سے زیادہ دراز قامت ہاتھی جہاں تک مجھے علم ہے یہیں ہوتے ہیں، یہ سارے راجہ زنا کو جائز سمجھتے ہیں، لیکن اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کر لے اور اس کے بعد اس عورت کو کوئی عارضہ لاحق ہو جائے اور دونوں میں سے کسی سے زنا کی لغزش ہو جائے تو عورت اور مرد دونوں قتل کر دیئے جاتے تھے۔

اس کے بعد ہندوستان کا ایک راجہ ہے، جیسے بلہرا (دلہہ رائے) کہتے ہیں، بلہرا کے معنی شہنشاہ (مہاراجہ) ہیں، یہ اپنی راجدھانی کوکن میں رہتا ہے، کوکن ایک ہندوستانی نام ہے، اس کے ملک میں ساگوان لکڑی کی بڑی پیداوار ہے، جو یہاں

الفيلة ولا يشتري ما ارتفاعه خمس اذرع و يتساع كل ذراع تسريد على خمس اذرع بالف دينار الى تسع اذرع ولم ار منها شيئا يزيد على تسع غير انه بلغني ان بيلاد الاغباب ببلاد تدعى اور فسيں و ملكتهم امرأة يقال لها الراية و يكون بمملكتهما في موضع يدعى براز لها فيلة تكون عشر اذرع الى احدى عشرة ذراعاً فهذا ما بلغني من ارتفاع فيلة بلاد الهند و هؤلاء الملوك جميعاً يرون الزنا مباحاً غير ان من احصن منهم بامرأة فعرض لها عارض وزنيا قتل الرجل والمرأة۔ (ص ۱۳۴)

و بعده ملك من ملوك الهند يقال له بلهرا و معنى بلهرا انه ملك ملوك الهند و هو في بلاده يقال له الكممكم اسم هندي و بلاده بلاد الساج و منها يجلب وهو ملك واسع المملكة كثير الجيش و من حوله من الملوك يصلون

(۱) اور فسیں ایک جزیرہ نما شہر ہے جہاں کی آب و ہوا اچھی نہیں، یہاں کی رانی کو راتیہ کہتے ہیں، یہاں سے زیادہ طاقتور ہاتھی انہیں نہیں ہوتے تھے۔ (۲) یہ براہ ہوگا۔

لہ ومن ورد من رسلہ علیٰ ہؤلاء
الملوک الذین حولہ صلوا علیہ
اعظاماً لصاحبہ و یلیٰ هذا الملك
ملوک احدہم یقال لہ ملک الطافن
وہم قلیل المملکۃ کثیر المال عامر
البلاد و اہل مملکتہ سمر و فیہم
بیاض و جمال مستفیض و فی رقیق
بلادہم جمال لیس یشرکہ فی ذالک
احد من الملوک ممن علیہ۔

(ص ۱۳۴ و ۱۳۵)

سے دوسرے مقامات پر بھیجی جاتی ہے، اس
راجہ کی سلطنت زیادہ ہیں، اس کے ارد گرد کے
راجہ اس کی ڈنڈوت کرتے ہیں اور جب
دوسرے راجاؤں کے پاس اس کے ایلچی اور
سفیر جاتے ہیں تو وہ اس کی عظمت کے باعث
سفیر کی بھی ڈنڈوت کرتے ہیں (۱) اس راجہ
کے آس پاس متعدد راجہ ہیں جن میں ایک
دکن کا راجہ ہے، جس کی سلطنت اگرچہ چھوٹی
ہے، مگر اس کے پاس مال و دولت کی فراوانی
اور اس کا ملک بہت آباد ہے، اس کے
باشندوں کا عام رنگ گندمی ہے اور ان کی
گورائی اور خوبصورتی بھی مشہور ہے، یہاں کی
لطیف آب و ہوا کے شہروں میں ایسا دلفریب
حسن و جمال ہے کہ اس کی مثال دوسری قریبی
سلطنتوں میں نہیں ملتی۔

و بعدہ ملک یقال لہ نجابة و هو
شریف فیہم و بلہرا الملك یتزوج
فیہم و ہم السلوقیون ولا یتزوجون
الا فیہم لشرفہم و ہذہ الکلاب
السلوقیۃ یقال انہا وقعت من بلادہم
ولہم الصندل الاحمر فی بلادہم و

اس کے بعد ایک اور معزز راجہ ہے جسے
نجابۃ کہتے ہیں، مہاراجہ بلہرا، ان سے شادی
بیاہ کرتا ہے، ان لوگوں کا تعلق دراصل سلوقی
خاندان سے ہے اور یہ اپنی شرافت و نجابت کی
وجہ سے سلوقیوں ہی میں شادی بیاہ کرتے ہیں
اور کہا جاتا ہے کہ سلوقی (تازی) کہتے ان ہی کے

(۱) یعنی اس راجہ کی عظمت دوسرے راجاؤں کے دلوں میں اس قدر پیوست تھی کہ اس کے سفیروں اور
ایلچیوں کا بھی وہ اس کی وجہ سے بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ (۲) نجابہ غالباً نجابۃ (چاپ) ہے اس
پر ابن خردادبہ کے سلسلہ میں نوٹ تحریر کیا جا چکا ہے۔ (ض)

غياضهم و يلى هؤلاء ملك يقال له
العززر العدل فى مملكته مستفيض
لو طرح الذهب فى وسط الطريق
الذهب فى وسط الطريق ما خافوا
عليه احدا ياخذ من عدلهم و
بلاد و اسعة و العرب يرحلون اليه فى
تجاراتهم فيبرهم و يشتري منهم و
معاملاتهم لهم بالذهب القطع
والدراهم التى يقال لها الطاطرى عليها
تمثال صورة الملك و زنها مثقال فاذا
بايعوهم قالوا للملك ابعث معنا من
يخرجنا من بلادك و يحفظ متاعنا
فيقول ليس فى بلادى لص اخرجوا
فان حدث باموالكم حدث فخذوه
منى و انا الضامن لكم و هو ملك له
جسم كبير و لبس حوله ملك اشجع
منه فى الحرب كثير المكيدة و هو
يقاتل بلهرا و منك الطافن و نجابة۔

(ص ۱۳۵)

ملک میں ہوتے ہیں، اس ملک اور اس کے
جنگلات میں سرخ صندل پیدا ہوتا ہے، اس
مملکت کے قریب ہی گجرات کا راجہ ہے، اس
کی سلطنت میں اس قدر عدل و انصاف ہے
کہ اگر سونا بھی بیچ راستے میں پھینک دیا
جائے تو لوگوں کو اس کا اندیشہ نہیں رہتا کہ کوئی
اسے اٹھا لے گا، اس راجہ کی سلطنت بڑی وسیع
ہے، اہل عرب جب اس کے یہاں تجارت
کی غرض سے آتے ہیں، تو وہ ان کے ساتھ
نہایت عمدہ برتاؤ کرتا ہے اور ان سے سامان
وغیرہ بھی خریدتا ہے، یہاں کے لوگ لین
دین اور خرید و فروخت سونے کے ٹکڑوں اور
طاطاری نام کے درہموں سے کرتے ہیں،
ان درہموں پر بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے،
یہاں کا وزن مثقال ہے، اہل عرب مال
فروخت کرنے کے بعد بادشاہ سے درخواست
کرتے ہیں کہ کسی آدمی کو ہمارے ساتھ
کر دیجئے تاکہ وہ ہمیں سرحد تک پہنچا دے
اور ہمارے ساز و سامان کی حفاظت کرے،
بادشاہ یہ جواب دیتا ہے کہ ہمارے ملک میں
چور ڈاکو نہیں ہیں، اس لیے تم لوگ بے کھٹکے
چلے جاؤ، مگر اس طرح کا کوئی حادثہ پیش آیا تو
تم لوگ مجھ سے اس کا معاوضہ لے

لینا، میں اس کا ضامن ہوں، یہ بادشاہ بڑے
تن و توش کا ہے، اس کے قرب و جوار میں
جنگ میں اس سے زیادہ بہادر کوئی راجہ نہیں،
وہ تدبیر و سیاست میں بھی ماہر ہے، بلہر اٹافن
اور نجابہ وغیرہ راجاؤں سے اس کی جنگ
ہوتی ہے۔

ملتان وہ شہر ہے جہاں سے دریائے
سندھ الگ ہوتا ہے (۱) یہ دریا دریائے دجلہ
کے مانند اور اس سے بڑا ہے، ملتان میں ایک
قوم ہے جس کا خیال ہے کہ وہ سلمۃ بن لؤی
کی ایک شاخ بنو منبہ کے خاندان سے تعلق
رکھتی ہے، یہی قوم ہندوستان کے اس حصہ میں
حکمران ہے اور خلیفہ (بغداد) کے نام کا خطبہ
پڑھتی ہے، یہ سندھ کے شہر منصورہ سے قریب
رہتی ہے اور ملتان میں ایک بت ہے جس کی
آمدنی بہت زیادہ ہے اور بنو منبہ ہی اس آمدنی
اور دوسرے تمام سامانوں کے مالک ہیں، ایک
معتبر شخص نے جس نے ان بنوں کی سیاحت کی
ہے اور ان میں مقیم بھی رہا ہے، مجھے بتایا کہ
اس کی آمدنی بے شمار ہے، بعض دفعہ جب
ہندوستان کے دوسرے راجہ بنی منبہ سے جنگ

و الملتان البلد الذی ینشق بہ
نہر مہران و هو نہر مثل دجلۃ
واکبر و بالملتان قوم یزعمون انہم
من ولد سامۃ بن لوی یقال لہم بنو
منبہ و ہم الملوک علی الہند فیہا و
ہم یدعون لامیر المومنین و ہی تلی
المنصورۃ من السند و بالملتان
صنم لہ دخل مال عظیم فملک بنی
منبہ ہؤلاء و اموالہم من دخل ہذا
الصنم و دخلہ فیما اخبرنی بہ من
اشق بقولہ ممن دخل البلاد و اقام
بہا لا یحصى کثرۃ و ربما غزا
ملوک الہند بسی منبہ فیخرجون الی
الملتان فی جیش عظیم فیقانلونہم
فتغلبہم منبہ لبسالتہم و فوقہم

(۱) دریائے سندھ کی کئی شاخیں ہیں، ملتان میں آکر اس کی کئی شاخیں ہو جاتی ہیں۔ (۲) یعنی اس کی یا تر
کرنے والے نذر و نیاز کا کافی سامان اس پر چڑھاتے ہیں۔

و کثرة اموالهم۔

(ص ۳۶)

کرنے کے لیے لشکر جرار کے ساتھ ملتان پر حملہ کرتے ہیں تو بنی مہبہ بھی اس کا مقابلہ کرتے ہیں اور اپنی فوجی قوت اور دولت کی فراوانی کی وجہ سے انہیں، زیر کر لیتے ہیں۔

جن لوگوں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، ان کا بیان ہے کہ ملتان کے بت کی لمبائی ۲۰ گز سے زائد ہے، وہ آدمی کی شکل و صورت کا ہے (۱) اور ایسے کمرے کے اندر ہے جس کے اوپر ایک بڑی چھت ہے، مگر یہ معلوم نہیں کہ اس کا بنانے والا کون ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ دو ہزار سال پہلے کی تعمیر ہے، ہندوؤں کا خیال ہے کہ یہ بت آسمان سے اتر ا اور انہیں اس کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے، اس بت کے کچھ پجاری بھی ہیں جو اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور اس کے مصارف بت کے چڑھاوے سے چلتے ہیں، یہ مصارف ان وظائف کے علاوہ ہیں جو پجاریوں کو ملتے ہیں اور جس سے وہ اپنے کھانے پینے اور پہننے کے مصارف چلاتے ہیں، سارے ہندو اس بت کی یا ترا کرتے ہیں اور جب کوئی مالدار آدمی مرنے لگتا ہے تو وہ بت سے تقرب کے حصول کے لیے اپنا آدھا مال اس کے نام وصیت کر

و هذا الصنم اخبر عنه من اتاهم و نظرو اليهم ان طولہ ارجح من عشرين ذراعاً علی صورة رجل وله بيت عليه سقف عظیم لا یدری من نباہ و يقال انه بنی منذ الفی سنة والهند يقولون ان هذا الصنم نزل من السماء و امرنا بعبادته وله نفقات من دخل الصنم سوی ما یجری علی سدنته یطعمون و یسقون و یکسبون والهند کلها تری الحج الیه و اذا مات الرجل من سرا اوصی له بشطر ماله ان یماله اجمع یتقرب الی ذالک الصنم یتحجون الیه من مسبرة سنة و اکثر و یحسبون و یسهم عنده و یطوفون سبعا علی انیسار تقریباً الیه و تضرعاً و یتمرغون بین یدیه و یخشعون وله اربعة اوجه حیث ما دار استقبله و جهه و يقولون هذا الہ یعبده اقبال

(۱) یعنی اس کا مجسمہ آدمی کی شکل کا ہے۔

ولا ادبار حیث رأیته استقبلک بوجهه
واذا طافوا حوله سجدوا له عند کل
وجه یستقبله فمنهم من یقلع عینه
فیضعها فی کفه فیقول ایها اللہ قد
تقربت الیک بہا فاطل عمری
وارزقنی وافعل بی کذا و کذا۔

(ص ۱۳۶)

جاتا ہے، لوگ ایک سال اور اس سے بھی زیادہ
کی مسافت طے کر کے اس کی زیارت کے
لیے آتے ہیں اور یہاں اپنا سر منڈاتے ہیں اور
بائیں جانب سے سات بار طواف کرتے ہیں
اور یہ سب بت کے تقرب اور خوشنودی کے
خیال سے کرتے ہیں، اس کے سامنے روتے
ہیں، گزر گزاتے اور زمین پر لوٹتے ہیں اور
انتہائی خضوع و خشوع کا اظہار کرتے ہیں، بت
کے چار چہرے ہیں، اس لیے جس طرف بھی
آدمی رخ کرے وہ اس کے سامنے ہی رہے
گا، وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ قابل پرستش معبود
ہے، غرض بت کے چہرہ اور سامنا ہی ہے،
پشت نہیں ہے، جدھر دیکھو اس کا چہرہ تمہارے
سامنے ہوگا اور لوگ طواف کرتے ہوئے جب
ہر رخ کی طرف مڑتے ہیں تو سجدہ کرتے
جاتے ہیں، بعض لوگ تو اپنی آنکھیں نکال کر
اس کی آستین میں رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں،
اے بھگوان میں نے تیری رضا جوئی کے لیے
اپنی آنکھیں تیرے حضور میں پیش کی ہیں، پس
میری عمر دراز کر، مجھے روزی دے اور میرے یہ
یہ کام اور یہ یہ ضرورتیں پوری کر دے۔

بعض ایسے لوگوں نے مجھے بتایا جنہوں
نے پچشم خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، جو ایک ایک

و فیما اخبرنی من رای منهم من
یحمل قطعتی صندل احمر علی عاتقه

کل واحدة حمل رجل من مسيرة سنة
فیضع علی قنر فرسخ من مخرجه واحدة
و يتقدم باخری فیحملها فیتقدم لها
فلا يزال یقدم واحدة و یوخر اخری
مسيرة سنة حتی یصیر بهما الی هذا
الصنم الذی بملتان۔ (ص ۱۳۶)

سال کی مسافت طے کر کے آتے ہیں اور ان
کے کندھوں پر صندل سرخ کے دو اتنے بڑے
بڑے بولے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک
بوٹا ایک آدمی کے بوجھ کے برابر ہوتا ہے، اس
کو اس طرح لاتے ہیں کہ پہلے تین میل تک
ایک ٹکڑا لاتے ہیں اور یہاں اسے رکھ کر واپس
جاتے ہیں اور دوسرا ٹکڑا تین میل اور آگے لے
کر چلے جاتے ہیں، پھر اسے وہاں رکھ کر پہلے
ٹکڑے کو لے جاتے ہیں اور اسی طرح ٹکڑوں
کو آگے پیچھے کرتے ہوئے (۱) بت کے پاس
ملتان پہنچ جاتے ہیں۔

و منهم من یستأذن الصنم و
یقول ایذن لی فی الموت فیعمد الی
خشبۃ طویلة یجد دراسیا و ینصبها فی
الارض ثم یصعد الی فوقها فیدخل
رأس الخشبۃ الحادة فی بطنه حتی
یسخرج من ظهره فیموت و یرغم انه
قد تقرب الی الصنم و منهم من یاتی

بعض لوگ بت سے اپنی بھیٹ چڑھانے
کی اجازت طلب کرتے ہیں اور ایک لمبی
لکڑی لے کر اس کا سرا انتہائی تیز اور نوکیلا
بنادیتے ہیں، پھر اسے زمین میں گاڑ کر اس
کے اوپر چڑھ جاتے ہیں اور لکڑی کا تیز اور
نوکیلا سرا اپنے پیٹ میں اس طرح چبھو دیتے
ہیں کہ وہ پشت کے راستہ سے باہر نکل

(۱) اس کی ترکیب یہ ہوتی تھی کہ لوگ اپنے گھروں سے ایک بوٹا لے کر تین میل تک جاتے تھے، وہاں اسے
رکھ کر دوسرا بوٹا لانے کے لیے واپس چلے آتے اور اسے چھ میل آگے لے کر نکل جاتے، اس طرح دوسرا بوٹا
پہلے سے تین میل آگے ہو جاتا، دوسرے بولے کو چھ میل کے فاصلے پر رکھنے کے بعد پھر پہلا بوٹا لانے کے
لیے آتے اور اسے چھ میل تک لے جاتے، اس طرح وہ اب دوسرے سے تین میل آگے ہو جاتا تھا، اس طرح
آگے پیچھے کرتے ہوئے وہ ملتان پہنچ جاتے تھے، اس واقعہ سے ایک خاص بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ اس
زمانے میں راستے کس قدر پر امن اور محفوظ ہوتے تھے، چوروں اور ڈاکوؤں کا مطلق خوف نہ تھا۔ (ض)

آتا ہے، اس طرح اپنی جان دے دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے بت کی رضا جوئی اور قربت حاصل ہوگئی، کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو بہت سا مال و دولت لا کر بت کے سامنے ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خداوند! میری یہ حقیر نذر قبول فرما!

بالمال العظیم فی طرحہ بین یدی الصنم و یقول یا اللہ و سیدہ اقبل هذا معونة من مالی۔

(ص ۱۳۶)

اس بت اور دوسرے بتوں کے پجاری نہ عورتوں کے پاس جاتے ہیں، نہ گوشت کھاتے ہیں، نہ کوئی جانور ذبح کرتے ہیں، نہ گندے اور میلے کپڑے پہنتے ہیں اور بتوں کے حضور جاتے وقت خوشبو لگاتے ہیں، ان کے علاوہ دوسرا شخص بتوں کو خوشبو نہیں لگا سکتا اور نہ انہیں چھو سکتا ہے (۱) اور جب لوگ بتوں کے حضور میں جاتے ہیں تو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں کہ ہماری طرف نظر کرم ہو ہم پر رحم کچو اور روتے اور انتہائی عاجزی سے دعا کرتے ہیں۔

و لهذا الصنم و غیرہ من الاصنام و سدنة لا یاتون النساء ولا ینکلون اللحم ولا ینذبحون الذبائح ولا یلبسون الثیاب الدنسة و یتطیبون اذا صاروا الی الاصنام و لیس یدخل علیها غیرہم ممن یتطیبا بیدہ و ینالها بکفہ فاذا دخل علیها برك علی رکبتہ و جمع کفہ و بسطہما و سألہ ان ینظر الیہ و یرحمہ و یریکی و یتضرع الیہ و یدعو۔

(ص ۱۳۷)

اس بت کا ایک باورچی خانہ ہے، جس میں سفید بہترین قسم کے چاول اور بت کے لیے عمدہ مچھلیوں اور سبزیوں کے کھانے پکائے جاتے ہیں اور ان میں خوشبو ڈالی جاتی

و له مطبخ یطبخ فیہ الارز الابيض الجید و یعمل له اطعمة من السمک و الخشیش و تجرد و تطیب ثم یعمد الی ورق موز عندہم عریض

(۱) یہ ہندوؤں کے اس تصور کا نتیجہ ہے کہ دیوتا مقدس قسم کے لوگوں سے خوش رہتے ہیں، اسی لیے انہیں عام لوگ وسیلہ اور ذریعہ بناتے ہیں۔

مقدار ما یلف فیہ الرجل و الرجلان
فیسط بین یدی الصنم ثم یصب
الارز علیہ بقدر نصف قامۃ رجل و
یعمد افضل هؤلاء القوم فی نفسہ
فیأخذون ورقۃ موز فیروح فور الارز
و حوارثہ فی وجہ الصنم فیقول انہ
قد اکل و انہ لا یطعم بکفہ و راحتہ
و قبل ان یطعم یدار حول البیت
الذی فیہ الصنم بالصنوج و الزمر و
الطبول و ربما دارت حولہ مائۃ
جاریۃ لہن اقدار فیقلن نحن نرقصہ و
نترضاه ثم یطعم و یری الطعام لا
ینقص فیغلقون علیہ الباب ثم
یفتحونہ و ینقل ذالک الطعام من
یدیہ یقولون قد تصدق بہ فلا یبقی
صنف مار ببیت ذالک الصنم الا
انتفع بذالک الارز حتی الطیر
و الکلاب و لا یمنعون منہ احدا
و یقولون ہذہ صدقۃ فی کل یوم و
ربما غسل بدن الصنم باللبن و ربما
غسل بالسمن فیغسل بہ بعد ذالک
مرضاهم و یتشفون بہ۔

(ص ۱۳۷)

ہے، پھر ایک اتنا لمبا چوڑا کیلے کا پتہ جس میں
ایک دو آدمی لپیٹے جا سکیں (۱)، بت کے سامنے
بچھایا جاتا ہے اور اس پر نصف قد آدم بلندی
سے چاول گراتا جاتا ہے، پھر جو سب سے بلند
مرتبہ اور مقدس پجاری ہوتا ہے وہ کیلے کے پتہ
سے اس پر پنکھا جھلٹاتا ہے اور چاول کے
بخارات بت کے چہرہ تک چلے جاتے ہیں،
اس طرح وہ سمجھتے ہیں کہ بت کھا لیتا ہے،
کیوں کہ وہ اپنے ہاتھ اور ہتھیلی سے نہیں
کھا سکتا، کھانے سے پہلے بت کے کمرے
کے گرد چنگ، زنبور (۱) اور طبل بجتے ہیں اور
کبھی کبھی سوسولڑکیاں جو اسی کام کے لیے
ہوتی ہیں، اس کے گرد چکر لگاتی ہیں اور کہتی
ہیں کہ ہم ناچ اور گا کر اسے خوش کرتے ہیں،
پھر گویا بت کھانا کھاتا ہے، مگر کھانے میں کوئی
کمی نہیں ہوتی اور کھاتے وقت دروازہ بند اور
پھر کھول دیا جاتا ہے اور کھانا اس کے سامنے
سے اٹھالیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ بت نے
یہ سب خیرات کر دیا ہے، پھر بت کے پاس
سے گزرنے والے تمام انسان اور جانور اس
چاول کو کھاتے ہیں، حتیٰ کہ چڑیوں اور کتوں کو
بھی نہیں روکا جاتا اور کہتے ہیں کہ یہ اس بت
کی روزانہ خیرات ہے، بت کو کبھی دودھ سے

(۱) یہ ایک قسم کا ستار ہے جس کے دو طرف کدو لگے ہوتے ہیں۔

اور کبھی گھی سے غسل دیتے ہیں، پھر اس کے
غسالہ سے حصول شفا کے لیے مریضوں کو
نہلاتے ہیں۔

اس کے بعد متعدد راجے ہیں، یہ سلسلہ
جاوہ تک چلا گیا ہے، سب سے بڑے راجہ کو
مہراج کہتے ہیں، جس کے معنی راجاؤں کا
راجہ (مہاراج) ہیں، ہندوستان کے بادشاہوں
میں کوئی اس سے بڑا بادشاہ نہیں ہے، یہ
جزیروں میں متوطن ہے اور مال و دولت،
قوت، طاقت اور آمدنی میں اس سے بڑا کوئی
رہے نہیں۔

و من ورائہ ملوک حتیٰ ینتہی
السی بلاد الزنج فالملک الکبیر یقال له
المہراج و تفسیر المہراج ملک الملوک
و لیس یعد فی ملوک الہند اعظم منہ
لانہ فی جزائر ولا یعلم ملک اکثر
خیرا منہ ولا اقوی و اکثر دخلاً۔

کہا جاتا ہے کہ مرغ بازی کے جوئے
کی روزانہ آمدنی تقریباً ۵۰ من سونا ہے، جب
ایک مرغ دوسرے مرغ سے لڑتا ہے تو مرغ
غالب کا مالک مغلوب مرغ لے لیتا ہے، جس
کو مغلوب مرغ والا ایک مشقال یا اس سے
کچھ کم و بیش سونا دے کر پھر چھڑا لیتا ہے، یہ
طریقہ اس ملک میں بہت رائج ہے۔

و یقال ان دخل قمار الدیوک یبلغ
لہ فی کل یوم خمسین منا ذہباً و ذالک
ان عاقر دیک مع دیک غیر لہ اخذ الدیک
الغالب فیفتدیہ صاحبہ مثقال ذہب او
اقل او اکثر و ہذا فی مملکتہ کثیر۔

(ص ۱۳۷-۱۳۸)

اس کے قریب ہی ایک جزیرہ شلاہط
ہے، جس میں غبر ہوتا ہے، اس سے عمدہ غبر
کہیں سمندر میں نہیں ہوتا، یہیں کبابہ (۱) نام
کا عطر بھی ہوتا ہے۔

و تلہ جزیرۃ یقال لہا شلاہط
یقع فیہا العنبر الکثیر الذی لیس فی
البحر اجود منہ و بہا یکون الکبابۃ من
الافواہ۔ (ص ۱۳۸)

(۱) بحر شلاہط بحر ہرگند کے بعد نکا میں ہے، وہیں یہ سب چیزیں پیدا ہوتی ہیں، ”کبابہ“ ایک دوا کا نام ہے۔

اس سے قریب کے جزیرہ کا نام ہرلج ہے یہ نام جو قائد کے نام پر پڑا ہے، اس کا اصلی نام نہیں ہے، ہرلج نامی شخص مہراج کی فوج کا سپہ سالار ہے، اس کے ایک جزیرہ کا نام طوران (۱) ہے، یہاں کا فور ہوتا ہے اور اس جزیرہ میں کا فور ۲۲ھ سے ظاہر ہوا ہے۔

مہراج کے ملک اور ہندوستان کے ایک شہر فنصور میں آگ کی قسم کھانے کا رواج ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب دو فریق راجہ کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کرنا چاہتے ہیں، تو مدعی آکر کہتا ہے کہ میں آگ حاصل کرنے والا ہوں، اس وقت مدعی علیہ کو خواہ وہ قرض کا دعویٰ ہو یا زنا یا چوری یا کسی اور ایسے جرم کا جس کی سزا قتل ہے، طلب کیا جاتا ہے، جب وہ حاضر ہوتا ہے تو راجہ کے حکم سے ایک رطل یا اس سے زیادہ لوہا گرمایا جاتا ہے اور ایک خاص قسم کی پیتاں (۲) جو ان کے یہاں پیدا ہوتی ہیں اور انگوڑی پتیوں کی طرح سخت ہوتی ہیں، لائی جاتی ہیں اور تلے اوپر سات پیتاں ہتھیلی پر رکھ دی جاتی ہیں، پھر وہ گرم لوہا اس پر رکھا جاتا ہے اور مجرم اسے لے کر سات بار

و یلیہ جزیرۃ یقال لها ہرلج و انما تسمى الجزیرۃ باسم قائدھا و لیس هذا اسمھا ہرلج هذا صاحب جيش المہراج و لہ جزیرۃ یقال لها طوران منها الکافور و انما ظہر بھذہ الجزیرۃ کافور منذ سنة ۲۲ للجمہرۃ۔ (ص ۱۳۸)

و یتحالف اہل بلاد مہراج بالنار و بلد بالہند یقال لہ فنصور مستفیض فیہ اذا خاصم الرجل الرجل عند السلطان ان یقول انا حاصل النار یقال للمدعی علیہ فی الدین او الزنا بالمحصنة او السرقة و ما یجب فیہ القتل فیاتون السلطان فیامر فیاخذون رطل او اکثر حديد فیحمی بالنار ثم یعمدون الی ورق یکون عندہم شبہ ورق الغار فی الغلظ و المثانة فیوضع علی کفہ منها سبع و رقات بعضها فوق بعض ثم توضع تلك الحديدة فوقھا بکلبتین فیمضی بہ سبع مرات ذاہبا و جائیاً قدر مائة خطوة فان احرق یدہ و الورق جمیعاً الزم الذنب

(۱) یہ طوران ہوگا جو سندھ سے متصل ایک صوبہ تھا اور جس کا پایہ تخت قزو تھا۔ (۲) یہ پان کی پیتاں ہیں، جیسا کہ سلیمان وغیرہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

ادھر ادھر تقریباً ۱۰۰ قدم تک چلتا ہے، اگر اس کا ہاتھ اور تمام پٹیاں جل جاتی ہیں، تو اس کے اوپر جرم ثابت ہو جاتا ہے، اگر وہ قابل قتل ہے، تو قتل ورنہ تاوان عائد کر دیا جاتا ہے، اگر وہ مفلس ہوتا ہے تو بادشاہ کا غلام بن جاتا ہے اور وہ اسے فردخت کر ڈالتا ہے، لیکن اگر نہیں جلتا تو مدعی سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا الزام غلط ہے، تمہارے فریق نے آگ اٹھالی اور اب خود مدعی مجرم ثابت ہو جاتا ہے اور اس پر اس کا دعویٰ الٹ جاتا ہے، ہندوستان کی ایک قانونی دفعہ یہ ہے کہ گائے ذبح کرنے والا بھی قتل کر دیا جائے گا۔

فان كان عليه القتل قتل و ان كان عليه العزم عزم و ان لم يكن يبيعه و ان لم تحرقه النار قيل للمدعى عليه انك مبطل قد اخذ خصمك النار فيلزم ما كان يدعى عليه و جملة احكام الهند ان من ذبح بقرة ذبح بها۔

(ص ۱۳۸ و ۱۳۹)



بزرگ بن شہر سار

یہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے اوائل (دسویں صدی عیسوی) کا ایک ایرانی ناخدا (جہاز راں) تھا جو اپنے جہاز عراق کے بندرگاہ سے ہندوستان کے ساحلوں اور جزیروں سے لے کر چین اور جاپان جاتا اور آتا تھا، اس نے عجائب الہند کے نام سے اپنے اور اپنے دوسرے ساتھیوں اور سیاحوں کے دریائی مشاہدات عربی میں لکھے تھے، اس میں جنوبی ہند اور گجرات کے متفرق واقعات اور جوگیوں اور سنیا سیوں کی ریاضتوں کا ذکر ہے اور بعض عجیب اور بعید از قیاس باتیں بھی ملتی ہیں، جنہیں قلم انداز کر دیا گیا ہے، اسے ۱۸۸۶ء میں لیڈن میں فان ڈر لیٹ نے فرنچ ترجمہ کے ساتھ مصور اور نہایت عمدہ کاغذ پر شائع کیا ہے، اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

افسوس کہ بزرگ شہر یا رکاسنہ پیدائش اور وفات اور مزید حالات نہیں معلوم ہو سکے۔



عجائب الہند

ابو محمد حسن بن عمرو بن عیسیٰ نے البصرہ میں

ہندوستان کا ایک عجیب واقعہ ہم سے بیان کیا

کہ وہ ۲۸۸ھ میں جب منصورہ میں مقیم تھے،

تو وہاں کے ایک ثقہ اور معتبر بزرگ نے ان

سے بتایا کہ ایک بڑے ہندوستانی راجہ نے

(۱) جورا اور کشمیر بالا (۲) اور کشمیر زیریں

(۳) کے علاقوں پر قابض اور اس کا نام مہروک

ابن رائق تھا، ۲۰ھ میں امیر منصورہ عبداللہ

بن عمر بن عبدالعزیز کو خط لکھ کر فرمائش کی کہ

ہندی زبان میں اس کے لیے اسلامی احکام و

قوانین کی تفسیر و تشریح کی جائے، عبداللہ نے

منصورہ کے ایک آدمی کو جو عراق کا رہنے والا

نہایت ذہین، ہوشیار اور شاعر بھی تھا، اپنے

یہاں بلایا، اس شخص کی پرورش و پرداخت

ہندوستان میں ہوئی تھی، اس لیے وہ یہاں کی

فسا فی الہند ما حدثنا بہ ابو

محمد الحسن بن عمرو بن حمویہ بن

حرام بن حمویہ النجیمی بالبصرہ قال

كنت بالمصورة في سنة ثمان و ثمانين

و مائتين و حدثني بعض مشائخها من

يوثق به ان ملك الرا و هو اكبر ملوك

بلاد الهند و الناحية التي هو بها بين

قشمير الاعلى و قشمير الاسفل و كان

يسمى مہروك بن رائق كتب في سنة

سبعين و مائتين الى صاحب المنصورة

و هو عبد الله بن عمر بن عبد العزيز

يسأله ان يفسر له شريعة الاسلام

بالهندية فاحضر عبد الله هذا رجلاً كان

بالممنصورة اصله من العراق حد

القریحة حسن الفهم شاعر اقد نشأ

(۱) یعنی اور (۲) کشمیر (۳) پنجاب (۴) اس ہندو راجہ کا نام عربوں کے بیان کے مطابق مہروک بن

رائق ہے اور اگر یہ ۲۰ھ مطابق ۸۸۳ء کا واقعہ ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی نشر و اشاعت

نویں صدی عیسوی میں کشمیر اور پنجاب میں شروع ہوئی تھی۔ (ض)

مختلف زبانیں اچھی طرح جانتا تھا، امیر نے اس سے راجہ الوری کی فرمائش بتائی تو اس نے ایک قصیدہ تیار کیا اور اس میں وہ تمام باتیں جو راجہ چاہتا تھا بیان کر دیں اور اس کو راجہ کے پاس بھیج دیا، جب وہ راجہ کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے اسے بہت پسند کیا اور عبداللہ کو خط لکھا کہ قصیدہ نگار کو اس کے پاس بھیج دیا جائے، عبداللہ نے اس کے پاس بھیج دیا، وہ راجہ کے پاس تین سال رہا، جب وہاں سے واپس آیا تو عبداللہ نے راجہ کا حال پوچھا، اس نے پورا حال تفصیل سے بیان کر دیا کہ جب وہ راجہ سے رخصت ہوا ہے تو وہ دل و زبان دونوں سے اسلام قبول کر چکا تھا، لیکن حکومت چھین جانے کے خوف سے اس کا اعلان نہیں کر سکا۔

مجملہ اور واقعات کے اس نے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ راجہ نے مجھ سے ہندی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کی فرمائش کی تھی، چنانچہ میں نے تفسیر لکھی اور جب سورہ یسین کی تفسیر تک پہنچا اور اس کے سامنے ارشاد الہی: "قال من يحيى العظام وهى رميم قل يحييها الذى انشأها اول مرة وهو بكل

ببلاد الهند و عرف لغاتهم على اختلافها فعرفه ما سألہ ملك الرا فعمل قصيدة و ذكر فيها ما يحتاج اليه و انقذها اليه فلما قرأت على ملك الرا استحسناها و كتب الى عبداللہ يسألہ حمل صاحب القصيدة فحمله اليه و أقام عنده ثلث سنين ثم انصرف عنه فسألہ عبداللہ عن امر ملك الرا فشرح له اخباره و انه تركه و قد اسلم قلبه و لسانه و انه لم يمكنه اظهار الاسلام خوفاً من بطلان امره و ذهاب ملكه۔

و كان فيما حكاہ عنه انه سألہ ان يفسر له القرآن بالهندية ففسره له قال فانتهيت من التفسير الى سورة يسين قال ففسرت له قول الله عز و جل "قال من يحيى العظام وهى رميم قل يحييها الذى انشأها اول مرة و هو بكل خلق عليم" قال فلما فسرته (۱) اور پایہ تخت تھا، اس لیے راجہ میں رہتا تھا۔

خلق علیم“ (۱) کی تفسیر بیان کر رہا تھا، اس وقت وہ موتیوں اور جواہرات سے مرصع سونے کے ایک ایسے بیش قیمت تخت پر بیٹھا ہوا تھا جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، اس نے کہا اس کی تفسیر پھر سے بیان کرو، جب میں نے دوبارہ بیان کی تو وہ تخت سے اتر پڑا اور زمین پر چلنے لگا، حالانکہ زمین چھڑکاؤ کی وجہ سے تر تھی، مگر وہ اپنا رخسار زمین پر رکھ کر رونے لگا، یہاں تک کہ اس کا چہرہ گرد آلود ہو گیا، پھر اس نے مجھ سے کہا کہ یہی اصلی پروردگار، معبود اور ازلی وابدی ہے، اس کا کوئی ہمسر اور مشابہ نہیں، اس کے بعد اس نے ایک گھر تعمیر کرایا اور ظاہر یہ کیا کہ امور سلطنت پر غور کرنے کے لیے تنہائی اختیار کی ہے، مگر دراصل وہ اس میں پوشیدہ طرایتہ سے نماز پڑھتا تھا، جس کی کسی کو خبر نہ تھی۔ (اسی شاعر کا بیان ہے کہ میرے زمانہ قیام میں) تین مرتبہ میں راجہ نے مجھے ۶۰۰۰ روپے عطا کیا۔

لہ هذا و هو جالس علی سریر من ذهب مرصع بالجوهر والدر لا تعرف له قيمته قال لی اعد علی فاعدت فنزل عن سريره و مشی علی الارض و کانت قدر شت بالماء و هی ندية فوضع حده علی الارض و بکی حتی تلون وجهه بالطين ثم قال لی هذا هو الرب المعبود والاول القديم الذی لیس یشبه احد و بنا بیتا لنفسه و اظهر انه یخلو فیہ لمهم و کان یصلی فیہ سرّاً من غیر ان یطلع علی ذالک احد و انه وهب له فی ثلاثة دفعات ست مائة من ذهب۔

مجھ سے (خدا) ان کے سردار اور بحری معاملات کے واقف و آموزہ کا رب عبد اللہ محمد بن بابشاہ سیرانی نے) بیان کیا کہ ہندوستان

و حدیسی ان بقتوح من بلدان الهند۔ من تاخذ الفوفلة بین شفریہا فتکسرہا من شدہ ما تضغطہا۔

(۱) اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ”خدا کا منکر انسان کہتا ہے کہ کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ سڑ گئی، اے پیغمبر تم کہہ دو کہ ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب بنانا جانتا ہے۔“

کے شہر قنوج میں بعض لوگ سپاری دونوں
لبوں سے دبا کر توڑ دیتے ہیں۔

حسن بن عمرو کا بیان ہے کہ انہوں نے
منصورہ میں کشمیر (پنجاب) کے لوگوں کو دیکھا
کہ وہ وہاں سے دریائے مہراں میں (کشتیوں
پر سوار ہو کر) قسٹ (ہندی) کی گانٹھیں لے کر
منصورہ آتے ہیں، کشمیر اور منصورہ کے درمیان
خشکی کا راستہ ۷۰ دنوں کا ہے اور دریائے سندھ
چڑھاؤ کے زمانہ میں دجلہ و فرات کی طرح تیزی
سے بہتا ہے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ کشمیر کے
لوگ گانٹھوں میں قسٹ ہندی رکھتے ہیں اور ہر
گانٹھ میں سات یا آٹھ سوسن (۱) قسٹ آتی ہے،
گانٹھ پر چمڑا اور چمڑے پر روغن قار (تارکول)
لگا دیتے ہیں، جس سے اس میں پانی وغیرہ نہیں
جاسکتا، اس کے بعد گانٹھوں کو ایک دوسرے سے
اچھی طرح باندھ دے۔ تب میں، پھر اس پر بیٹھ کر
دریائے سندھ میں تیرتے ہوئے چالیس دن
میں منصورہ کی بندرگاہ پر پہنچ آتے ہیں اور قسٹ
کے اندر ذرا بھی پانی نہیں ٹپکتا پاتا۔

مجھ سے ہندوستان میں ایک عرصہ دراز
تک مقیم رہنے والے شخص نے بیان کیا کہ وہاں
کا بن ہوتے ہیں۔

و حدثنی الحسن بن عمرو انه
رای بالمنصورة اهل قشمر الاسفل
و بينهم و بين المنصورة مسيرة
سبعين يوماً فى البر يحدرون فى
مهران من قشمر و هو يجرى كما
يجرى دجلة و الفرات فى وقت
المدود على اعدال القسط و قال لى
انهم يعبون القسط فى الاعدال فى
كل عدل سبع مائة و ثمانون مائة منا
و يجلدونه ثم يجعلون فوق الجلد
القار فلا ينفذه ماء ولا غيره و يقرنون
الاعدال و يشدونها و يوطون عليها
و يحسسون فيها و يحدرون فى
مهران فيصير انى فرضة المنصورة
فى اربعين يوماً و لم يلحق القسط
شيء من الماء البينة۔

و حدثنى من اقام بالهند زمانا
ان فيه كنهه۔

(۱) یہ غالباً کوئی چھوٹا سن ہوگا۔

و حدثني من رأى ببلاد الهند
خلقا كثيرا يزجرون ان بعض ملوك
الهند الكبار كان جالسا ياكل و
بازائه بيغا في قفص معلقة فقال لها
تعالى فكلتي معي فقال له انا افزع
من السنور، فقال لها انا بلا و جرك و
هو بكلام الهندي اني افعل بنفسى مثل
ما بصييك و تفسير هذه اللفظة و معناها
هو ما اذكره و ذلك ان الملك من
ملوك الهند يجئ اليه من الرجال عدة
على حسب محله و جلالته قدره
فيقولون له نحن بلا و جرك فيطعمهم
الارز بیده و يعطيهم التانول بیده
فيقطع كل واحد منهم الخنصر من
اصابعه و يضعها بين يديه ثم
يكونون معه حيث مسلك ياكلون
باكله و يشربون بشربه و يتولون
اطعامه و يستفيضون ساير احواله
فلا تدخل اليه خطيبة و لا جارية و لا
غلام الا فتشوه و لا يفرش له فراش
الا فتشوه و لا يقدم له طعام و لا

مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس
نے ہندوستان میں اکثر لوگوں کے شگون اور
قال لیتے دیکھا ہے، (۱) ہندوستان کا کوئی بڑا
راجہ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے
طوطے کا پنجرہ لٹکا ہوا تھا، راجہ نے طوطے
سے کہا تم بھی آکر میرے ساتھ کھاؤ، طوطے
نے جواب دیا کہ مجھے بلی کا خطرہ ہے، راجہ
نے ہندوستانی زبان میں کہا ”انا بلا و جرك“
یعنی جو مصیبت تم پر آئے گی، اسے میں بھی
بھگتوں گا، اس لفظ کی تشریح اور مفہوم یہ ہے
کہ ایک ہندوستانی راجہ کے یہاں چند صاحب
حیثیت اور معزز لوگ آکر ”نحن بلا و جرك“
کہتے تھے تو راجہ انہیں اپنے ہاتھ سے چاول
کھاتا اور پان دیتا تھا اور یہ لوگ اپنی چھوٹی
انگلی کاٹ کر راجہ کے سامنے رکھ دیتے اور اس
کے بعد وہ لوگ اس کے ہر موقع کے ساتھی
بن جاتے، وہ جب کھانا کھاتا پیتا تو یہ لوگ
بھی اس کو کھلانے پلانے کے ذمہ دار ہوتے
اور جملہ معاملات کے نگران بن جاتے اور اگر
کوئی لونڈی، غلام بادشاہ کے پاس آتا تو وہ اس
کی تلاشی لیتے، بستر بچھایا جاتا تو اس کی جانچ

(۱) اس کے بعد مصنف نے جو واقعہ لکھا ہے وہ قرین قیاس نہیں معلوم ہوتا، اس لیے اسے قلم انداز کر دیا گیا،
البتہ اس سے یہ تو معلوم ہی ہو گیا کہ اس زمانہ میں ہندوستان میں شگون لینے کا رواج بہت زیادہ تھا۔ (ض)

اشرب الا قالوا الذی احضره کل
منہ اولاً و ما اشبهہ هذا من سایر
الاشیاء التی یخاف علی الملوك منها
فان مات قتلوا انفسهم و ان احرق
نفسه احرقوا انفسهم و ان عرض
عذبوا نفوسهم لمرضه و ان حارب
او حورب کانوا حوله و معه و لا
یحوز ان یکون هؤلاء البلاد جریة الا
من علیة اهل الموضع و من یرجع
الی نجدة و بسالة و شہامة و له رواء
و منظر فهذا معنی البلا و جریة فلما
قال الملك لها انا بلا و جرك اکل
الارز عنها فلما رآته قد اکل الارز
عنها و قال لها انا بلا و جرك نزلت
من القفص و جاءت فجلست علی
السخوان لتاکل فقصد السنور فقطع
رأسها فاحذ الملك بدن البیغا فجعله
فی صینیة و جعل علیہ الکافور و
حوله الہیل التانیول و النورة و الفوفل
و ضرب الطبل و دار فی البلد و فی
عسکرہ و الصینیة کل یوم فیطوف
بہا فی البلد مدة سنتین فلما طال
ذالك اجتمع علیہ البلا و جریة

کرتے، کوئی کھانے پینے کی چیزیں لانا تو
لانے والے سے کہتے کہ پہلے تم خود کھاؤ،
غرض اس طرح کے تمام معاملات و حالات
میں جن سے بادشاہ کے لیے خطرہ ہو سکتا ہے،
پوری نگرانی اور جانچ پڑتال کرتے تھے، اگر
راجا مر جاتا تو وہ لوگ بھی جان دے دیتے،
اگر جل جاتا تو وہ بھی اپنے کو ٹکفیس اور ایذا
پہنچاتے، اگر وہ خود جنگ کرتا یا اس سے دوسرا
لڑتا تو یہ لوگ اس کے ساتھ مل کر لڑتے تھے،
صرف اونچے طبقہ، بلند درجہ شجاع و بہادر اور
خوبصورت و وجیہ لوگ ہی بلا و جریہ ہو سکتے
تھے، بلا و جریہ کی تشریح اور اس کا مفہوم یہی
ہاں تو جب بادشاہ نے طوطے سے ”انا بلا و جرك“
کہہ کر اس کی طرف سے چاول کھایا اور طوطے
نے دیکھا کہ راجہ نے اس کی طرف سے چاول
کھالیا اور ”انا بلا و جرك“ بھی کہہ دیا ہے تو وہ
چنچڑے سے نکلا اور ابھی دسترخوان پر کھانے
کے لیے بیٹھا ہی تھا کہ ایک بلی نے جھپٹا مار کر
اس کا سر الگ کر دیا، بادشاہ نے طوطے کا جسم
ایک ٹشت میں رکھ کر اس پر کا فور رکھا اور اس
کے ارد گرد الا پتئی، پان، چونا اور سپارنی رکھی،
پھر طبل بجوایا اور ٹشت اپنے ہاتھ میں لے کر
سارے شہر اور فوج کا گشت لگایا اور اسی طریقہ

جرية و غيرهم من اهل مملكة فقالوا
له هذا قبيح و قد طال الامر فيه فالى
كم تدافع اما ان تفسى و الا نعرفنا
حتى نزيلك و نقلب ملكاً غيرك لان
فى الشرط انه اذا قال انا بلا و جرك ثم
وجب عليه حكم فدافع به او نكل
عنه فقد صار بهندا و البهند عندهم
هو الذى لا يجوز عليه الحكم لقننه
و مهانتة و سقوطه مثل المغنى
و الزار و ما اشبه ذلك و الممالك و
من دونه فى ذلك سواء اذا نكل عن
واجب فلما رأى هذا جمع العود
و الصندل و السليط و حفر حفيرة
و جعل ذلك فيها و احرقه بالمار ثم
رمى بنفسه فيها فاحترق و احترق
بلا و جبريته ثم بلا و جرية البلا و حرية
اتباع الاتباع فارموا نفوسهم معه
فاحترق فى ذلك اليوم نجم النفس
نفس معه و كان اصل ذلك قوله
للبغا انا بلا و جرت

سے برابر دو سال تک روزانہ گشت لگاتا رہا،
اس سلسلہ دراز کو دیکھ کر بلا و جریہ اور سلطنت
کے بعض دوسرے اشخاص نے جمع ہو کر بادشاہ
سے کہا یہ بہت برا طریقہ اور اب یہ معاملہ
بڑھ چکا ہے، آخر کب تک اس طرح اپنی جان
بچاتے رہو گے، یا تو اپنا وعدہ پورا کر دیا صاف
صاف اپنا مقصد بتلاؤ کہ ہم تم کو معزول
کر کے کسی اور کو بادشاہ بنائیں، کیوں کہ یہ
شرائط میں تھا کہ جس نے "انا بلا و جرت"
کہا تو اگر اس کے متعلق کوئی فیصلہ کیا گیا اور
اس کی تعمیل میں پس و پیش یا گریز سے کام لیا
جاتا تو وہ آدمی بھندھا کر لیا جاتا ہے اور بھندھا
شخص کہلاتا تھا جس پر گویوں اور رائی بجانے
والوں کی طرح ان کے ابتدائے، پستی اور
گراؤ کی وجہ سے کوئی قانون نافذ نہیں ہوتا
تھا، راجہ اور اس سے کمتر درجہ کے لوگ جو بھی
کسی فریضہ اور امر واجبی کی نافرمانی سے گریز
اور انحراف کرتا ہے، اس مسئلہ میں برابر ہیں،
راجہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو عود،
صندل اور تیل وغیرہ منگایا اور ایک گڈھا
کھدوا کر اس میں ان سب کو ڈال کر آگ
لگادی، پھر خود بھی اس میں کود رہل گیا، اسی
طرح بلا و جریہ (راجہ کے قبیحین) اور بلا و جریہ

کے بلاوجریہ (یعنی تبعین کے تبعین) اور
بلاوجریہ نے بھی اس کے ساتھ اپنے کو آگ
میں جھونک دیا، اس طرح اس دن تقریباً ۲
ہزار اشخاص اس کے ساتھ آگ میں جل
کر مر گئے اور اس کی اصلی وجہ بس وہی
بات ”انسا وجرک“ تھی جو رجبہ نے طوطے
سے کہی تھی۔ (۱)

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ لٹکا اور
دوسرے مقامات کے راجوں مہراجوں اور اس
درجہ کے اور لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ ہنڈول
(ڈولی) میں آدمیوں کے کندھوں (۲) پر سوار
ہوتے ہیں اور ہنڈول مجھ (۳) جیسی ایک
چیز ہوتی ہے، اس کے ساتھ سونے کا ایک
پاندان ہوتا ہے، جس میں پان اور اس کے
لوازمات ہوتے ہیں، پاندان ایک لڑکے لے کر
چلتا ہے، دوسرے آدمی اور لڑکے اس کے
ساتھ ساتھ چلتے ہیں، اس طریقہ سے رجبہ
پورے شہر کا چکر لگاتا اور اپنی ضرورتوں کے
لیے نکلتا اور پان چباتا جاتا ہے اور پیک
اگالداں میں ڈالتا جاتا ہے۔

وحدثنی ان الملوك بسرندیب
و من یجری مجراهم یحملون فی
الهندول وهو مثل محفة علی اعناق
الرجال ومعه کرندة من ذهب فیہ
ورق التانبول وحوایجہ یحملها
غلام آخر و الغلمان والاصحاب معه
و یطوف فی البلد و یمضی فی
حاجتہ و هو یمضغ التانبول و یصق
فی المبصقة۔

(۱) مصنف نے اس حکایت کی جو بنیاد قراردی ہے، وہ صحیح نہیں معلوم ہوتی، تاہم اس کے اندر بعض
باتیں صحیح بھی ہیں اور ان سے ہندوستان کی ایک قدیم رسم درواج کا پتہ چلتا ہے، اس لیے پوری حکایت
نقل کر دی گئی ہے۔ (ض) (۲) یہ رسم اب بھی پائی جاتی ہے، گو بہت کم۔ (۳) ڈولی ہی کی قسم کی
عورتوں کی مخصوص سواری ہوتی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ہندوستانیوں کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر میدانوں اور پہاڑوں کے تالابوں میں جہاں سیلاب اور بارش کے زمانہ میں پانی جمع ہو جاتا ہے آب دست لیتا ہے تو اس کے بعد کلی بھی کرتا ہے، لیکن کلی کا پانی تالاب سے باہر خشکی میں گراتا ہے، کیوں کہ اس کے عقیدہ میں ہے کہ منہ کا پانی تالاب میں گر گیا تو سارے تالاب کا پانی خراب ہو جائے گا۔ (۱)

وحدثني ان الواحد من الهند يتغوط و ينزل الى التلاج و هو بركة الماء المنصب من الجبال و الصحارى في اوان الامطار و السيول حتى يغتسل فيه و يستنحي فاذا تنظف تمضمض بالماء و خرج من التلاج فمجد الماء من فيه الى الارض لان عنده انه اذا مجد الماء من فيه الى التلاج افسده۔

ہندوستان جانے والے ایک سیاح نے بیان کیا کہ اس نے کھمبایت میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ یکے بعد دیگرے غلیجوں میں داخل ہو کر ڈوب جاتے ہیں اور جو لوگ انہیں ڈبانے میں حصہ لیتے ہیں، ان کو اجرت دیتے ہیں (۲) کیوں کہ انہیں اپنے کو خود ڈبانے میں خوف، گھبراہٹ اور جھجک پیدا ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے، اس لیے وہ ایسے آدمی کو اجرت دیتے ہیں جو کندھے پر ہاتھ رکھتا اور اسے پانی میں ڈبا کر ہلاک کر دیتا ہے (چنانچہ یہ غرق کرنے

وحدثني بعض من دخل الهند انه راى بكنبايت الواحد بعد الواحد يجرى الى الخور ليغرق نفسه فيعطى الاجرة لمن يغرقه يتخوف ان يدركه الخوف او الجزع او يبدو له في تغريق نفسه فيعطى الاجرة لمن يضع يده في قفاه و يغطه في الماء حتى يتلف و ان صاحب او استعفى او سئل ان يلقه لم يفعل۔

(ص ۱۲۳)

(۱) ہندو قوم اس معاملہ میں بڑی محتاط ہے، لیکن اب غالباً خال خال لوگ ہی ایسا کرتے ہیں۔ (ض)
(۲) یعنی خود ہی شوق و ذوق سے اپنے کو ڈبا دیتے تھے، لیکن بعض کمزور قسم کی طبیعت رکھنے والے یہ حوصلہ اٹنگ تو ضرور رکھتے تھے، مگر عین موقع پر ان سے بزدلی اور گھبراہٹ ظاہر ہونے لگتی، اس لیے وہ ایسے لوگوں کو بہت تلاش کرتے تھے جو انہیں ڈبا دیا کریں۔ (ض)

والے اسے پانی میں اس طرح ڈبا دیتے ہیں کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ ڈوبنے والا چیخ رہا ہے یا معذوری اور چھوڑ دینے کی خواہش کر رہا ہے۔

راوی نے بیان کیا کہ فنصور، لامری، کلہ، قافلہ اور ضفین (۱) کے تمام باشندے آدمیوں کو کھا جاتے ہیں، مگر صرف اپنے دشمنوں ہی کو غصہ کی حالت میں کھاتے ہیں، وہ شکم سیری کے لیے یا بھوک سے مجبور ہو کر نہیں کھاتے، یہ لوگ آدمیوں کے گوشت کا قیمہ کر کے خوب اچھی طرح پکا کر شراب کے ساتھ کھاتے ہیں۔

وحدثني ان جميع اهل فنصور ولامري و كلّه و قافلہ و وضفين وغيرهم ياكلون الناس الا انهم لا ياكلون الا اعدائهم من طريق الغيظ عليهم وليس ياكلونهم من طريق الجوع و يقصدوا من لحم الانسان و يضعونه من انواع الضعة والوان و ينتقلون به الى الخمر۔

(ص ۱۲۶-۱۲۷)

ہندوستان کی سیر و سیاحت کرنے والے ایک شخص نے بیان کیا کہ اُس نے سنا ہے کہ عمدہ، بیش قیمت اور نایاب ہیرا کشمیری علاقوں سے آتا ہے۔

وحدثني بعض من دخل الهند انه سمع الارماس (۲) الجيد النادر المرتفع يجلب من نواحي قشمير۔

(ص ۱۲۸)

مجھ سے یونس بن مہران سیرانی سوداگر نے بیان کیا جو جزیرہ جاوا گئے تھے کہ وہاں مہراج (۱) کے شہر جاوا کے بازار میں دوکانیں بے شمار تھیں اور صرف صرافہ کی دوکانیں ۸۰۰

حدثني يونس بن مهران السيرافي الساجرو قد كان دخل الزابج قال رأيت في البلد الذي فيه مہراجا الملك بالزابج من الاسواق

(۱) فنصور اور کلہ پر نوٹ تحریر کیا جا چکا ہے، ضفین شاید ضف ہو اور لامری اور قافلہ بھی اسی اطراف و نواح کے علاقے ہوں گے۔ (۲) وفي بعض النسخ الارماس "بالراء" وهو الصواب۔ (ض)

(۳) مہراج یعنی دلہرائے، بزرگ بن شہر یار کے زمانہ میں اکال درش کرشن دوم ۸۸۰-۹۱۳ھ تھا۔

تھیں، اس کے علاوہ وہاں کی عمارت، شہر اور گاؤں وغیرہ حد و بیان سے باہر ہیں۔

العظيمة ما لا يحصى و عدت في سوق الصارف بهذه البلد ثمان مائة صيرفي سوى الزابج و عمارتها و كثرة البلدان و القرى فيها ما لا يقع عليه وصف۔ (ص ۱۳۷)

مجھ سے ایک قابل اعتماد آدمی نے بتایا کہ اس نے ہندوستان کے کسی شہر میں دو آدمی دیکھے، انہوں نے ایک کنواں کھودا اور اس میں پیروں کے بل کھڑے ہونے کے بعد اپنے بھر دیئے پھر اس میں آگ لگائی اور اپنے سامنے چوسر رکھ کر کھینے، پان چبانے اور گانے بجانے لگے، آگ بھی نیچے سے کام کر رہی تھی، یہاں تک کہ بھڑک کر ان کے سینوں تک پہنچ گئی اور وہ دونوں جل بھن گئے، مگر ان سے کسی قسم کا درد و کرب اور اضطراب نہیں ظاہر ہوا۔

و حدثني من اثق لقوله انه شاهد ببعض بلاد الهند رجلين و حفر كل واحد منهما بئر و ملأها (۱) بعد ان قام فيها على رجله سرجبنا و جعل فيه نار و وسطا بينهما نردا و جعلنا يلعبان بها و يمشغان التانبول و يغنيان و النار تعمل فيهما من اسفل الى ان بلغت النار الى قلوبهما فطفيا و لم يظهر منهما تألم و لا تغير۔ (ص ۱۴۷-۱۴۸)

عبدالواحد بن عبدالرحمن فسوی نے جو ابو حاتم فسوی کے بھتیجے اور برسہا برس تک سمندروں کی سیر و سیاحت کر چکے تھے، مجھے بتایا کہ اہل ہند (۲) ٹوپوں اور پگڑیوں کی طرح اپنے سروں پر بالوں کی چوٹیاں باندھ

و حدثني عبد الواحد بن عبد الرحمن الفسوي و هو ابن اخي ابي حاتم الفسوي و قد سافر سنين كثيرة في البحار ان الهند كانت تشد شعورها ماث القلائس على الرؤس و

(۱) کذا في الاصل و الصواب ان يكون بئراً۔ (ض)

(۲) اس زمانہ میں بھی سادھو اور اس قسم کے دوسرے تپیا اور ریاضت کرنے والے لوگ ایسا کرتے ہیں۔ (ض)

كانت سيوفهما مستقيمة قائمة فوق عين
طائفة منهم و بين طائفة اخرى حرب
فاستظهرت احدهما على الاخرى
فتحكموا عليهم و قالوا ما نرجع عنكم
الا ان تجعلوا شعوركم ساجدة لشعورنا
و سيوفكم ساجدة لسيوفنا فصارت
الفرقة المستظهرة عليها تشد شعورها
منكوسة و سيوفهم مقوسة و هو القراطيل
فالرسم باقى الى اليوم على هذا فى تلك
الطوايف۔ (ص ۱۴۸-۱۴۹)

و بلاد الهند لصوص يجي منهم
جماعة من بلد الى بلد فيبعثون على
التجار الموسرين اما غريب و اما
هندي فيقبضون عليه فى بيته او فى
السوق او فى الطريق و يجردون فى
وجهه السكاكين و يقولون له اعطنا
كذا و كذا و الا قتلناك فان تقدم اليهم
احد يمنعهم من الرجل او سلطان قتلوه
و لم يبالوا عنده ان يقتلوا او يقتلوه
انفسهم بعده كل ذلك عندهم سواء
اذا طالبوا الانسان لم يسع احدا ان
يكلمهم و يتعرض لهم خرقاً من نفسه
و يمضى معهم فيجلس حيث

ليتے ہیں اور ان کی تلواریں نہایت سیدھی اور
بالکل کھڑی ہوتی ہیں، ایک مرتبہ دو جماعتوں
میں آپس میں جنگ ہوگئی اور ایک نے دوسری
کو مغلوب کر لیا، وہ مفتوح جماعت سے کہا کہ
ہم اسی شرط پر تمہارے یہاں سے واپس
جائیں گے کہ تمہارے بال اور تلواریں ہمارے
بال اور تلواروں کے سامنے سرنگوں ہو جائیں،
چنانچہ مغلوب گروہ نے اپنے بال اٹکے
باندھے اور تلواریں کج کر لیں اور اس جماعت
میں اب تک یہ رسم چلی جا رہی ہے۔

ہندوستان میں ایسے چور ہوتے ہیں،
جو ایک شہر سے دوسرے شہر جا کر مالدار تاجروں
کو خوادوہ پر دیسی ہوں یا ہندوستانی تاک میں
رہتے ہیں اور انہیں ان کے گھروں، بازاروں
یا راستوں سے پکڑ لیتے اور ان کو چھرا دکھا کر
ڈراتے دھمکاتے ہیں کہ اتنی رقم دے دو ورنہ
تم کو قتل کر ڈالیں گے، اس حالت میں جو آدمی
بھی خواہ سرکاری ہی کیوں نہ ہو، اگر مزاحمت
اور روک ٹوک کے لیے بڑھتا ہے تو اسے قتل
کر دیتے ہیں اور ان کو اس کی مطلق پرواہ نہیں
ہوتی کہ قتل کرنے کے بعد وہ خود بھی قتل
کر دیئے جائیں گے، کیوں کہ مارنا اور مرجانا
ان کے نزدیک برابر ہے، اس لیے وہ جب

کسی آدمی سے اس قسم کا مطالبہ کر دیتے ہیں تو پھر اپنی جان کے خوف سے اس کے لیے کچھ کہنے سنے یا انکار کرنے کا موقع نہیں رہتا، بلکہ جہاں بھی وہ چاہتے ہیں اس کے گھر، دکان، بازار یا باغ وغیرہ میں جا کر وہ شخص بیٹھ جاتا ہے اور ان کے لیے مال و متاع مہیا کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس درمیان میں ڈاکو کھاتے پیتے اور چھریاں نکالے رہتے ہیں، جب ان کی مطلوبہ رقم جمع ہو جاتی ہے تو ایک آدمی اسے لے کر ان کے ساتھ پہنچانے جاتا ہے، جسے یہ لوگ راستہ میں چاروں طرف سے گھیرے رہتے ہیں، پھر جب وہ اپنے ماموں و محفوظ مقام پر پہنچ جاتے تو اسے چھوڑ دیتے اور مال و متاع لے لیتے ہیں۔

محمد بن مسلم سیرانی کا جو تھانہ میں ۲۰ سال سے زیادہ مقیم، ہندوستان میں اکثر جگہوں کی سیر و سیاحت اور وہاں کے باشندوں کے احوال و معاملات سے خوب واقف تھا، بیان ہے کہ ۱۱۲ افراد پر مشتمل ڈاکوؤں کا ایک گروہ چیمور اور تھانہ آیا اور وہاں اس نے ایک ہندوستانی تاجر کو پکڑا جس کا باپ بڑا دولت مند تھا اور اس نے بڑی محنت اور جفاکشی سے یہ دولت حاصل کی تھی اور اس کے یہی ایک لڑکا

شاؤا من سوقہ او دارہ او دکانہ او فی بستانہ فیجمع لہم المال الذی قد قاطعواہ علیہ و المتاع و ہم مع ذالک یا کلون و یشریون و سکا کینہم مجردہ فاذا جمع ما وافقواہ علیہ اخضر من یحملہ معہم و مصی و ہم محیطون بہ حتی یبلغون اما کہم الذی یأمنون فیہا علی انفسہم فیطبقونہ من ہماک و یاخلون المتاع و المال۔

(ص ۱۵۱-۱۵۲)

و حدیسی محمد بن مسلم السیرانی و کان مقیماً بتانہ نیفاً و عشرين سنة و قد سافر الی اکثر بلاد الهند و عرف احوال اہلہا و معاملتہم معرفة جیدة ثم ان اثنی عشر نفساً جاؤا الی صیمور و تانہ فقبضوا علی رجل من التجار ہندی لہ اب یملک مالاً عظیماً و الاب شدید المحنة بہ لا ولد لہ سواہ فقبضوا علیہ

تھا، اس کو انہوں نے گھر میں گھس کر پکڑا اور اس سے دس ہزار یا اسی کے لگ بھگ اشرفیاں مانگ رہے تھے، اس کے باپ کے لیے یہ معمولی رقم تھی، لڑکے نے یہ صورت حال باپ کے پاس کہلا بھیجی کہ وہ رقم دے کر ان ڈاکوؤں کے پیچہ سے اس کو چھڑا دے، یہ سن کر باپ فوراً آیا اور ان سے نرمی اور لجاجت سے کہا کہ ایک ہزار کے قریب اشرفیاں لے کر لڑکے کو چھوڑ دیں مگر ڈاکوؤں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم دس ہزار لینے بغیر نہ چھوڑیں گے، باپ یہ کیفیت دیکھ کر راجہ کے پاس آیا اور اسے صورت حال سے مطلع کیا اور کہا کہ اس کا سوائے اس کے کوئی علاج نہیں کہ ان ڈاکوؤں کو تیرا واقعی سزا دی جائے، بغیر اس کے کوئی شخص کیسے آپ کی سلطنت میں رہ سکتا ہے، راجہ نے کہا اس وقت ہم کیا کر سکتے ہیں، اگر ان سے بات چیت کریں تو وہ تمہارے بیٹے کو قتل کر دیں گے، باپ نے کہا پھر آخر کیا صورت ہوگی؟ راجہ نے کہا انہیں قتل کر دینا تو آسان ہے، لیکن خطرہ یہ ہے کہ وہ تمہارے اکلوتے لڑکے کو قتل کر ڈالیں گے، سو داگر نے جواب دیا، اس کی پرواہ نہیں، یہ لوگ اتنی بڑی بھاری رقم کا مطالبہ کر

فی وسط منزله و طالبوه بعشرة آلاف دينار او نحو ذلك و كان هذا بعض ما يملكه ابوہ فوجه الى ابیه يعرفه ما نزل به و يستلله ان يشتريه و يخلصه منهم فحاء اليهم فكلهم و رفق بهم لباخذوا منه الف دينار و نحو ذلك قالوا و قالوا لم ناخذ الا عشرة آلاف دينار فلما راہم على هذه الحالة مضى الى الملك و عرفه القضية و قال هذا شيء لا دواء له و متالم يقع بهؤلاء القوم نكايه لم يكاد (۱) احد ان يقيم عندكم فقال له كيف نصنع و ان كلمناهم قتلوا ابنك فقال له كيف العمل قال قتلهم سهل على و انما اخاف ان يقتلوا ابنك و لا ولدك غيره فقال ما ابالي هؤلاء يطلبون مالاً عظيماً و لا يجوز لي ان افقر نفسي و اخلص و لدی باى وجه ايها الملك نجمع الخشب حول الدار و نسد بابها و نضرمها بالنار عليهم فقال له يحترق ابنك و عيالك فقال احتراقهم اهوون عندى من ذهاب مالى فوجه الملك

(۱) کذا بالاصل و انصواب لم یکد۔

رہے ہیں کہ میں لڑکے کو پہچانے کے لیے اپنے کو محتاج نہیں بنا سکتا، اس لیے ہم مکان کے چاروں طرف لکڑیاں جمع اور دروازہ بند کر کے گھر میں آگ لگا دیں گے، راجہ نے کہا مگر تیرا لڑکا اور گھر والے بھی تو جل جائیں گے، اس نے جواب دیا میرے لیے ان کا جل جانا مال چلے جانے سے زیادہ آسان ہے، یہ سن کر راجہ خود اس کے مکان پہنچا اور دروازہ بند کر کے اس میں آگ لگوا دی اور ڈاکوؤں کے ساتھ اس کا لڑکا، گھر کے اور لوگ اور سارا اثاثہ سب جل گیا۔

و سد باب الرجل بضرم الباب بالنار
فاحترق القوم و ولده و عیالہ و جمیع
ما کان فی الدار۔

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کے بالائی علاقوں میں بوڑھوں اور بوڑھیوں کو جلا دینے کی رسم ابھی تک جاری ہے۔

قیل ان فی بلاد الهند الاعلیٰ
الرسم فی احراق الشيوخ والعجائز
باق۔ (۱۵۲-۱۵۳)

اس سے پہلے ایک فصل میں ہم ہندوستان کے عابدوں (پجاریوں) اور زاہدوں (نیاپیوں) اور جوگیوں) کا تذکرہ کر چکے ہیں، ان کی چند قسمیں ہیں: ایک قسم کو بیکور (۱) کہتے ہیں جو اصل میں لڑکا کے باشندے ہیں، یہ مسلمانوں سے بہت محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف بڑا میلان رکھتے ہیں، یہ گرمی کے موسم میں بالکل ننگے بدن اور ننگے پیر رہتے ہیں، کبھی کبھی کوئی

ذکرت فی فصل قبل هذا امر
عباد الهند و زهادهم و هم عدة اصناف
منهم البیکور و اصلهم من سرنديب
و هم یحبون المسلمين و یمیلون الیهم
میلاً شدیداً و هم فی الصيف عراة
حفاة لا یسترون بشیء و ربما جعل
الواحد منهم علی سؤتہ خرقة اربع
اصابع فی مثل ذالك مشدودة بخیط

(۱) غالباً یہ وہی لوگ ہیں جنہیں ابو یزید حسن اور طاہر مقدسی نے بیکرہمین اور کہیں بیکرہنیتیں کہا ہے، یعنی بدھ فقیر اور بھکشو۔

فی الوسط و فی الشتاء يتشحون
بالحصير الحشيشة و منهم من يلبسون
الازار مرقعاً من كل لون على لون
المرقعة للشهرة و يلوثون ابدانهم برماد
عظام الموتى من الهند الذين احرقوا و
يحلقون رؤسهم و يتنفون لحاهم و
شواربهم و لا يحلقون شعر العانة و لا
شعر الابطين و فی الاكثر يعلون (۲)
اظفارهم و مع الواحد منهم قحف
رأس انسان ميت فيه ياكل و يشرب
على سبيل الاتعاط بذلك و التواضع۔

سادھو صرف چار انگل کی لنگوٹی ایک ڈوری
میں لگا کر کمر میں باندھ لیتا ہے اور یہ لوگ
جاڑوں میں گھاس کی چٹائیاں اوڑھ لیتے ہیں
اور بعض مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے
ٹکڑوں سے سلی ہوئی لنگی باندھ لیتے ہیں اور
جسم پر مردوں کی جلی ہوئی ہڈیوں کی راکھ مل
لیتے ہیں اور سر کے بال منڈاتے اور ڈاڑھی
اور مونچھ کے بال اکھاڑ لیتے ہیں، لیکن بغل
اور زیر ناف کے بال نہیں بناتے اور بیشتر
لوگ ناخن کٹواتے (۱) اور ہر ایک کے گلے
میں مردہ انسان کی ایک کھوپڑی ہوتی ہے اور
عبرت اور خاکساری کے لیے اسی میں کھاتے
پیتے ہیں۔

و كان اصل سرنديب وما ولاها (۱)
لما بغلهم خروج النبي ﷺ فارسلوا
رجلاً فهِمًا منهم و امروه ان يسير اليه
فيعرف امره و ما يدعوا اليه فعاقت
الرجل عوايق و وصل الى المدينة بعد ان
قبض رسول الله ﷺ و توفي ابو بكر
وجد القايم بالامر عمر بن الخطاب
فسأله عن امر النبي ﷺ فشرح له و بين

لنکا اور اس کے آس پاس والوں کو جب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر ہوئی تو
انہوں نے اپنی قوم کے ایک سمجھدار اور ہوشیار
آدمی کو بھیجا کہ وہ آپ کے پاس جا کر آپ کا
حال اور جس چیز کی آپ دعوت دیتے ہیں،
اس کو معلوم کرے، لیکن اس آدمی کو رکاوٹیں
پیش آ گئیں اور وہ اس وقت مدینہ پہنچا جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ

(۱) اصل کے مطابق ترجمہ کر دیا گیا لیکن غالباً مصنف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ اکثر لوگ ناخن نہیں
کٹواتے۔ (ض) (۲) کذا بالاصل ولعله لا يقصون (ض)

دونوں وفات پا چکے تھے، چنانچہ اس نے حضرت عمرؓ سے رسول کریمؐ کے حالات دریافت کئے، آپ نے پوری تفصیل سے بیان کئے، مگر جب یہ آدمی واپس ہوا تو انہما کے عاقبہ میں اس کا انتقال ہو گیا، اس کے ہمراہ ایک ہندو لڑکا بھی گیا تھا، اس نے انکا پیچھے کر سب حالات بیان کئے اور نبی اکرمؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے متعلق جو کچھ واقفیت حاصل ہوئی تھی، سب بیان کی اور بتایا کہ اس کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور قائم مقام حضرت عمرؓ سے ہوئی اور ان کی خاکساری کا حال بھی بیان کیا کہ وہ پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں اور رات مسجد میں گزار دیتے ہیں، انہی واقعات کو سن کر اور اس کے اثر سے یہ لوگ تواضع و خاکساری کے لیے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں اور مسلمانوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف میان رکھتے ہیں۔

ہندوؤں کے مذہب میں مردوں کے لیے شراب مطلقاً حرام اور عورتوں کے لیے جائز ہے، لیکن بعض لوگ مٹنی منور سے شراب پیتے ہیں۔

و رجع فتوفی الرجل بنواحی بلاد مکران و کان مع الرجل غلام له ہندی فوصل الغلام الی سرندیب و شرح لہما لامر و ما و تحفا علیہ من امر النبی ﷺ و ابی بکرؓ و انہم و جدوا صاحب النبیؐ عمر بن الخطاب و صف لہم تواضعہ و انہ کان یلبس مرقعة و یبیت فی المساجد فتواضعہم لاجل ما حکا لہم ذالک العلام، و لبسہم الثیاب المرقعة لساد کرد من لبس عمرؓ المرقعة و محبتہم للمسلمین و میلہم الیہم لسا فی قلوبہم مما حکاہ ذالک الغلام عن عمرؓ۔

و فی مذہب اہل الہند ان الشراب علی الرجال حرام و ہو للنساء حلال و من الہند من یشرب سراً۔

(۱) کذا فی الاصل و هو ما والاہا۔ (ض)

ہندوستان میں کابھوں اور ساحروں کے واقعات کا بڑا شہرہ ہے، جن میں سے بعض کا ہم اس کتاب میں ذکر کر چکے ہیں۔

اہل ہند کے نزدیک چوری بہت بڑا جرم ہے، اگر کوئی ادنیٰ درجہ کا یا نادار ہندی چوری کرتا ہے تو راجہ اسے قتل کر دیتا ہے اور اگر مالدار چوری کرتا ہے، تو راجہ اس کا کل مال ضبط کر لیتا ہے یا اس پر بہت بڑا جرمانہ لگا دیتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص چوری کیا ہوا مال واقفیت کے بعد خرید لیتا ہے تو اس پر بھی بھاری تاوان لگایا جاتا ہے اور چوری کی سزا ان کے یہاں قتل ہے اور اگر کوئی مسلمان وہاں اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا معاملہ مسلمانوں کے ہنرمند (۱) کے یہاں پیش کر دیا جاتا ہے تاکہ اسلامی قانون کے مطابق اس کے ساتھ کاروائی کی جائے اور ہنرمند کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو اسلامی ملکوں میں قاضی کی ہے اور ہنرمند صرف مسلمان ہوتے تھے۔

و بالہند کھنہ و سحرۃ امرہم مشہود و قد ذکر ت بعض ذالک فی هذا الجزء۔

و السرقة عند الہند عظیمۃ فاذا سرق الہند فی بلاد الہند قتله الملك ان كان الہندی و ضیعا اولا مال له و ان كان له مال اخذ الملك ماله باسره او غرمه غرامۃ عظیمۃ و كذلك ان اشترى شیئاً مسروقاً بعد علمه بذالک غرم الغرامۃ العظیمۃ و مجازاة السرقة عندهم القتل و ان سرق مسلم عندهم القتل و ان سرق مسلم ببلاد الہند رد الحکم فی امرہ الیٰ ہنر من المسلمین لیعمل فیہ بما یوجبہ حکم الاسلام و الہنر من ہو مثل القا ضی فی بلاد الاسلام و لا یکون الہنر من الا من المسلمین۔

ہندو مردار کھاتے ہیں، کیوں کہ وہ بکریوں اور چڑیوں کو ذبح کرنے کے بجائے ان کے سروں پر مار دیتے ہیں تاکہ وہ مرجائے

و الہند یا کلون المیتۃ و ذالک انہم یاخذون الشاة او الطیر فیضربون راسہ حتی یموت فاذا مات اکلوہ۔

(۱) یہ فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہنروالے کے ہیں، لیکن عربوں نے اخیر کی وال گرا کر اسے ہنرمن بنایا اور اسے ایک خاص معنی میں بولنے لگے، یعنی اس زمانہ میں بعض ہندو حکومتوں میں حکومت کی جانب سے مسلمانوں کا نظام قائم تھا اور ان کے مناصب مقرر تھے، جو ان کے معاملہ کا فیصلہ کرتے تھے، انہی کو (ہنرمن) کہا جاتا تھا۔ (ض)

بعض لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے ہندوستان کے ایک شہر میں ایسے ہاتھی (۱) دیکھے ہیں جو اپنے مالکوں کے کام اور ان کی ضروریات انجام دیتے تھے، اس کا طریقہ یہ تھا کہ ہاتھی کو وہ جھولا دے دیا جاتا تھا جس میں ضرورت کی چیزیں خریدی جاتی تھیں، اسی میں کوڑیاں رکھ دی جاتیں اور وہی ان لوگوں کا رائج الوقت سکے تھا اور جو چیز مطلوب ہوتی اس کا نمونہ بھی رکھ دیا جاتا، جیسے ہی بنیا ہاتھی کو دیکھتا تو کل کام چھوڑ کر خواہ کسی درجہ کے گاہک بھی ہوں اور اس کے سر ہی پر کھڑے ہوں، ان سب کو چھوڑ کر ہاتھی سے جھولا لیتا، کوڑیاں شمار کرتا اور اس میں جو نمونہ رکھا ہوتا، اسے دیکھ کر اس کے مطابق جو بہتر سے بہتر چیز اس کے پاس ہوتی، سستی سے سستی قیمت میں دیتا اور اگر ہاتھی کچھ زیادہ چاہتا تو اور بڑھا دیتا، اگر کبھی دوکاندار کوڑیاں شمار کرنے میں غلطی کرتا تو ہاتھی اپنی سونڈ سے اسے متنبہ کرتا اور بنیاد پر بارہ شمار کرتا، پھر ہاتھی خریدا ہوا سامان لے کر گھر واپس جاتا، اگر یہ سامان مالک کو کم معلوم ہوتا تو وہ

و اخبرنی بعضهم انه شاهد ببعض بلدان الهند فيلة تصرف في حوائج اربابها و ان الفيل يدفع اليه الوعاء الذي يشتري فيه الحوائج و فيه الودع وهو نقد القوم و انموذج الحاجة كائنا ما كان فيكون معه في الوعاء شيء من ذلك الجنس و النقد و مضى الى البقال فاذا رده البقال نزل من جميع شغله و لو كان على راسه من يشتري منه كائنا من كان و اخذ الوعاء من الفيل فعد الذي فيه و نظر ما يزيد بانموذج متاعه و دفع اليه اجود ما عنده من ذلك النوع بارقيمة و لو يستزیده فیزیدہ و ربما عدا البائع الودع فغلط فيه فيشره الفيل بخرطومه فيعد البقال عدة ثانية و يمضي الفيل بما اشتراه في حشد المال قليلا صاحبه فيضربه فيعود الى البقال فيشوش متاعه و يخلط بعضه ببعض فاما ان يريده او يرد عليه الودع و ان الفيل الذي هذه صورته يكمنس و يرش و يدق الارز

(۱) لیکن جو جانور خود ہی اپنی موت سے مر جاتے ہیں، انہیں ہندوؤں کے شریف طبقوں میں کھانے کا رواج نہیں، البتہ پس ماندہ قومیں اسے بھی کھا لیتی ہیں۔ (ض) (۲) یعنی سدھائے ہوئے ہاتھی۔

و يطحن الارز و يستقى الماء و ذالك
انه ياخذ الوعاء الذى يستقى فيه الماء
و فى الوعاء حبل مشدود يدخل
خرطومہ فيه و يحمله و يقضى جميع
الحوائح و يركبه صاحبه فى حوائجہ
البعيدة و يركبه الصبی و يمضى عليه
الى الصحراء فيقطع الحشيش و ورق
الشجر بخرطومہ و يدفعه الى الصبی
فيجمعه فى وعاء معه و يحمله فيكون
ذالك طعامه و انه اذا كان على هذه
الصفة يبلغ مالاً عظيماً و قيل عشرة
آلاف درهم۔

(ص ۱۶۳ تا ۱۶۵)

ہاتھی کو مارتا اور وہ پھر یہ سامان لے کر بننے کے
پاس واپس جاتا اور اس کو بننے کے سامنے
الٹ پلٹ دیتا، بنایا تو اس کا مقصد پورا کر دیتا
ورنہ کوڑیاں گن کر واپس کر دیتا، جس ہاتھی کا
ذکر کیا جا رہا ہے، وہ جھاڑو بھی دیتا ہے، پانی
بھی چھڑکتا ہے اور موسل سونڈ میں لے کر
دھان کوٹتا ہے، ایک آدمی ہاتھی کے سامنے
دھان جمع کرتا جاتا ہے، وہ اس کو کوٹتا جاتا ہے،
پانی بھی لاتا ہے اور اس طرح کہ پانی بھرنے
کا ڈول جس میں رسی بندھی ہوتی ہے، اپنے
سونڈ میں لے کر جاتا ہے اور پانی بھر کر مالک
کے لیے لاتا ہے، اس طرح وہ تمام ضرورتیں
پوری کرتا ہے جب مالک کو دور دراز سفر کرنا
ہوتا ہے تو اسی پر سوار ہو کر جاتا ہے، بچے اس پر
سوار ہوتے ہیں، وہ انہیں لے کر جنگل جاتا
ہے اور اپنی سونڈ سے ماس اکھاڑ کر اور درخت
کی پتیاں توڑ کر بچے کو دیتا جاتا ہے، بچہ اسے
کسی چیز میں رکھتا جاتا ہے، یہی اس کے چارہ
کا کام دیتا ہے، اس قسم کے سدھائے ہوئے
ہاتھی بڑے بیش قیمت ہوتے ہیں اور کہا جاتا
ہے کہ ہزار درہم تک اس کی قیمت ہوتی ہے۔



مسعودی

(المتوفی ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۷ء)

مسعودی کا نام علی بن حسین بن علی، کنیت ابو الحسن اور وطن بغداد تھا اور چوں کہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اس کا خاندانی سلسلہ ملتا ہے، اس لیے مسعودی کہلاتا ہے۔ یہ ایک بلند پایہ مؤرخ، جغرافیہ نویس اور سیاح کی حیثیت سے مشہور ہے، اس نے اپنی عمر کے پچیس سال سیر و سیاحت میں گزار دیئے، اس نے اپنے وطن بغداد سے سفر شروع کیا اور عراق، شام، آرمینیا، روم، (ایشیائے کوچک) افریقہ، سوڈان اور حبش کے علاوہ چین، تبت، ہندوستان اور لٹکا بھی آیا اور ہندوستان، چین، عرب، حبش، ایران اور روم کے دریاؤں کی بھی سیر کی ہے، اس نے جو بعض تاریخی اور جغرافیائی معلومات تحریر کئے ہیں، وہ اس سے پہلے مؤرخین اور جغرافیہ نویسوں کے یہاں نہیں ملتے، اس کی متعدد ضخیم کتابوں میں صرف دو تاریخی کتابیں موجود ہیں، مروج الذهب و معادن الجواہر اور التنبیہ والاشراف، مروج الذهب نہایت پُر معلومات اور مفید تصنیف ہے اور اگرچہ وہ اسلام کی تاریخ ہے، لیکن اس کے مقدمہ میں دنیا کی تمام قوموں کی ایمالی تاریخ ہے، اس سلسلہ میں ہندوستان کا ذکر اور یہاں کے شہروں اور دریاؤں کے متعلق اس میں بڑے مفید معلومات موجود ہیں، مسعودی نے اسے

۳۳۲ھ مطابق ۹۴۳ء میں سیروسیاحت ختم کرنے کے بعد لکھا تھا اور وہ مصر سے کئی بار اور پیرس سے ۹ جلدوں میں ۱۸۷۱ء میں فرنچ ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

دوسری کتاب میں بھی ہندوستان کے متعلق بعض جغرافیائی معلومات ہیں اور وہ لیڈن سے ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی ہے، Carrade Vaux نے اس کا فرنچ ترجمہ بھی کیا ہے، کہا جاتا ہے کہ مسعودی شیعہ تھا، آخر عمر میں اس نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی، ۳۴۵ھ میں فسطاط آیا اور ۳۴۶ھ میں وہیں وفات پائی۔



www.KitaboSunnat.com

مروج الذهب و معادن الجواهر

و اہبط اللہ آدم بسرندیب و
حوئی بجدة و ابلیس بیسان و الحیة
باصبہان فہبط آدم بالہند علیٰ جزیرۃ
سرندیب علیٰ جبل الرہون و علیہ
الورق الذی خصفہ فیس فذرہ
الریاح فی بلاد الہند فیقال واللہ اعلم
ان علة کون الطیب بارض الہند من
ذالک الورق و قیل غیر ذالک و لذلک
خصت ارض الہند بالعود و القرنفل و
الافاویہ و المسک و سائر الطیب و

خدا نے جنت سے حضرت آدمؑ کو لڑکا
میں، حواؑ کو جدہ میں، ابلیس کو بیسان میں اور
سانپ کو اصہبان میں اتارا تھا، یعنی حضرت
آدمؑ ہندوستان کے جزیرہ لڑکا میں راہون (۱) وہ
پہاڑ پر اترے اور اسی پہاڑ پر (جنت کی) وہ
پتیاں بھی تھیں جن سے حضرت آدمؑ نے ستر
پوشی کی تھی اور وہ جب خشک ہو گئیں تو ہواؤں
نے اسے اڑا کر پورے ہندوستان میں پھیلا
دیا اور غالباً اسی لیے کہا جاتا ہے اور خدا ہی بہتر
جانتا ہے کہ صحیح بات کیا ہے، کہ انہی پتیوں کی

(۱) آزاد بلگرامی نے امام غزالی کی کتاب بدء الخلق سے اس پہاڑ کا نام یوز بتایا ہے، مگر شیخ رومی کا یہ قول بھی
نقل کیا ہے کہ اس کا نام جبل راہون تھا اور دونوں قولوں میں تطبیق کی صورت اس طرح بیان کی ہے کہ ممکن ہے
ایک ہی پہاڑ کے دو نام رہے ہوں، یا ایک عرصہ دراز کے بعد پہلا نام بدل کر دوسرا ہو گیا ہو، ایک تیسری
صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پہلا نام عام اور دوسرا زیادہ خاص ہو۔ (دیکھو سجتہ المرجان ص ۶۵) اب موجودہ
جغرافیہ کی کتابوں میں اس کا نام کوہ آدم ملتا ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ اس کی چٹان پر پاؤں کا نشان موجود ہے اور
دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ نقش قدم مسلمان عربوں، بوڑھوں اور عام ہندوؤں تینوں کی دلی عقیدتوں کا متحدہ مرکز
تھا، مسلمان تو اس کو حضرت آدم کا نقش قدم سمجھتے ہیں اور اس کی عزت کرتے ہیں، بودھ اس کو شاکیہ مونی کے قدم
کا نشان اور ہندو شیو کے پاؤں کا نشان سمجھتے ہیں اور اس کی عزت کرتے ہیں اور درودور سے اس کے پاترے کو
آتے ہیں، جس مقام پر یہ پہاڑ واقع ہے، اس کا نام دجناء بیان کیا جاتا ہے، مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم لکھتے
ہیں کہ شاید دکھنا (وکن یعنی جنوبی ہند کی گڑی ہوئی شکل ہے۔ (ض)

وجہ سے ہندوستان میں خوشبو اور عطر وغیرہ پائے جاتے ہیں، اس کی اور وجہیں بھی بیان کی جاتی ہیں، اسی لیے سرزمین ہند، عود، لونگ، خوشبوؤں، مشک اور دوسرے قسم قسم کے عطر کے لیے خاص ہے، اسی طرح یہاں کے پہاڑوں پر یاقوت اور ہیرا، جزیروں میں سنباذج (۱) اور سمندروں کی گہرائیوں میں موتی چمکتے ہیں۔

دنیا کی ابتدا وانجہا اور اس کی حقیقت اور ماہیت پر وقتِ نظر کے ساتھ غور و خوض کرنے والے اصحابِ علم و نظر اور اربابِ فکر و تحقیق کا بیان ہے کہ قدیم ترین زمانے میں ہندوستان میں ایسی جماعتیں موجود تھیں جن میں خیر و صلاح اور حکمت و دانائی پائی جاتی تھی اور اس زمانہ میں جب نوعِ انسانی اقوام و قبائل میں بنی ہوئی تھی تو ہندوستان کے لوگ ملک میں مرکزیت پیدا کرنے، اس کو ایک اقتدار کے ماتحت لانے اور حکومت قائم کرنے میں مصروف تھے اور ان کے سرداروں کا خیال تھا کہ ہم ہی سے ابتدا ہوئی ہے اور ہم ہی پر انتہا ہوگی اور آغاز و انجام ہمارے ہاتھ میں ہے، سارے کرۂ زمین

و كذلك الجبل لمعت عليه اليواقيت و احجار الماس و في جزائره السنباذج و في قعره مغائص اللؤلؤ۔

(۶۰ و ۶۱)

و الحث الذين وصلوا العناية بتأمل شان هذا العالم و بدئه ان الهند كانت في قديم الزمان الفرقة التي فيها الصلاح و الحكمة و انه لما تجملت الاجبال و تحزبت الاحزاب حاولت الهند ان تضم المملكة و تستولي على الخورة و تكون الرياسة فيها فقال كبرائؤهم نحن كنا اهل البدء و فيها التناهي و لنا الغاية، الصدر و الانتهاء و منا سرى الالب الى الارض فلا ندع احدا عاقنا و لا عاندنا و اراد بنا الاغماض الا اتينا عليه و ابدناه او يرجع الى طاعتنا فازمعت على ذلك و نصبت لها ملكا و هو البرهمن الاكبر

(۱) یہ ایک قسم کا پتھر ہے جس سے تلواروں اور دانتوں کو صاف کیا جاتا ہے۔ (قاموس جلد اول)

میں ادب (۱) کی اشاعت ہمارے ملک ہی سے ہوئی ہے، جو ہماری مخالفت اور ہم سے عناد کرے گا یا ہمیں نظر انداز کرنے کی کوشش کرے گا تو ہم اس پر چڑھ دوڑیں گے اور ہلاک کر ڈالیں گے، یہاں تک کہ وہ ہماری اطاعت قبول کر لے اور یہ عزم کر کے انہوں نے اپنا ایک بادشاہ مقرر کیا جو برہمن ”اکبر“ ملک اعظم اور امام مقدم کہلاتا ہے، اس کے زمانہ میں علم و حکمت اور علما کا دور دورہ تھا، لوگوں نے کانوں سے لوہا نکالا، اسی زمانہ میں تلواریں، خنجر اور لڑائی کے دوسرے قسم قسم کے آلات و اسلحہ ایجاد کئے گئے اور زر و جواہرات سے مرصع محل تعمیر ہوئے، جن میں افلاک ۱۲۰ برجوں اور ستاروں کی تصویریں بنائی گئیں، ان میں عالم کی کیفیت ستاروں کی حرکات اور عالم پر ان کے افعال کی اثر اندازی اور حیوان ناطق (۱) وغیرہ ناطق میں ان کے تصرفات کی کیفیات بھی واضح کی گئی تھیں، مدبرا عظم یعنی سورج کا حال بھی بیان کیا گیا تھا اور اپنی کتاب میں ان کے دلائل بیان کئے اور ان کو عوام کی فہم سے قریب تر

والمملك الاعظم و الامام فيها المقدم و ظهرت في ايامه الحكمة و تقدمت العلماء و استخرجوا الحديد من المعادن و ضربت في ايامه السيوف و الخناجر و كثير من انواع المقابل و شيد الهياكل و رصعها بالجواهر المشرفة و صور فيها الافلاك والروح الاثنى عشر و الكواكب و بين بالصورة كيفية العوالم و ارى بالصورة ايضاً كيفية افعال الكواكب في هذا العالم و احداثها الاشخاص الحيوانية من الناطقة وغيرها و بين حال المدبر الاعظم وهو الشمس واثبت في كتابه براهين جميع ذلك و قرب الى عقول العوام فهم ذلك و غرس في نفوس النخوص دراية ما هو اعلى من ذلك و اشار الى المبدء الاول المعطى لسائر الموجودات و جودها الفائض عليها بجوده فانقادت له مصالح الدنيا جودها الفائض عليها بجوده فانقادت له الهند و اخصبت بلادها و اراهم

(۱) ہمارے پیش نظر مسعودی کے دو نسخے تھے اور ان دونوں میں ”الادب“ لکھا ہے، جس سے مفہوم کی کوئی وضاحت نہیں ہوتی تھی، اس لیے خیال ہوا کہ شاید یہ ”الادب“ ہو اور اس صورت میں مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے، مولانا مناظر حسن گیلانی مرحوم نے بھی اسے ”الادب“ کے بجائے ”الادب“ پڑھا اور سمجھا ہے۔ دیکھو ان کی کتاب ”ہزار سال پہلے“ (ص ۶۶) (ض) (۲) حیوان ناطق یعنی انسان اور ناطق یعنی حیوان۔

وجه مصالح الدنيا و جميع الحكماء
 فاحدثوا فی ایامہ کتاب السند ہند و
 تفسیرہ دھرا الدھور و منہ فرغت
 الکتاب ککتاب الارجہد و المحبطی
 و فرغ من الارجہد الارکند و من
 المحبطی کتاب بطلموس ثم عمل
 منها بعد ذالک الزیجات و احدثوا
 لتسعة الاحرف المحیطة بالحساب
 الهندی و کن اول من تکلم فی اوج
 الشمس و ذکرانہ یقیم فی کل برج
 ثلثة آلاف سنة و یقطع الفلك فی ستة
 و ثلاثین الف سنة والاوج الآن علی
 رای البرہمین فی وقتنا هذا و هو سنة
 اثنتین و ثلثین و ثلثة مائة فی برج التوم
 و انه اذا اتصل الی البروج الجنوبية
 انتقلت العمارة فصار العامر عامرا و
 العامر عامرا و الشمال جنوبا و الجنوب
 شمالا و رتب فی بیت الذهب
 حساب الباء الاول و التاريخ الاقدم
 الذی علیہ عملت الهند فی تاریخ

کرنے اور خواص کے دلوں میں اس سے
 اونچے پیمانہ پر ان کی فہم و درایت بھی بٹھانے کی
 کوشش کی گئی اس میں مبداء اول کی جانب
 اشارہ کیا گیا ہے، جو ساری موجودات کو وجود
 بخشنے والا اور اپنے انعامات اور فیاضیوں سے
 بہرہ ور کرنے والا ہے، اسی لیے تمام ہندوستانی
 برہمن اعظم کے سامنے جھک گئے اور پورے
 ملک میں خوش حالی اور فارغ البالی آگئی، بادشاہ
 نے دنیوی سوجھ بوجھ کی طرف رہنمائی کی، حکما
 اور فلاسفہ کو اکٹھا کیا اور انہوں نے اس کے دور
 میں سند ہند (۱) نام ایک کتاب تیار کی، جس
 کے معنی دہر الدھور (یعنی زمانوں کا زمانہ) ہے،
 اس کی روشنی میں کئی کتابیں مثلاً ارجہد (۲)
 اور محبطی وغیرہ لکھی گئیں اور ارجہد کی روشنی میں
 ارکند اور محبطی کی روشنی میں بطلموس کی کتاب
 مرتب کی گئی اور پھر ان کی مدد سے جستریاں بنائی
 گئیں اور لوگوں نے وہ نو حروف ایجاد
 کئے (۳) جو ہندی حساب کا احاطہ کئے ہوئے
 ہیں، اسی بادشاہ نے سب سے پہلے سورج کے
 اوج (۴) پر بحث کی اور یہ بیان کیا کہ وہ ہر

(۱) یعنی سدھانت۔ (۲) مراد آریہ بھٹ ہے۔ (۳) اس سے مراد غالباً ایک سے نو تک کے اعداد ہیں۔

(۴) علم بیت کی اصطلاح میں اوج سب سے اونچے نقطہ بلندی کا نام ہے، یہ اصل میں سنسکرت لفظ اوج ہے، جو عربی میں جا کر اوج ہو گیا، بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اس کی اصل فارسی اوگ ہے، لیکن قیاس ہے کہ فارسی میں بھی یہ لفظ سنسکرت ہی سے لیا گیا ہے، بہر حال مدت سے عربی فارسی اور پھر اردو میں اس لفظ کا استعمال اس طرح اوج کمال پر ہے کہ کسی کو اس کے ہندی ہونے کا شبہ بھی نہیں، حالانکہ عربی کی خالص اور قدیم کتب لغت میں یہ مادہ نہیں ملتا۔

برج میں تین ہزار سال رہتا ہے اور اپنے ملک کو چھتیس ہزار سال میں طے کرتا ہے اور ہمارے زمانہ یعنی ۳۳۲ھ میں برہمنوں کی رائے کے مطابق اوج برج (۱) توام میں ہے اور جب وہ جنوبی برجوں کی طرف رخ کرتا ہے تو کائنات میں تغیر رونما ہونے لگتا ہے اور آباد مقامات ویران اور ویرانے آباد اور شمال جنوب اور جنوب شمال بننے لگتا ہے اور بیت الذہب (سونے کا گھر) میں بدء اول اور تاریخ قدیم کا حساب تیار کیا گیا، جس پر تاریخ کے آغاز اور ظہور کے سلسلہ میں صرف ہندوستان کا عمل ہے، دوسرے ملک اس پر عمل نہیں کرتے، بدء کے متعلق اہل ہند میں بڑی طویل بحثیں ہیں، جس کے ذکر سے ہم نے اس لیے صرف نظر کر لیا ہے کہ ہماری کتاب کا موضوع صرف تاریخی واقعات ہیں، یہ بحث و نظر کی کتاب نہیں ہے، اس سلسلہ کی کچھ چیزیں ہم کتاب الاوساط (۲) میں تحریر کر چکے ہیں۔

البدء و ظهورها في ارض الهند دون سائر الممالك و لهم في البدء خطب طويل اعرضنا عن ذكر ذلك اذ كان كتابنا هذا كتاب خبر لا كتاب بحث و نظرو قد اتينا على جمل من ذلك في الكتاب الاوسط۔

(ص ۱۴۸ تا ۱۵۱)

برہمنوں کی حکومت ابتدا سے آخر تک ۳۶۶

فكان ملك البرهمنين الى ان هلك

(۱) علمائے ہیئت نے ستاروں کی رفتار اور ان کے مقامات سمجھنے کے لیے آسمان کے بارہ حصے کئے ہیں، انہی کو برج کہتے ہیں، برج توام سے برج جوزامراد ہے، جو تیسرے آسمانی برج کا نام اور دو جزواں لڑکوں کی شکل کا ہے۔ (ض) (۲) کتاب الاوسط مسعودی کی ایک کتاب ہے مگر وہ باحوادث کے نذر ہوگئی، لیکن آکسفورڈ سے ایک نسخہ نفع ہوا ہے جس کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ یہی کتاب ہے۔

(دیکھو تاریخ الآداب اللغة العربية جرجی زیدان جلد ۲ ص ۳۱۴)

ثلث مائة سنة و ست و ستين سنة سنة
و ولده يعرفون بالبراهمة الى وقتنا هذا
والهند تعظمهم وهم اعلى اجناسهم
واشرفهم لا يتغذون (۱) بشئ من
الحيوان و فى رقاب الرجال و النساء
منهم خيوط صفر متقلد (۲) بها
حمائل السيوف فرزا بينهم و بين غيرهم
من انواع الهند۔

(ص ۱۵۴)

و قد كان اجتمع منهم فى قديم
الزمان و فى ملك البرهمن سبعة من
حكمائهم و المنظور اليهم منهم فى بيت
الذهب فقال بعضهم لبعض تعالوا حتى
تتناظر ما قصة العالم و ما سره و من اين
اقبلنا و الى اين نسر و هل اخراجنا من عدم
الى وجود حكمة او ضد لذلك و هل
خالقنا و المخترع لنا و المنشئ لاجسامنا
يحتاب بخلقنا منفعة ام هل يدفع بفنائنا
عن هذه الدار عن نفسه مضرة ام هل
يدخل عليه من الحاجة او النقص ما
يدخل علينا ام هل هو غنى من كل وجه
فما وجه افنائنا ايانا و اتلافنا من بعد

سال تک رہی، ہمارے زمانہ میں ان کی اولاد
”براہمہ“ کے نام سے مشہور ہے اور ہندوؤں
کی عزت و توقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں اور فی
الواقع یہ اپنے طبقہ کے اعلیٰ و اشرف لوگ
ہیں، یہ جانوروں کا گوشت مطلق نہیں کھاتے،
اس قوم کے مردوں اور عورتوں کی گردن میں
تلوار کے حمال کی طرح پیلے رنگ کے دھاگے
بندھے ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ ہندوؤں
کی دوسری قوموں سے ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔

قدیم زمانہ اور برہمنوں کے عہد سلطنت
میں دانشمند حکما اور مفکرین کا بیت الذہب
میں اجتماع ہوا، انہوں نے کہا کہ ہم سب کو مل
کر غور کرنا چاہئے کہ اس دنیا کی حقیقت اور
اس کا راز کیا ہے، ہم کہاں سے آئے ہیں اور
کہاں جانا ہے اور ہم کو عدم سے وجود میں
لانے کی کوئی حکمت اور مصلحت ہے یا نہیں
اور کیا ہم کو اور ہمارے جسموں کو بنانے اور
پیدا کرنے والے کا ہماری پیدائش میں کوئی
مفاد وابستہ ہے اور کیا ہمیں اس دنیا سے معدوم
کرنے سے وہ اپنے کسی نقصان کو دور کرنا چاہتا
ہے اور کیا ہماری طرح اس کی بھی ضرورتیں
ہوتی ہیں اور وہ بھی ہماری طرح نقصانات اٹھاتا

(۱) و فى نسخة يتغذون و كلاهما فى معنى واحد۔ (ش) (۲) زنا رجس ہندی میں جنجو کہتے ہیں۔

وجودنا و میلادنا۔ (ص ۱۵۵)

ہے یا ان تمام چیزوں سے وہ بالکل مستغنی اور پاک ہے، پھر آخر وہ ہمیں وجود بخشے اور پیدا کرنے کے بعد کیوں ہلاک کر دیتا ہے؟

پہلے حکیم و فلسفی نے اس کا یہ جواب دیا کہ کیا آپ کوئی ایسا شخص بتا سکتے ہیں جس نے موجود اور غیر موجود تمام چیزوں کا صحیح صحیح ادراک کر لیا ہو اور وہ اس مقصد میں کامیاب ہو کر مطمئن بھی ہو گیا ہو، دوسرے نے جواب دیا کہ اگر کسی عقل و فہم میں باری تعالیٰ کی حکمت آجائے تو اس سے اس کی حکمت میں نقص و فتور لازم آئے گا اور واقعہ یہ ہے کہ غرض و غایت کا ادراک نہیں کیا جاسکتا اور ہماری تقصیر کو تا ہی صحیح ادراک میں مانع ہے، تیسرے حکیم نے کہا کہ ان چیزوں کے علم سے پہلے جو ہم سے دور ہیں، ہمارے لیے اپنے نفوس کی حقیقت سے آگاہ ہونا ضروری ہے کہ وہ ہم سے سب سے زیادہ قریب اور ہم دونوں ایک دوسرے کے زیادہ مستحق ہیں، چوتھے حکیم نے کہا اور یہ کس قدر غلط بات ہوگی کہ کوئی ایسے مقام پر پہنچ جائے جہاں اسے اپنے نفس کی معرفت کی ضرورت پیش آئے، پانچویں حکیم نے کہا اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ غما اور ماہرین حکمت سے ربط و تعلق قائم

فقال الحكيم الاول والمنظور اليه منهم اترى احدا من الناس ادرك الاشياء الحاضرة والغائبة على حقيقة الادراك فظفر بالغيبة واستراح الى الثقة، قال الحكيم الثاني لو تناهت حكمة الخالق احد المعقول كان ذلك نقصان في حكمته و كان الغرض غير مدرك و التقصير مانعا من الادراك قال الحكيم الثالث الواجب علينا ان نبتدى بمعرفة انفسنا التي هي اقرب الاشياء منا و نحن اولى بها وهي اولى بنا قبل ان نتفرغ الى علم ما بعد عنا قال الحكيم الرابع لقد ساء وقوع من وقع موتاً احتاج فيه الى معرفة نفسه، قال الحكيم الخامس من هاهنا و جب الاتصال بالعلماء الممدین بالحكمة قال الحكيم السادس الواجب على المرء المحب لسعادة نفسه ان لا يغفل عن ذلك لا سيما اذا

کرنا ضروری ہے، چھپے حکیم نے کہا جس آدمی کو اپنے نفس کی سعادت محبوب ہے، اس کو اس کی طرف سے غافل نہیں رہنا چاہئے، خصوصاً اس لیے کہ اس دنیا میں ہمیشہ رہنا محال اور یہاں سے کوچ کرنا یقینی ہے، ساتویں فلسفی نے جواب دیا کہ تم لوگ جو کچھ کہہ رہے ہو وہ میری سمجھ سے باہر ہے، البتہ اتنا جانتا ہوں کہ دینا میں مجبور بنا کر لایا گیا ہوں، حیران و پریشان زندگی گزار رہا ہوں اور زبردستی اس حالت میں دنیا سے نکالا جاؤں گا کہ اس کا چھوڑنا مجھے انتہائی ناگوار ہوگا۔

پہلے اور بعد کے ہندوستانی ان ساتوں حکیموں اور پنڈتوں کے آراء و افکار کے بارے میں مختلف انخیال ہو گئے، مگر ان سب نے ان کی پیروی اور ان کے طریقہ کو اختیار کرنا چاہا، اس لیے ان کے مذاہب و آراء کے بارے میں مختلف جماعتیں پیدا ہو گئیں جن کی تعداد ۷۷ ہے۔

میں نے ابوالقاسم بلخی کی کتاب عیون المسائل و الجوابات اور حسن موسیٰ نو بختی کی ترجمہ کی ہوئی کتاب الآراء والدیانات میں ہندوؤں کے مذاہب و آراء کا ذکر دیکھا ہے اور ان اسباب و علل کا بھی جن کے باعث وہ اپنے کو نذر آتش کر دیتے ہیں اور طرح طرح کے

كان المقام في هذه الدار ممتنعاً والخروج منها واجباً قال الحكيم السابع ما ادرى ما تقولون غير اني اخرجت الى الدنيا مضطراً وعشت فيها حائراً و اخرج منها كارهاً۔
(ص ۱۵۴ تا ۱۵۶)

فاختلف الهند ممن سلف و خلف في ارائها و لا السبعة و كل اقتدى لهم و يسم مذهبهم ثم تفرعوا بعد ذلك في مذاهبهم و تنازعوا في آرائهم فالذي وقع عليه حصر من طوائفهم سبعون فرقة۔ (ص ۱۵۶)

و قد رأيت ابا القاسم البلخي ذكر في كتاب عيون المسائل و الجوابات و كذلك الحسن بن موسى النوبختي في كتابه المترجم بكتاب الآراء والديانات مذاهب الهند و آرائهم و العلة التي لها و من اجلها

کے عذاب و تکلیفیں دے کر اپنے جسم کے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں، مگر ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے، اس سے ان دونوں نے کوئی تعرض نہیں کیا ہے۔

اور برہمن کے بارہ میں اختلاف ہے، کچھ لوگوں کے نزدیک وہ آدم اور ہندوستان میں خدا کا اوتار اور بعض لوگوں کے نزدیک جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، وہ ایک بادشاہ تھا اور یہ زیادہ مشہور قول ہے، اس کے ہلاک ہو جانے پر ہندوؤں کو بڑا قلق ہوا اور وہ مجبور ہوئے کہ اس کے بڑے لڑکے کو جس کا نام باہو تھا، اپنا بادشاہ بنائیں، جس کے حق میں باپ نے وصیت کی تھی اور وہ اس کا دلی عہد بھی تھا، باہو اپنے باپ کے نقش قدم پر گامزن تھا اور لوگوں کے حال پر پوری طرح نظر رکھتا تھا اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا تھا، اس نے بھی عالیشان عمارتوں کی تعمیر میں اضافہ کیا، حکما کو آگے بڑھایا اور ان کے مراتب و درجات بلند کئے اور انہیں حکمت کی تعلیم اور اس کی طلب و جستجو پر آمادہ کیا، اس کی مدت حکومت سو سال تھی۔

اسی کے زمانہ میں چوسر کا کھیل ایجاد ہوا اور یہ کھیل حصول معاش کی ایک مثال ہے جو

احرقوا انفسہم بالنیران و قطعوا اجسامہم بانواع العذاب فلم تعرضا بشئ مما ذکرناہ و لا یما نحو ما وصفناہ۔

و قد تنوزع فی البرہمن فمہم من زعم انہ آدم و انہ رسول من اللہ الی الہند و منہم من زعم انہ کان ملکاً علی حسب ما ذکرناہ و هذا اشہر و لما ہلک البرہمن جزعت علیہ الہند جزعاً شدیداً و فرعت الی نصب ملک علیہا من اکبر ولدہ و کان ولی عہد ابیہ و الموصی الیہ من ولدہ و هو الباہو و فسار فیہم سیرۃ ابیہ و احسن النظر لہم و زاد بناء الہیاکل و قدم الحکماء و زاد فی مراتبہم و حثہم علی تعلیم الحکمة و بعثہم علی طلبہا فکان ملکہ الی ان ہلک مائۃ سنۃ۔

(ص ۱۵۷)

و فی ایامہ عملت النرد و احدث اللعب بہا و جعل ذالک مثلاً للمکاسب

نہ حکمت و تدبیر سے اس دنیا میں حاصل ہوتی ہے اور نہ صنعت و حرفت سے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اردشیر بن بابک نے یہ کھیل ایجاد کیا تھا، اس نے اہل دنیا کے ساتھ دنیا کے انقلاب و نیرونگی کا نقشہ دکھایا اور مہینوں کی تعداد کے مطابق اس کے بارہ برج اور مہینہ کے دنوں کی تعداد کے مطابق تیس مہرے بنائے اور دو گنیے بنائے (گویا یہ کھیل، تقدیر اور انقلاب روزگار کی مثال ہے کہ جب انسان اسے کھیلتا ہے تو قضا و قدر کی اعانت و مسامتت سے اس کے ذریعہ اپنی مراد حاصل کر لیتا ہے اور ماہر اور ہوشیار آدمی کو بھی وہ چیز حاصل نہیں ہوتی جو معمولی آدمی حاصل کر لیتا ہے، بشرطیکہ قضا و قدر اس (معمولی آدمی) کا ساتھ دے، روزی اور دنیا کا حصہ کوشش ہی سے ملتا ہے۔

باہبود کے بعد زمان تخت سلطنت پر بیٹھا اور تقریباً ۱۵۰ برس تک اس کی حکومت رہی، زمان کے مختلف واقعات ہیں، فارس اور چین کے بادشاہوں سے اس کی لڑائیاں رہیں، ان میں سے بعض مشہور لڑائیوں کا حال ہم اس سے پہلے کی بعض کتابوں میں بیان

فانہا لا تنال بالکیس و لا بالخیل و قد ذکر ان اردشیر ابن بابک اول من لعب بالنرد و وضعها و رأت قلب الدنيا باهلها و اختلاف امرها و جعل بیوتها اثنی عشر بعدد الشهور و جعل کلابها ثلثین کلباً بعدد ایام الشهور و جعل الفصین مثلاً للقدر و تقبله باهل الدنيا و ان الانسان ینعب بها ما یرید و ان الحاذق الفطن لا یتاتی له ما یتاتی لغيره اذا اسعده القدر و ان الارزاق و الحظوظ فی هذه الدنيا لا تنال الا بالجد۔

(ص ۱۵۸)

ثم ملك زامان (۱) بعد الباهبود فكان ملكه نحواً من خمسين و مائة سنة و الزمان سیر و اخبار و حروب مع ملوك فارس و ملوك الصين قد اتينا علی الغرر منها فیما سلف من كتبنا ثم ملك بعده فور وهو الذی واقعه الاسکندر فقتله

(۱) فی نسخة دامان۔

کر چکے ہیں، اس کے بعد فوری بادشاہ ہوا، اس کے اور سکندر کے درمیان لڑائی ہوئی تھی اور سکندر نے اسے قتل کر دیا تھا، اس کی سلطنت کا زمانہ ۱۴۰ برس تک رہا۔

پھر دہشلم کا زمانہ آیا اور اسی نے کابلہ و دمنہ تیار کرائی تھی، جس کا ابن مقفع نے عربی میں ترجمہ کیا ہے اور سہل بن ہارون نے مامون کے لیے ثعلہ و عفرہ کے نام سے اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی تھی، جس میں کلیلو و دمنہ کے ابواب اور اس کی مثالوں کا مقابلہ کیا گیا تھا، یہ کتاب حسن ترتیب میں کلیلو و دمنہ سے بہتر ہے، اس کی حکومت ۱۱۰ سال رہی، اس بارہ میں بیانات مختلف ہیں۔

پھر بلہیت بادشاہ ہوا، اس کے زمانہ میں شطرنج کی ایجاد ہوئی، نزدیکی والوں کے نظریہ کی مخالفت کی گئی اور کوشش اور تدبیر کرنے والوں کی کامیابی اور جاہلوں کی نامرادی دکھائی گئی ہے، اس کا ایک خاص حساب بنایا گیا اور اس پر ایک کتاب لکھی گئی جو ”چکا کے طریقے“ کے نام سے مشہور اور ان کے یہاں متداول اور رائج ہے، (۲) اس نے اپنے حکما اور فلاسفہ

مبارزہ و کان ملک فور الی ان قتل اربعین و مائة سنة۔

ثم ملک بعده دہشلم و هو الواضع لکتاب کلیلو و دمنہ الذی نقنه ابن المقفع و قد صنف سہل بن ہارون للمامون کتاباً ترجمہ بکتاب ثعلہ (۱) و عفرہ یعارض فیہ کتاب کلیلو و دمنہ فی ابوابہ و امثالہ یزید علیہ فی حسن نظمہ و کان ملکہ مائة عشر سبب و قیل غیر ذالک۔

ثم ملک بعده بلہیت و صنعت فی ایامہ الشطرنج فقضی بلعہا علی النرد بین و بین الظفر الذی ینالہ الحازم و النکبة التی تلحق الجاہل و حسب حسابہا و رتب لذلک کتاباً یعرف بطریق جنکا یتداولہ بینہم و لعب بالشطرنج مع حکمائہ و جعلہا مصورة تماثل مشکلة علی صور الناطقین

(۱) و فی نسخة ”بطرق الحکما“ و اظنہ الصواب (ض) دوسرے نسخے میں اس کا نام طرق حکما یعنی حکما کے طریقے لکھا ہے اور غالباً وہی درست ہے۔

کے ساتھ اس کھیل میں حصہ لیا اور اسے ناطق و غیر ناطق حیوانات کی شکل پر بنایا اور ان کے درجات اور مراتب قائم کئے، بادشاہ کی مثال منتظم رئیس کی ہے، اسی طرح اور خانوں کی بھی مثالیں، اس کے لیے اس نے اجسام علویہ یعنی سات سیاروں، بارہ برجوں اور اجسام سماویہ کی مثالیں دی ہیں اور اس کا ہر خانہ الگ الگ ستارے کے لیے ہے اور اس نقشہ کو مملکت کے لیے ضابطہ قرار دیا اور شطرنج کے کھیل میں ہندوستانیوں کے یہاں بڑے راز ہیں، جن کو وہ حساب کی تضعیف کے کام میں لاتے ہیں۔

بلہیت کی حکومت ۸۰ برس اور بعض نسخوں کے اعتبار سے ۱۳۰ برس رہی۔

راجہ بلہیت کے بعد کورش راجہ ہوا اور اس زمانہ کی مصلحت کے مطابق اپنے زمانہ کے آدمیوں کے تحمل و برداشت کی مناسبت سے مذہب میں ترمیم و اصلاح کی اور اپنے اسلاف کا مذہب ترک کر دیا، اس راجہ کے ملک اور اس کے زمانہ میں سندباد حکیم گذرا ہے جس کی کتاب میں سات وزیروں، ایک

و غیرہم من الحيوان مماليس بناطق و جعلهم درجات و مراتب مثل الشاه بالمدير الرئيس و كذلك ما يليها من القطع و اقسام لذلک امثالا للاجسام العلوية التي هي الاجسام السماوية من السبعة والاثني عشر وافرء كل قطعة منها بكوكب و جعلها ضابطة للملكة و للهند في الشطرنج سر يسرونه في تضاعيف حسابها۔

فكان ملك بلهيت الى ان هلك ثمانين سنة و في بعض النسخ انه ملك ثلثين و مائة سنة۔

ثم ملك بعده كورس (۲) فاحدث للهند آراء في الديانات على حساب ما رأى من صلاح الوقت و ما يحمله من التكيف اهل العصر و خرج من مذهب من سلف و كان في مملكته و عصره سندباد وله كتاب والوزراء السبعة والمعلم والغلام و امرأة

(۱) وفي بعض النسخ "كورس"۔

الملك وهو الكتاب المترجم بكتاب
السندباد و عمل في خزانة هذا الملك
الكتاب الاعظم في معرفة العلل و
الادواء والعلاجات و شغلت
الحشائش و صورت فكان ملك هذا
الملك الى ان هلك عشرين و مائة سنة
فلما هلك اختلفت الهند في آرائها
فحزبت الاحزاب و تجلت الاجيال و
انفرد كل رئيس بناحية فتملك على ارض
السند ملك و تملك على ارض القنوج
ملك و على ارض القشمبر ملك و
تملك على مدينة المانكير و هي الحوزة
الكبرى ملك يسمى البلهري و هو اول
ملك من ملوكهم يسمى بالبلهري
فصارت سمة لمن طرى بعده من
الملوك في هذه الحوزة الى وقتنا هذا
وهو سنة اثنين و ثلثين و ثلث مائة۔

استاد، ایک لڑکے اور ایک رانی کا قصہ ہے،
اس کا ترجمہ ہو چکا ہے، اسی راجہ کے کتب
خانہ کے لیے کتاب تیار کی گئی، جس میں جڑی
بوٹیوں کی تصویریں بنائی گئیں، اس کی
حکومت ۱۲۰ سال تک رہی، اس کی موت کے
بعد ہندوؤں میں اس کی رانیوں کے بارہ میں
اختلاف پیدا ہو گیا اور وہ مختلف جماعتوں اور
گروہوں میں بٹ گئے اور ہر علاقہ کا حاکم
اپنی جگہ خود مختار ہو گیا، چنانچہ سندھ، قنوج (۱)
اور کشمیر ہر ریاست میں الگ الگ خود مختار
راجہ ہو گئے اور مہانگر پر بھی ایک راجہ جو بلہرا
کے نام سے موسوم ہے، قابض ہو گیا، یہ ایک
بڑا ملک ہے، یہ پہلا راجہ تھا جس کا نام بلہرا
پڑا، اس کے بعد جو بھی اس علاقہ کا راجہ ہوتا
اس کا یہی لقب ہوتا تھا اور ہمارے زمانہ میں
۳۳۲ھ تک یہی دستور ہے۔

ہندوستان ایک بڑا اور وسیع ملک ہے،
وہ خشکی تری اور پہاڑی علاقوں پر مشتمل ہے،
یہ ملک جاوہ کی سلطنت سے ملا ہوا ہے اور جاوہ

و ارض الهند ارض واسعة في البر
و البحر و الجبال و ملكهم متصل بملك
الزابح و هي دار مملكة المهرج ملك

(۱) ہندوستان کے مشہور شہر قنوج جو اوڈھ میں واقع ہے، اس کو چھوڑ کر سندھ اور پنجاب کی سرحد کے پاس
بھی اس نام سے ایک علاقہ آباد تھا، جس کا عرب سیاحوں نے بکثرت ذکر کیا ہے، یہاں کے راجاؤں کو
بودرہ (بھونج راجہ) کہا جاتا تھا، ۳۰۰ھ کے بعد یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا تھا، مسعودی نے بھی اسی
قنوج کا ذکر کیا ہے اور اس کے زمانہ میں یہ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں تھا، ملتان سے ملحق تھا۔

جزیروں کے راجہ مہراج کا پایہ تخت اور ہندو چین کی سلطنتوں کے درمیان حد فاصل ہے اور یہ بھی ہندوستان میں شمار ہوتا ہے (۱) دوسری طرف یہ ملک خراسان اور سندھ سے اور سندھ سے نبت تک چلے آنے والے پہاڑوں سے متصل ہے، ان ملکوں کے درمیان اختلافات ہیں اور باہم لڑائیاں ہوتی رہتی ہیں، ان کی زبانیں اور خیالات جدا جدا ہیں، مومنوں کو تناسخ (آواگون) اور جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا تھا، روحوں کے منتقل ہو جانے کے قائل ہیں (۲) اہل ہندو دانا کی تدبیر یا ست و حکمت، مزاج کی درستگی اور رنگ کی صفائی میں سارے سوڈانیوں یعنی حبشیوں، مادام اور دوسری قوموں کے برعکس ہیں۔

ہندوستانی چاہے برس کی عمر سے پہلے کسی کو اپنا راجہ نہیں بناتے، راجے عوام کے سامنے صرف مخصوص اور متعین اوقات میں تھوڑی دیر کے لیے نکلتے ہیں، وہ بھی رعایا کے معاملات پر غور کرنے کے لیے، ان کا خیال ہے کہ اگر بادشاہ ہمیشہ عوام کے سامنے رہے گا تو اس کی محبت جاتی رہے گی اور وہ نگاہوں

الجزائر و هذه المملكة فرز بین
مملكة الهند والصين وتضاف الي
الهند والهند متصلة مما يلي الحال
بارص خراسان والسند الى ارض
التبت و بين هذه الممالك تباین و
حروب و لغاتهم مختلفة و آرائهم
غير متفقة و الاكثر منهم يقول بالتناسخ
و تنقل الارواح على حسب ما قدمنا
انفا و الهند في عقولهم و سياساتهم و
حكمتهم و صحة امزجتهم و صفاء
الوانهم بخلاف سائر السودان من الزنج
و الدمام و سائر الاجناس۔
(ص ۱۶۳)

و الهند لا تملك الملك عليها
حتى يبلغ من عمره اربعين سنة و لا
تکاد ملوکهم تظهر لعوامهم الا في
کل برهة من الزمان معلومة و یکون
ظهورها للنظر في امور الرعية لان في
نظر العوام عندها الي ملوکهم دائماً
اسقاطاً لهيبتهم و استخفافاً بحقها۔

(۱) یہ اس زمانہ کا حال ہے۔ (۲) یعنی مرنے کے بعد روحوں کے منتقل ہو جانے کا خیال ہے، یعنی وہی آواگون کا عقیدہ۔

میں سبک ہو جائے گا۔ (۱)

(اور لکا والوں کی طرح) مستقبل کے خاص اغراض و مقاصد کے لیے یہی طریقہ (۲) اکثر ہندوستانی اپنے راجاؤں اور بڑے لوگوں کے ساتھ اختیار کرتے ہیں، ہندوستان میں سلطنت و حکومت موروثی اور ایک گھرانے میں محصور رہتی ہے اور کسی دوسرے گھرانے میں نہیں منتقل ہو سکتی، یہی حال وزیروں، قاضیوں اور دوسرے عہدوں اور پیشہ والوں کا بھی ہے کہ یہ سب ایک مخصوص خاندان میں محدود ہوتے ہیں اور اس میں کوئی رد و بدل نہیں ہوتا۔

و كذلك فعل اکثر اهل الهند بملوكهم و خواصهم لغرض يذكرونه و نهج يمسونه في المستقبل و الملك مقصور في اهل بيت لا ينتقل عنهم الى غيرهم و كذلك بيت الوراء والقضاة و سائر اهل المراتب لا تغير و لا تبدل۔

ہندو شراب نہیں پیتے اور شراب پینے والوں کو ملعون کرتے ہیں اور مذہبی ممانعت کی بنا پر نہیں، بلکہ اس لیے شراب سے پرہیز کرتے ہیں کہ وہ عقل کو اس کے اصل مقصد سے ہٹا کر بے شعور بنا دیتی ہے اور جب انہیں کسی بادشاہ

والهند تمنع من شرب الشراب و تعيب شاربہ لا عیلى طريقة التدین لكن تنزها عن ان یوردوا علی عقولهم ما یغشیها و یزیلها عما وضعت له فیهم فاذا صح عندهم عن ملك من

(۱) اس کے بعد مصنف نے لکا کا وہ مشہور واقعہ نقل کیا ہے کہ راجہ کو مرنے کے بعد ایک چھوٹے پیسے کی گاڑی میں اس طرح لٹا کر پورے شہر کا گشت کراتے ہیں کہ اس کا بال زمین پر گھسٹتا رہتا ہے اور رانی اس کے ساتھ اس کا سر صاف کرتی اور جھاڑتی چلی جاتی ہے اور لوگوں سے کہتی ہے کہ موت نے تمہارے راجہ کو نہیں چھوڑا جس کے ادا کام و فرامین کل تک تم پر نافذ ہوتے تھے، اس لیے تم لوگ دنیوی زندگی کے قریب میں نہ پڑو، اس کے بعد جسم کے چار ٹکڑے کئے جاتے اور صندل کا نور اور دوسری خوشبودار چیزیں فراہم کر کے آگ میں اسے پھونک دیا جاتا ہے اور راکھ ہوا میں اڑا دی جاتی ہے اور آخر میں جیسا کہ بعد میں نقل کیا گیا، لکھا ہے کہ یہ طریقہ ہندوستان میں بھی رائج ہے۔ (۲) اسی طریقہ سے لکا کا وہ طریقہ مراد ہے جو ابھی ابھی حاشیہ بالا میں تحریر کیا گیا ہے۔

ملو کہم شرنہ استحق الخلع عن ملکہ
اذ کان لا یتاتی لہ التدبیر والسیاسة مع
الاختلاط ربما یسمعون السماع و
الملاہی و لہم ضروب من الآلات
مطربة تفعل فی الناس افعالا مرتبة من
ضحک و بکاء و ربما یسقون الجوارى
فطربن بحضرہم فیطرب الرجال
لطرب الجوارى وللہند سیاسات کثیرة
قد اتینا علی کثیر من اخبارہم و سیرہم
فی کتابنا فی اخبار الزمان و الاوسط
و انما تذکر فی هذا الكتاب لمعاً من
طریف اخبار ملوک الهند والعجیب
من سیرہم۔

کے متعلق یقین سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ
شراب پیتا ہے تو اسے معزول کر دئے جانے
کا مستحق سمجھا جاتا ہے، کیوں کہ حواس میں فتور
آ جانے کے بعد وہ تدبیر و سیاست نہیں برت
سکتا، ہندوستانی کبھی کبھی گانا بھی سنتے ہیں اور
تفریحات اور موسیقی (۱) سے بھی دلچسپی لیتے
ہیں، ان کے یہاں طرح طرح کے آلات
طرب ہیں، جو لوگوں میں ہنسنے اور رونے کی
متضاد کیفیتیں پیدا کر دیتے ہیں اور بعض دفعہ
وہ نوجوان لڑکیوں کو شراب پلاتے ہیں، جو
ان کے سامنے اظہار طرب کرتی ہیں، جس
سے ان میں بھی سرور و اتہزاز پیدا ہوتا ہے،
ہندوستانیوں کی سیاست و فراست کے بے
شمار واقعات ہیں، ان میں سے بہت واقعات
کا ہم اپنی کتاب ”اخبار الزمان والاوسط“ (۲)
میں ذکر کر چکے ہیں اور اس کتاب میں تو ہم
نے صرف ہندوستانی بادشاہوں کے ابتدائی
زمانہ کے کچھ دلچسپ حالات اور ان کی
سیرت کے انوکھے واقعات پر اکتفا کیا ہے۔

و ما کان یلیہم فی صدر الزمان

اگلے زمانہ میں ہندوستان کے صوبہ
قمار کا ایک راج تھا، اس علاقہ سے عود قماری

ان ملکا من ملوک القمار من الهند من

(۱) ہندوستان والوں کی موسیقی سے دلچسپی کا حال جا حظ نے بھی بیان کیا ہے۔ (۱) یہ دو کتابوں کے
نام ہیں، کتاب ’الاوسط‘ کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اور اخبار الزمان بھی اس کی مشہور تصنیف ہے، تشریف تو قوموں
اور ہلاک و برباد شدہ امتوں کا تذکرہ ہے، مسعودی نے اکثر اپنی تاریخ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

باہر بھی جاتی ہے، جو اسی کی طرف منسوب ہے، یہ علاقہ اگرچہ سمندری جزیرہ نہیں ہے، لیکن سمندر کا ساحل اور پہاڑی علاقہ ہے۔

هذه المملكة و الصقع من ارض الهند يحمل العود التمارى و اليها يضاف و ليس هذه البلاد جزيرة من جزائر البحر بل هي شاطئ بحر و الجبال۔

(ص ۱۶۹-۱۷۱)

اور ہندوستان کی اکثر سلطنتوں سے اس کی آبادی زیادہ ہے اور مسلمانوں کی طرح چونکہ یہ لوگ مسواک کرتے ہیں، اس لیے ان کے منہ کا مزہ خوشگوار ہوتا ہے، اسی طرح عام ہندوستانیوں کے مقابلہ میں یہ لوگ زنا کو حرام سمجھتے ہیں اور اکثر گندگیوں اور مکروہات حتیٰ کہ نمید وغیرہ سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔

و ليس في كثير من ممالك الهند اكثر عدداً من رجالهم ولا اطيب رايحتهم من افواهم لاستعمالهم السواك كاستعمال اهل ملة الاسلام لذلك و كذلك يرون تحريم الزنا من بين الهند و يجنبون كثير (۱) من قاذورات و يجنبون الانبذة۔

یہاں پہاڑوں، وادیوں، ٹیلوں اور دشوار گزار راہوں کا جال بچھا ہے، اس لیے اکثر لوگ پیدل ہی چلتے ہیں۔

و اکثرهم رجالة لكثرة الجبال فى بلادهم و الاودية و قلة السهولة و الانجاد۔ (ص ۱۷۷)

اور قمار کا ملک جزائر جاوہ کلہ بار اور لنگا وغیرہ کے مہراج کی سلطنت کے مقابل واقع ہے، لوگوں نے بیان کیا ہے کہ قدیم زمانہ میں راجہ قمار پر ایک فوری جذبہ طاری ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ ایک دن اپنے محل کے اندر تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا، ایک بڑے دریا کا نظارہ کر رہا تھا، جس میں دجلہ اور فرات کی طرح صاف اور شیریں پانی بہتا تھا، محل اور سمندر

و بلد قمار هذه مسام لبلاد مملكة السمهر اج ملك الجزائر كالزابع و كله و سرنديب و غيرها فذكروا انه تقلد الملك على بلاد القمار فى قديم الايام حدث متسرع و انه جلس يوما فى قصره على سرير ملكه و هو مشرف على نهر عظيم يحرى الماء العذب كدجلة و الفرات و بين قصره و البحر

مسيرة يوم و زبره بين يديه اذ قال
لوزيرہ قد جرى ذكر مملكة المهرج
و جلالتها و كثرة عمارتها و ما تحت
يده من الجزائر في نفسى شهوة كنت
احلب بلوغها فقال له الوزير و كان
ناصحاً و قد علم السرعة منه و ما هي
ايها الملك فقال كنت احب ان ارى
راس المهرج ملك الزابج في طشت
بين يدي فعلم الوزير ان الحسد اثار
هذا الفكر في نفسه و اخطر هذا بباله
فقال ايها الملك ما كنت اظن ان
يحدث الملك نفسه بهذا اذ لم يجر
بيننا و بين هؤلاء القوم في قديم
الزمان و حديثه ترة و لا رأينا منهم سوءاً
و هم في جزائر نائية غير مجاورين لنا
في ارضنا و لا طامعين في ملكنا و بين
مملكة انقمار و مملكة المهرج عشرة
ايام الى عشرين يوماً عرضاً في البحر
ثم قال له الوزير ليس ينبغي للملك ان
يقف على هذا احد و لا يعيد الملك
فيه قولاً فغضب ولم يسمع من
المناصح فاذا ذالك لقواده و من كان
و من كان بحضرته من وجوه اصحابه

کے درمیان ایک دن کی مسافت کا فاصلہ
ہے، اس وقت اس کا وزیر بھی سامنے کھڑا تھا
اور جاوہ کے مہراج کی سلطنت، اس کی
شوکت و عظمت، آبادی کی کثرت اور اس کے
ماتحت جزیروں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ راجہ نے
اپنے وزیر سے کہا میرے دل میں ایک ارمان
پیدا ہوا ہے اور اسے میں پورا کرنا چاہتا ہوں،
وزیر نے کہا بادشاہ سلامت وہ آرزو کیا ہے،
وزیر راجہ کا نہایت خیر خواہ اور ہمدرد تھا اور اس
کی جلد بازی سے واقف تھا، راجہ نے کہا
میری خواہش ہے کہ جاوہ کے بادشاہ مہراج کا
سر اپنے سامنے ایک طشت میں دیکھوں،
وزیر فوراً سمجھ گیا کہ محض رشک و حسد کی وجہ
سے اس کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا، اس
لیے عرض کیا کہ میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا تھا
کہ حضور کے دل میں اس طرح کا بھی خیال
آ سکتا ہے، کیوں کہ ہمارے اور ان لوگوں کے
درمیان پرانے اور نئے کسی زمانہ میں بھی کوئی
دشمنی کی بات نہیں تھی اور نہ انہوں نے ہمارے
ساتھ کوئی برائی کی، وہ لوگ تو دور دراز کے
جزیروں میں ہم سے بہت دور رہتے ہیں،
انہوں نے ہمارے ملک کو کبھی طمع کی نظر
سے نہیں دیکھا، قمار کی حکومت اور مہراج کی

فنقلہ الاسن حتی شاع و اتصل
بالمہراج و کان جزلاً متحنکاً قد بلغ
فی السن مبلغاً متوسطاً فدعا وزیرہ و
اخبر بما اتصل بہ و قال لہ انہ لیس
ینبغی مع ما قد شاع من امر هذا
الجاهل و تمنیہ ما تمناہ لحدائتہ و غرتہ
و انتشار ذالک من قوله ان یمسک عنہ
فان ذالک مما یقدح فی الملک و یضع
منہ و امر بسر ما جرى بینہما و ان یعد
لہ الف مرکب من اوسط المراكب
بالکثاہ و یدب لكل مرکب منها من
جملۃ السلاح و برہۃ الرجال ما یستقل
بہ و اظہر انہ یرید التفرج و التنزه فی
جزائر مملکتہ و کتب الی الملوک
الذین فی ہذہ الجزائر و ہم فی طاعنتہ
و جملتہ بما عزم علیہ من زیادتہم و
التنزه فی جزائرہم حتی شاع ذالک۔
(ص ۱۷۲-۱۷۳)

سلطنت میں سمندر کی راہ سے دس سے لے کر
بیس دن کا فاصلہ ہے، حضور کو چاہئے کہ اس
ارادہ سے کسی شخص کو مطلع نہ ہونے دیں اور نہ
دوبارہ تذکرہ فرمائیں، یہ سن کر بہت برہم ہوا
اور اپنے ناصح، مشفق کی ایک بات سنی اور
اپنے فوجی افسروں اور معزز درباریوں میں یہ
بات پھیلا دی، یہاں تک کہ عام زبانوں پر
اس کا چرچا ہونے لگا اور شدہ شدہ یہ خبر مہراج
تک پہنچ گئی، وہ بڑا صائب الرائے، تجربہ کار
اور پختہ عمر کا تھا، اس نے اپنے وزیر کو بلا کر یہ
خبر سنائی اور کہا کہ اب جب کہ اس جاہل کی
بات اور اس کی آرزو، اس کی نا تجربہ کاری اور
سادہ لوحی کی وجہ سے اس قدر عام ہو چکی ہے،
تو اس کی طرف سے خاموشی اختیار کر لینا
سلطنت میں کمزوری کا سبب ہوگا اور وزیر کو یہ
گفتگوار میں رکھنے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ
اوسط درجہ کی ایک ہزار کشتیاں ضروری آلات
کے ساتھ فراہم کی جائیں اور ہر کشتی اسلحوں
اور نبرد آزما بہادروں سے نیس کی جائے اور
ظاہر یہ کیا جائے کہ راجہ اپنی عظمت کے
جزیروں میں سیر و تفریح کے لیے جا رہا ہے اور
اپنے ماتحت اور تابع فرمان ہزیروں کے
حاکموں کو بھی ان کی ملاقات اور سیر و تفریح

کے لیے سفر کے ارادہ سے مطلع کر دیا اور اس کا شہرہ عام ہو گیا۔

اور ہر جزیرہ کے حاکم مہراج کی پذیرائی کے لیے اس کے شایان شان سامان کے ساتھ تیار ہو گیا، جب یہ سارے انتظامات مکمل ہو گئے، تو فوجیں لے کر سمندر کو عبور کر کے دفعۃً قمار کی حکومت میں پہنچ گیا اور راجہ قمار کو اس وقت اس کی اطلاع ہوئی جب وہ اس وادی پر حملہ کر چکا تھا جو راجہ کے محل کی طرف جاتی ہے، چنانچہ اس نے اس کے پہرہ داروں کو ہٹا کر اس کے فوجی افسران کو گرفتار کر لیا اور پایہ تخت پر قابض اور راجہ قمار کے اہل ملک مہراج کے سامنے حاضر ہو گئے، لیکن اس نے اس عام کی منادی کرادی اور اسی تخت پر بیٹھ کر جس پر کبھی راجہ قمار بیٹھا کرتا تھا، مگر اب قیدی تھا، اس کو اور اس کے وزیر کو طلب کیا اور راجہ سے کہا تم نے ایسی تمنا کیوں کی، جو تمہارے امکان سے باہر تھی اور اگر وہ تمہیں حاصل بھی ہو گئی ہوتی تو بھی اس میں تمہارا کوئی حصہ نہ ہوتا اور نہ اس سے تمہارے راستہ میں کوئی سہولت پیدا ہوتی، راجہ کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا، پھر مہراج نے کہا تم نے میرا سر اپنے سامنے طشت میں دیکھنے کی جو تمنا

و تأهب ملك كل جزيرة بما يصلح للمهراج فلما استتمت امورہ و انتظمت شؤنه دخل المراكب و عبر بها و بالجيش الى مملكة القمار فلم يشعر ملك القمار حتى هجم على الوادي المفضي الى دار ملك القمار و طرح رجاله و اخذ قواده على سبيل غزوة و احتوى على دار مملكتہ و صار اهل مملكتہ بين يديه فامر بالنداء بالامان و قعد على السرير الذي كان يجلس عليه ملك القمار وقد اخذه اسيراً فاحضره و ا حاضر وزيره و قال للملك ما حملك على تمنى ما ليس في وسعك و لا لك فيه حظ لو نلتہ و لا اوجبه سبب يسهل السبيل اليه فلم يجد جواباً فقال له المهراج اما انك لو تمنيت مع تمنيتہ من النظر الى رأسي في طشت بين يديك اباحة ارضي و ملكها و الفساد في شئ منها لاستعملت ذالك كله فيك و لكنك

تمنیت شیناً معینہ (۱) فانافا عله بك
 وارجع الی بلادی من غیر ان امد
 یدی الی شیء من بلادك مسا دق و جل
 لتكون عظة لمن بعدك و لا يتجاوز
 كل قدر ما قسم له و ان يستغنى العافیة
 من و جدھا ثم ضرب عنقه و اقبل علی
 وزیرہ فقال جزیت خیرا من وزیر فقد
 صح عندی انك اشرت علی صاحبك
 بالرای لو قبل منك فانظر من یصلح
 للملك بعد هذا الجاهل فاقمه مقامه و
 انصرف من ساعتہ راجعاً الی بلادہ من
 غیر ان یمدھو او احد من اصحابہ یدہ
 الی شیء من بلاد القمار فلما رجع الی
 مملکتہ قعد علی سریر ملکہ و اشرف
 علی غدیرہ المعروف بغدیر لبن الذهب
 و الطشت بین یدیہ و فیہ رأس ملك
 القمار و احضر وجوہ اهل مملکتہ و
 حدثهم بخبرہ و السبب الذی حملہ
 علی ما اقدم علیہ فدعا له اهل مملکتہ
 و جزوہ خیراً ثم امر بالراس فغسل و
 طیب و جعلہ فی ظرف و ردہ الی
 الملك القائم ببلاد القمار فكتب الیہ ان

کی تھی، اگر اس کے ساتھ اس کی بھی خواہش
 کی ہوتی کہ میرے ملک پر قبضہ کر لو یا اس
 میں کچھ فساد پیدا کرو تو میں بھی تمہارے
 ساتھ یہ سب کچھ کرتا لیکن تمہاری آرزو تو
 صرف اسی قدر تھی اس لیے میں بھی تمہارے
 ساتھ اتنا ہی کر کے اپنے ملک واپس چلا
 جاؤں گا اور تیرے ملک کی چھوٹی یا بڑی کسی
 چیز میں بھی ہاتھ نہ لگاؤں گا تاکہ تمہارے
 بعد آنے والے کو اس سے عبرت حاصل ہو
 اور کوئی شخص اپنے مقدر سے آگے بڑھنے کی
 کوشش نہ کرے اور جس کو عافیت نصیب
 ہے، اس کو غنیمت سمجھے، اس کے بعد اس کی
 گردن اڑادی اور اس کے وزیر کی طرف
 متوجہ ہو کر اس سے کہا تجھے جزائے خیر عطا ہو،
 مجھے صحیح طریقہ سے معلوم ہوا ہے کہ تم نے
 اپنے مالک کو نیک مشورہ دیا تھا، کاش وہ اسے
 قبول کر لیتا، اب تم غور کر کے جو شخص حکومت
 کے لیے موزوں نظر آئے اس کو اس کی جگہ
 مقرر کرو، یہ ہدایت دے کر وہ فوراً اپنے
 ملک واپس چلا آیا اور اس نے اور نہ اس کے
 کسی ساتھی نے قمار کی سلطنت کی کسی چیز میں
 کوئی دست اندازی کی اور جب اپنے ملک

واپس آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور اپنے تالاب کی طرف جو غدیر لین، الذہب (۱) (سونے کی اینٹوں کا تالاب) کے نام سے مشہور تھا، رخ کیا اور اس کے سامنے وہ طشت بھی موجود تھا، جس میں قمار کے راجہ کا سر تھا، اس وقت اس نے اپنی مملکت کے سربراہ آدرہ لوگوں کو طلب کر کے راجہ کا واقعہ اور اپنے اس اقدام کے اسباب بیان کئے، یہ واقعات سن کر لوگوں نے اس کے لیے جزائے خیر کی دعا کی، پھر مہراج نے راجہ قمار کا سر دھلو کر اس میں خوشبو لگوائی اور اس کو ایک برتن میں رکھ کر اس کے جانشین راجہ قمار کے پاس بھیج دیا اور اس کو لکھا کہ تمہارے راجہ کی مخالفت و بغاوت نے ہم کو اس اقدام کو مجبور کیا، تاکہ اس قسم کے دوسرے لوگوں کو اس

الذی حملنا علی فعلنا بصاحبک بغیہ
علینا و تادینا لامثالہ و قد بلغنا فیہ ما
اردناہ و رأینا رد راسہ الیک اذ لا درک لنا
فی حبسہ ولا فخر لما ظفرنا بہ منہ و
اتصل الخبر بملوک الهند و الصین فعظم
المہراج فی اعینہم و صارت ملوک القمار
من بعد ذلک کلما اصبح قائم و
حولت وجوہہا نحو بلاد الزابج
فسجدت و کبرت للمہراج تعظیماً لہ۔
(ص ۱۷۵)

(۱) مسعودی نے غدیر لین الذہب کی تشریح یہ کی ہے کہ مہراج کا محل ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے تھا اور تالاب بڑے خلیج سے ملا ہوا تھا، خلیج میں مدوجز کی وجہ سے تالاب میں بھی مدوجز آتا رہتا تھا، روزانہ صبح کو بادشاہ کا وکیل اور خزانچی اس کے سامنے اسی تالاب میں سونے کی ایک اینٹ پھینکا کرتا، اینٹ کا صحیح وزن نہیں معلوم مگر وہ چند منوں کی ہوتی تھی، سیلاب کے زمانہ میں وہ اینٹیں ڈوبی رہتی تھیں، مگر جزر کے وقت نظر آنے لگتی تھیں اور سورج کی روشنی میں چمکنے لگتی تھیں تو بڑا فریب منظر ہوتا تھا، راجہ اپنی تفریح کے اوقات میں اسی کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتا تھا، اس بادشاہ کی زندگی بھر روزانہ ایسے ہی ہوتا رہا اور کسی کو ایک اینٹ بھی اس میں سے نکالنے نہ دی، اس کے انتقال کے بعد قائم مقام راجہ نے تمام اینٹیں نکلا کر شمار کیا اور پھر اسے شاہی خاندان والوں، خادموں اور دربانوں میں تقسیم کر دیا اور جو کچھ باقی بچا اسے فقرا اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ (دیکھو مروج الذہب مسعودی ج ۱ ص ۱۵۸)

سے تنبیہ ہو جائے، اس سے ہمارا جو مقصد تھا، وہ حاصل ہو گیا، اس لیے اس کا سر تمہارے پاس واپس کر دینا مناسب معلوم ہوا کیوں کہ اس کو اپنے پاس رکھنے سے نہ ہماری کوئی ضرورت پوری ہوتی ہے اور نہ ہمیں اس کا میاں بی پر کسی طرح کا فخر ہے، اس واقعہ کی خبر جب ہندوستان اور چین کے راجاؤں کو ہوئی تو ان کی نظروں میں مہراج کی عظمت بہت بڑھ گئی، اس واقعہ کے بعد سے تمار کے راجہ روزانہ صبح اٹھ کر اپنا رُخ جاوہ کی طرف کر کے سجدہ کرنے اور مہراج کی تعظیم بجالانے لگے۔

ہمارے زمانہ میں ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ بلہرا ہے، جو سلطنت ماکیر (مہانگر) کا مالک ہے اور اکثر ہندوستانی راجہ اپنی عبادت میں اس کی جانب رُخ کرتے ہیں اور اس کے ایلچی جب ان کے درباروں میں پہنچتے ہیں تو وہ کورنش بجاتے ہیں، بلہرا کی سلطنت سے مل ہوئی ہندوستان کی بہت سی حکومتیں ہیں۔

ان میں بعض ایسے پہاڑی علاقوں کے راجہ ہیں جن کے ملک میں کوئی سمندر نہیں، مثلاً کشمیر کا حکمران رای، (۱) دکھن کا راجہ اور

و اعظم ملوک الهند فی وقتنا
هذا البلہری صاحب مدینة المانکیر
واکثر ملوک الهند تتوجه فی صلاحتها
نحوہ و تصلی لرسله اذا وردوا
علیہم و یلی مملکة البلہری ممالک
کثیرة للہند۔ (ص ۱۷۷)

و منهم ملوک فی الجبال لا
بحر لہم مثل الراي صاحب القشمر
و ملک الطافن و غیر ذالک من ملوک

(۱) رای نام ہے۔

اور ان کے علاوہ دوسرے ہندوستانی راجہ ان میں بعض ایسے راجہ بھی ہیں، جن کے ملک میں خشکی و تری دونوں قسم کے علاقے ہیں، بلہرا کی راجدھانی اور سمندر کے درمیان سندھی فرخ سے ۸۰ فرخ کا فاصلہ ہے اور فرخ ۸ میل کا ہوتا ہے، راجہ بلہرا کے پاس بے شمار فوجیں اور ہاتھی ہیں، مگر زیادہ تر فوجیں پیادہ ہیں، اس لیے کہ یہ سلطنت پہاڑوں سے گھری ہوتی ہے، اس سے فاصلے پر ان راجاؤں میں جن کے ملک میں سمندر نہیں ہے، قنوج کے راجہ بودرہ کی حکومت ہے، بودرہ اس علاقہ کے ہر راجہ کا لقب ہوتا ہے، راجہ بھوج راج کی فوجیں ہر وقت شمال جنوب یورپ اور پچھتم ہر طرف، مرتب اور تیار رہتی تھیں، کیوں کہ ان تمام سمتوں میں اس سے جنگ کرنے والے راجہ رہتے ہیں، آگے چل کر جہاں ہم اس کتاب میں سمندروں، ان کے اندرونی اور گرد و پیش کے عجائبات اور قوموں اور بادشاہوں کے درجات و مراتب کا تذکرہ کریں گے، وہاں سندھ اور روئے زمین کے دوسرے بادشاہوں کا بھی تذکرہ کریں گے، اگرچہ اس سے پہلے بھی ہم اپنی بعض کتابوں میں ان کا ذکر کر

الہند و فیہم من لملکہ بر و بحر واما البلہری فبین دار ملکہ و بین البحر مسیرۃ ثمانین فرسخا سندیۃ و الفرسخ ثمانیہ امیل و لہ جیوش و فیلۃ لا تدرك کثر تھا و اکثر جیوشہ رجالة لان دار ملکہ بین الجبال و یناویہ من ملوک الہند ممن لا بحر لہ بؤرۃ صاحب مدینۃ القنوج و هذا الاسم سمة لکل ملک یلی ہذہ المملکۃ ولہ جیوش مرتبۃ علی الشمال و الجنوب و الصبا و الدبور لانہ من کل وجہ من ہذہ الوجوہ یلقاہ ملک محارب لہ و سندر جملاً من اخبار ملوک السند و غیرہم من ملوک الارض فیما یرد من ہذا الکتاب عند ذکرنا البحار و ما فیہا و ما حولہا من العجائب و الامم و مراتب الملوک و غیر ذلک و ان کنا قد اسلفنا ذلک فیما مر من کتبنا و باللہ التوفیق و لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔

(ص ۷۸)

چکے ہیں، خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں توفیق ہے۔

ہفت اقلیم میں اقلیم دوم سندھ، ہندوستان اور سوڈان پر مشتمل ہے، ان ملکوں کا برج اور سیارہ زحل (۱) ہے۔

دریائے سندھ اور گنگا بھی بڑے دریا ہیں اور گنگا ہندوستان کا بہت بڑا دریا ہے۔

الاقليم الثانی السند والهند
والسودان لهم من البروج الحدی
ومن السبعة زحل۔ (ص ۱۸۱)

و مهران السند و جنحس و هو
نهر عظیم بارض الهند۔

(ص ۲۰۴)

جاہظ کا بیان ہے کہ دریائے سندھ مصر کے دریائے نیل کی شاخ ہے اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ اس میں بھی مگر چھ ہوتے ہیں، مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دلیل کس طرح اس کی نگاہ میں چلی، جاہظ کا بیان اس کی کتاب الامصار و عجائب البلدان میں موجود ہے، یہ بڑی عمدہ کتاب ہے، حالانکہ جاہظ نے کبھی سمندروں کا سفر نہیں کیا، نہ زیادہ سیر و سیاحت کی اور نہ ملکوں اور شہروں میں قیام کیا، اس لیے وہ یہ نہیں جانتا کہ دریائے سندھ، سندھ کے بالائی علاقوں، بھوج راج کی سلطنت، قنوج، کشمیر، تھار، دکن وغیرہ کے

وقد ذکر الجاحظ نهر مهران
السند من نیل مصر واستدل علی
ذلك بوجود التمساح فيه فلسف
ادری کیف وقع له هذا الدلیل و ذکر
ذلك فی کتابه المترجم بکتاب
الامصار و عجائب البلدان وهو
کتاب فی نہایة الحسن و ان کان
الرجل لم یسلك البحار و لا اکثر
الاسفار و لا تقر الممالك و الامصار
ولم یعلم ان مهران السند یخرج من
اعین مشهورة من اعالی بلاد السند من
ارض قنوج من مملكة بؤورة وارض

(۱) برج کی تشریح پہلے گزر چکی ہے، سیارہ اس جرم فلکی کو کہتے ہیں جو سورج کے گرد گردش کرے، زمانہ گزشتہ میں سات سیارے خیال کئے جاتے تھے، (۱) شمس (۲) قمر (۳) عطارد (۴) زحل (۵) مریخ (۶) زہرہ اور (۷) مشتری، جدی جیسا کہ اصل ترجمہ ہی سے ظاہر ہے، ایک برج کا نام ہے اور زحل بھی جیسا کہ ترجمہ سے ظاہر ہے، ایک سیارہ کا نام جو سورج کے گرد پھرتا ہے۔

مشہور چشموں سے نکلا ہے اور ملتان تک چلا گیا ہے، یہاں اس کا نام مہران پڑ گیا ہے اور ملتان سونے کی سرحد (۱) کہلاتا ہے، ملتان کی سلطنت کا حکمران قبیلہ قریش کی ایک شاخ اسامہ بن لوی بن غالب کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور خراسان جانے والے قافلے اس کے یہاں سے گزرتے ہیں، منصورہ کا حاکم بھی قبیلہ قریش کی ایک شاخ بہار بن اسود کی نسل سے ہے، منصورہ اور ملتان دونوں علاقوں کے حاکم قدیم زمانہ سے جب اسلام یہاں شروع شروع آیا تھا، موروثی طور پر ان کے حاکم ہوتے چلے آئے ہیں، ملتان کے بعد دریائے سندھ منصورہ سے گزرتا ہوا دہل کے قریب سمندر میں گرتا ہے اور گھڑیاں تو اس سمندر کی تمام خلیجوں مثلاً باعزہ کی سلطنت میں صفداور درمہراج کی سلطنت میں جاوہ اور اغیاب وغیرہ سب خلیجوں میں پائے جاتے ہیں، اغیاب (سیلون) جزیرہ لکا کے قریب واقع ہے، گھڑیاں زیادہ میٹھے اور شیریں پانی میں رہتا ہے، اس سے قرین قیاس یہ ہے کہ جن ہندوستانی خلیجوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان سب کا پانی شیریں ہوتا ہے، کیوں کہ

قشمیر و القندھار و الطافن حتی ینتھی
انی بلاد المولتان ومن هنالك یسمی
مهران و المولتان فرج الذهب و
صاحب مملکة بلد المولتان رجل من
قریش من ولد اسامة بن لوی بن
غالب القوافل الی خراسان تتصل من
عنده و کان صاحب مملکة منصوره
رجل من قریش من ولد هبار بن
الاسود لملك فی هؤلاء ملک
صاحب الملتان متوارث قدیما من
صدر الاسلام ثم ینتھی نهر مهران
الی بلاد المنصوره ویصب الی فم
بلاد الدیل فی بحر الهند و التمساح
کثیرة فی احوان هذا البحر و هی
الخلجانات کخلیج صفداور من
ملکة باغرة من ارض الهند و خلجان
الزابج من ملکة المہراج و کذالك فی
خلجانات الاغیاب و هی اغیاب تلی
جزیرة سرنديب و الاغلب من التماسیح
کونها فی السماء العذب و ما ذکر من
خلجانات الهند فالاغلب من امورها انها
تکون عذبة نصب مياه الامطار البها و

(۱) اس کا سبب اکثر مؤرخین اور سیاحوں نے بیان کیا ہے، بلاذری کی فتوح البلدان میں بھی وہ گزر چکا ہے۔ (ض)

كذلك نهر جنحس نهر الهند مبدأه من
جبال فى اقصاى ارض الهند مما يلي
بلاد الصين من نحو بلاد الطغزغز غن
من الترك و مقدار جريا نه الى ان يصب
فى البحر الحبشى مما يلي ساحل الهند
اربع مائة فرسخ - (ص ۲۱۴)

و قدروا بحر الهند و هو
الحبشى و انه يمد طولہ من المغرب
الى المشرق من اقصاى الحبش الى
اقصى الهند و الصين ثمانية آلاف
ميل و عرضه الفان و سبع مائة
و عرضه فى موضع آخر الف و تسع
مائة ميل و قد يتفاوت فى قلة
العرض فى موضع دون موضع و
يكثر و قد قيل فى طولہ و عرضه غير
ما ذكرنا من الكثرة اعرضنا عن
ذكره لعدم قيام الدلائل على صحته
عند اهل هذه الصناعة و ليس فى
المعمور اعظم من هذا البحر -

بارش کا پانی ان میں گرتا اور شامل ہوتا ہے، اسی
طرح دریائے گنگا ہندوستان کے آخری سرے
کے پہاڑوں (۱) سے ہو چین کے قریب
ترکی قبیلہ تغزغز کی سمت میں نکلتا ہے، اس کے
مخرج سے لے کر اس کے مدخل تک جہاں وہ
بحر ہند میں گرتا ہے، سو فرخ کی مسافت ہے۔
بحر ہند (جو بحر حبشی کہلاتا ہے) کے متعلق
لوگوں نے اندازہ لگایا ہے کہ مغرب سے مشرق
تک اقصائے حبش سے اقصائے ہند و چین
تک آٹھ ہزار میل لمبا اور ۲ ہزار سات سو میل
چوڑا ہے، لیکن بعض مقامات پر اس کی چوڑائی
ایک ہزار نو سو میل ہے، مختلف مقامات پر اس
کے عرض میں فرق ہے، یعنی اس کا عرض کہیں
کم اور کہیں زیادہ ہے، اس کے طول و عرض
کے متعلق اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں بھی
کہی گئی ہیں، مگر اس فن کے ماہرین کے
نزدیک ان کی صحت کی کوئی دلیل نہیں ہے،
اس لیے ہم نے ان کا کوئی ذکر نہیں کیا اور دنیا
میں اس سے (۲) بڑا کوئی سند نہیں۔

ثم تیز مکران ثم ساحل السند

مکران کے بعد سمندر کے کنارے تیز

(۱) یعنی سلسلہ کوہ ہمالیہ (۲) یہ بیان اس زمانہ کے علم کے اعتبار سے ہے، مسعودی نے اس کے بعد
اس سمندر کے متعلق بعض عجیب باتیں اور اس کی بڑی بڑی مچھلیوں کا ذکر کیا ہے، لیکن اسے قلم
انداز کر دینا ہی مناسب معلوم ہوا۔ (ض)

مکران اور پھر ساحل سندھ پڑتا ہے اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، یہیں دریائے سندھ آکر گرتا ہے اور یہیں دیہل کا شہر ہے، جس سے ہندوستان کا ساحل ملا ہوا ہے، جو بھروچ کے علاقہ تک چلا گیا ہے اور بھروچ کی طرف بھروچی نیزے منسوب ہیں اور یہی ساحل آبادی اور ویرانہ سے گزرتا ہوا چین تک چلا گیا ہے، فارس، مکران اور سندھ وغیرہ کے ساحل کے مقابلہ میں بحرین، جزائر، قطر، ساحل بنی جزیرہ، عمان، مہرہ سے راس حمہ (۱) تک جس میں شحر و احقاف (۲) واقع ہیں، پڑتے ہیں اور اس میں بہت سارے جزائر ہیں۔ ان جزیروں کے سمندر کی گہرائی میں موتی ہوتے ہیں جو خار کی لؤلؤ (۳) کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ سمندر چین، ہندوستان، فارس، عمان، بصرہ، بحرین، یمن، حبشہ، حجاز، قلمزم، حبش، سندھ جتنے جزیروں اور جن بے شمار قوموں کو گھیرے ہوئے ہے، ان کی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے، یہ سمندر ایک ہی ہے، لیکن مختلف

و فیہ مصب مہران و هو نہر السند علیٰ حسب ما ذکرنا و ہنالک مدینۃ الدیبل بہ تتصل ساحل الہند الیٰ بلاد بروض و الیہا یضاف القنا البروضی ثم یتصل الیٰ ارض الصین ساحلاً واحدا عامرا و غامرا و یقال ما ذکرنا من مبدأ ساحل فارس و مکران و السند بلاد البحرین و جزائر قطر و شط بین جذیمۃ و بلاد عمان و ارض المہرۃ الیٰ ارض راس الجمحمۃ من ارض الشحر و الاحقاف و فیہ جزائر کثیرۃ۔

و فیہا مغاص لؤلؤ و هو اللؤلؤ المعروف بالخارکی۔ (ص ۲۳۹)

فہذا بحر الصین و الہند و فارس و عمان و البصرۃ و البحرین و الیمن و الحبشۃ و الحجاز و القلمزم و الزنج و السند و من فی جزائره و من قد احاط بہ من الامم الکثیرۃ الیٰ لا یعلم

- (۱) مسعودی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ راس حمہ یمن سے ملے ہوئے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ (ض)
- (۲) یہ دراصل بعض قبیلوں کے نام تھے، جو اسی کی نسبت سے ان مقامات کے نام ہو گئے ہیں۔ (ض)
- (۳) جزیرہ خارک کی طرف یہ موتی منسوب ہیں، یہ جزیرہ نہایت آباد و شاداب، یہاں باغوں کی کثرت اور اس کے سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالنے کی جگہیں ہیں، اس کا رقبہ ۱۲ میل ہے۔ (دیکھو فیلیہ الارب فی فنون الادب للنویری ج ۱ ص ۲۳۵)

خطوں کے لحاظ سے اس کے جدا جدا نام ہیں، ان سب کا پانی ایک اور ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے۔

سمندر کی گہرائی میں چھوٹے بڑے چکدار موتی، عقیق، مادِ شُج (جو برازی کی قسم ہے) طرح طرح کے یاقوت، الماس، سنبازج وغیرہ کو غوطہ لگا کر نکالنے کی جگہیں پائی جاتی ہیں، سونے چاندی کی کانیں کلہ اور لٹکا کے علاقوں کی طرف ہیں اور اس کے گرد کرمان کے قریب لوہے کی اور عمان میں تانبے کی کانیں ہیں، اسی ساحلی علاقے میں عمدہ قسم کی خوشبودار چیزیں، عنبر، قسم قسم کی دوائیں، جڑی بوٹیاں، ساگوان، دارِ بجی نامی لکڑی، نیزے اور بید وغیرہ پائے جاتے ہیں، ان تمام خطوں کی آب و ہوا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اور جن کے سمندر مختلف ناموں سے موسوم ہیں، جیسے بحر فارس، بحرِ یمن، بحرِ قلم، بحرِ حبش، بحرِ سندھ، بحرِ ہند، بحرِ کلہ، بحرِ جاوہ اور بحرِ چین وغیرہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

وصفہم و عددہم الا من خلقہم و نکل قطعۃ منہم اسم یفردہ والماء واحد متصل غیر منفصل۔

و فی هذا البحر مغاصات الدر واللؤلؤ منہ العقیق والمادینج (۱) و هو نوع من البرازی (۲) و انواع الیاقوت والماس و سنبازج و فیہ معادن ذهب و فضۃ نحو بلاد کلہ و سریرہ و حولہ معادن حدید مما یلی بلاد کرمان و نحاس بارض عمان و فیہ انواع الطیب و الافاویہ و العنبر و انواع الادویۃ و العقاقیر و الساج و الخشب المعروف بالداربجی (۳) و القننا و الخیزران و ریح ما وصفنا من قطعہ الی تدعی کل واحد منها بحرا کقولنا بحر فارس و بحر الیمن و بحر القلزم و بحر الحبش و بحر الزنج و بحر السند و بحر الہند و بحر کلہ و بحر الزابج و بحر الصین فمختلفة۔

اور جو لوگ اس سمندر کا سفر کرتے ہیں، وہ اس کی مختلف ہواؤں اور ان کے چلنے

و لکل من یرکب هذا البحر من الناس ریح یعرفونہا فی اوقات

(۱) و فی نسخۃ و البادیج (۲) و فی نسخۃ من البجادی - (۳) و فی نسخۃ بالردابجی۔

کے اوقات سے واقف ہوتے ہیں اور اس کا علم طویل تجربوں سے حاصل ہوا، پھر لوگ موروثی طور پر قویاً و عملاً اس سے واقف ہو گئے، اس کے متعلق ان کے پاس دلیلیں اور علامتیں ہیں، جن کے مطابق سمندر کے ہجّان اور اس کے سکون کے وقت عمل کرتے ہیں، یہ اس سمندر کا حال ہے، جسے ہم بحر جیش کہتے ہیں۔

میں نے ہندوستان کے شہر کھمبایت میں دیکھا اور یہی وہ شہر ہے جس کی طرف کھمبایتی جوتے منسوب ہیں، جو یہاں اور اس کے قریب سندان اور سوپارہ وغیرہ شہروں میں بنتے ہیں، میں کھمبایت ۳۰۳ھ میں گیا تھا، اس زمانہ میں وہاں کاراجہ بانیا (۱) تھا جو برہمنی مذہب کا پابند تھا اور مہانگر کے راجہ ولہہ رائے کا ماتحت تھا۔

اس بانیا کو مناظرہ سے بڑی دلچسپی تھی اور جو مسلمان یا دوسرے مذاہب کے لوگ اس کے ملک میں آتے، وہ ان سے بحث و مناظرہ کرتا تھا، کھمبایت خلیج سمندر کے کنارے آباد ہے، یہ خلیج نیل سے زیادہ چوڑی اور درجہ و فرات کے مانند ہے، اس کے کنارے شہر، قصبات، آبادیاں، باغات، تاریں کے

تکون منها مہا بہا قد علم ذالک بالاعداد و طول التجارب يتوارثون علم ذالک قولاً و عملاً و لهم فيها دلائل و علامات يعملون بها في ابان هيجانه و احوال ركوده و ثورانه و هذا فيما سمينا من البحر الحبشي۔ (ص ۲۴۴)

و رأيت ببلاد كنباية من ارض الهند و هي المدينة التي يضاف اليها النعال الكنبائية الصرارة و فيها تعمل و ما يليها من المدن مثل مدينة سندان و سوفارة و كان دخولي لها سنة ثلث و ثلث مائة و الملك يومئذ بانياً و كان برهمانيا من قبل البلهري صاحب المانكير۔

و كان لبانيا هذا عناية بالمناظرة و مع من يرد الي بلده من المسلمين و غيرهم من اهل الملل و هذه المدينة على خور من انحوار البحر و هذا الخليج اعرض من النيل او كدجلة او الفرات عليه المدن و الضياع و العمائر و الجنان و نخل النارجيل و الطواويس

(۱) بنیای راجہ کا نام۔

درخت، پرندوں میں مور، طوطے اور دوسری قسم قسم کی ہندوستانی چڑیاں ہیں، وہ انہیں باغوں اور چشموں میں رہتی ہیں، کھمبایت اور سمندر میں جہاں خلیج کا خرچ ہے، درمیانی فاصلہ ۲ دن یا اس سے کم ہی ہے، عامور (۱) کی اولاد میں سے ایک جماعت ہندوستان کے حدود میں آکر آباد ہو گئی تھی، اس لیے اس مقام کی آب و ہوا کا اس پر اثر پڑا جس کی وجہ سے اس کا رنگ ترکوں کے رنگ سے بدل کر ہندوستانیوں کے رنگ میں مل گیا اور اب ان لوگوں کے شہر اور بستیاں۔

(چین کے لوگوں کا پہلے زمانہ میں) فکر و مذہب اور بت پرستی کے لحاظ سے وہی حال تھا جو ہندوستان کے عوام اور خواص کا ہے، مگر پھر ان کا حال بدل گیا۔

ترکوں (۲) کے بعد ہاتھیوں کے بادشاہ یعنی ہندوستان کے راجہ کا نمبر ہے، جو ہمارے نزدیک حکمت و دانش والا راجہ ہے، کیوں کہ حکمت کا سرچشمہ اور خزانہ انہی کے پاس تھا۔

و البیغا و غیر ذالک من انواع طیر الهند بین تلك الجنان و المیاء و بین مدینة کنسایة و بین البحر الذی یخرج منه هذا الخلیج یومان او اقل من ذالک و لحق فریق من ولد عامور بتخوم الهند فائرت فیہم تلك البقاع فصارت الوانہم بخلاف الوان الترك و لحقوا بالوان الهند ولہم حضر و بوادی۔
(ص ۲۸۹)

و قد كانوا قبل ذالک فی الآراء والنحل و عبادة التماثیل علی حسب ما علیہ عوام الهند و خواصہم فتغیرت احوالہم۔
(ص ۲۹۹)

و بعده ملک الفیلة و هو ملک الهند و نجدہ عندنا ملک الحکمة لان اصلہا منہم۔
(ص ۳۱۵)

(۱) عامور ایک ترک کا نام ہے۔ (۲) یہ ایک عرب سے چینی بادشاہ نے کہا تھا جب وہ ان ملک کی سیاحت کے لیے آیا تھا اور چینی بادشاہ اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں کے دوسری قوموں پر غلبہ پانے کے وجہ دریافت کر رہا تھا، اسی سلسلہ میں اس نے ایک سوال یہ کیا تھا کہ تمہارے نزدیک دنیا کے بادشاہوں کا کیا درجہ و مقام ہے، تو اس نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں، چینی بادشاہ نے کہا ہمارے نزدیک دنیا میں سب سے بڑا عربوں کا بادشاہ ہے، پھر ہم خود ہیں، ہمارے بعد ترک اور چوتھے نمبر پر ہندوستان کا راجہ اور پانچویں نمبر پر دم کا بادشاہ ہے۔

بحر چین، بحر ہند، بحر فارس اور بحر یمن کا پانی باہم ملا ہوا ہے، کہیں ایک دوسرے سے الگ نہیں، البتہ ہواؤں کے چلنے اور ان کے سکون کے اعتبار سے ان کے تلاطم اور سکون کی حالتیں البتہ مختلف ہوتی ہیں، بحر فارس میں جب تلاطم ہوتا ہے اور اس میں سفر کرنا دشوار ہوتا ہے تو بحر ہند میں سکون اور سفر کرنا آسان ہوتا ہے اور اسی کے برعکس بحر فارس میں سکون، عدم تلاطم اور جہازوں پر سوار ہونا اس وقت آسان ہوتا ہے جب بحر ہند میں طغیانی، تلاطم اور جہازوں پر سوار ہونا مشکل ہوتا ہے، بحر ہند کے ہیجان و تلاطم کی یہ کیفیت برابر رہتی ہے، یہاں تک کہ سورج برج سنبلہ میں چلا جاتا ہے، اس وقت اس میں سفر کرنا آسان ہوتا ہے، جب سورج برج قوس میں داخل ہو جاتا ہے تو اس میں بہت زیادہ سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

ان بحر الصین و الهند و فارس و الیمن متصلہ میاہا غیر منفصلہ علیٰ ما ذکرنا الا ان هیجانها و رکودها یختلف باختلاف مہاب ریاحها و ابان ثورانها و غیر ذالک فبحر فارس تكثر امواجه و یصعب رکوبه عند لین بحر الهند و استقامۃ الرکوب فیہ و قلة امواجه و یلین بحر فارس و یقل امواجه و یسهل رکوبه عند ارتجاج بحر الهند و اضطراب و امواجه و ظلمته و صعوبته عند رکوبه و بحر الهند لا یزال کذلک الی ان تعود الشمس الی السنبلة فیرکب حینئذ و اهدأ ما یکون عند کون الشمس فی القوس۔ (ص ۳۴۷)

اور تیرماہ (۱) کے مہینہ عمان سے بحر ہند صرف وہی جہاز اور کشتیاں چلتی ہیں جو بہت ہلکی ہوتی ہیں اور ان پر بار بہت کم ہوتا ہے، عمان میں ان جہازوں کو جو اس زمانہ میں ہندوستان جاتے ہیں، تیرماہی (۲) کہتے ہیں،

و لیس یکاد یقطع من عمان بحر الهند فی تیرماہ الا مرکب مقرر حمولته یسیرہ و تسمیٰ هذه المراكب بعمان اذا اقطعت الی ارض الهند فی هذا الوقت التیرماہیہ و ذالک ان

(۱) یعنی جون۔ (۲) یعنی جون والے۔

بلاد الهند و بحر الهند يكون فيه اليسارة
و هو الشتاء و دوام المطر في كانون و
كانون و شباط عندنا صيف عندهم
كما يكون عندنا الحر في جزيران
و تموز و آب فشتاؤنا صيفهم و
صيفهم شتاؤنا و كذلك سائر مدن
الهند و السند و ما اتصل بذلك الى
اقاصى هذا البحر و من شتافى
صيفنا بارض الهند قيل فلان يسر
بالارض الهند اى شتاء هنالك و
ذالك لقرب الشمس و بعدها۔

(ص ۲۲۸)

کیوں کہ ہندوستان اور بحر ہند میں جاڑا اور
مسلل بارش کا نون (۳) کے مہینہ میں ہوتی
ہے اور کانون و شباط (۱) کے مہینے ہمارے یہاں
گرمی کے مہینے ہیں اور جزیران (۲) تموز (۳)
اور آب (۴) ان کے یہاں گرمی کے مہینے
ہیں، گویا ہمارا گرمی کا موسم ان کے جاڑے کا
موسم ہے اور ان کے جاڑے کا موسم ہمارا
گرمی کا موسم ہے، ہندوستان سندھ کے
شہروں اور اس سے ملحقہ علاقوں اور اس
سمندر کے آخری سرے تک یہی حال ہے جو
شخص ہمارے یہاں کے موسم گرما میں
ہندوستان میں جاڑا بسر کرتا ہے اس کے لیے کہا
جاتا ہے، فلان يسر بارض الهند یعنی فلاں
شخص نے وہاں جاڑے کا موسم بسر کیا اور یہ
فرق آفتاب کے قرب و بعد کا نتیجہ ہے۔

پھر بحر لاروی (۵) (بحر فارس) ہے،
جس کے کنارے ہندوستان اور سندھ کے شہر
جمہور، سوپارہ، تھانہ، سندان اور کھمبایت وغیرہ

ثم بحر لاروی و عليه بلاد
صيمور و سوبارة و تابة و سندان و
كنباية و غيرها من الهند و السند ثم

(۳) یہاں مصنف نے بعض رومی مہینوں کا ذکر کیا ہے، اس لیے ان کے مطابق انگریزی مہینوں کا نوٹ
میں ذکر کیا جا رہا ہے، کانون دسمبر اور جنوری کے مہینہ کو کہتے ہیں، دسمبر کے لیے کانون الاول اور جنوری کے
لیے کانون الثانی کہا جاتا ہے۔ (ض) (۱) فروری (۲) جون۔ (۳) جولائی۔ (۴) اگست۔

اختلفت النسختان و العبارة لا تخلو عن المسامحة۔ (ض) (۵) مسعودی نے بحر لاروی سے
بحر فارس مراد لیا ہے، آگے ایک غلام پراس کی وضاحت بھی کی ہے، چنانچہ لکھتا ہے، من بحر فارس وهو
المعروف بلاروی لا يدرك قعره الخ (ص ۳۳۲) (ض)

آباد ہیں، پھر اس کے بعد بحر ہند، بحر کلاہ،
یعنی بحر کلاہ اور جزیرے وغیرہ واقع ہیں۔
تیسرے سمندر یعنی بحر ہرگند اور
دوسرے سمندر یعنی بحر فارس کے درمیان جیسا
کہ ذکر کیا جا چکا ہے، متعدد جزیرے آباد ہیں
جو دونوں سمندروں کے درمیان حد فاصل اور
نشان امتیاز میں اور کہا جاتا ہے کہ ان جزیروں
کی تعداد دو ہزار نو سو ہیں جو سب کے سب آباد
ہیں، ان سب میں ایک عورت حکمران ہے اور
یہ رسم اس ملک میں قدیم زمانہ سے چلی آرہی
ہے کہ ان کا کوئی مرد حاکم نہیں ہوتا اور ان
جزیروں میں عنبر کی فراوانی ہے، جس کو سمندر
کنارے پھینک دیتا ہے اور اس سمندر میں
پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں کی طرح پایا جاتا
ہے، مجھ سے عمان اور سیراف میں وہاں کے
ناخداؤں اور وہاں جانے والے تاجروں نے
بتایا کہ اس سمندر کی گہرائی میں عنبر اگتا ہے اور
سپید سیاہ کیت تانبے کی مختلف قسموں کی طرح
اس کی پیدائش بھی ہوتی ہے اور جب سمندر
میں سخت طوفانی اور تلاطم آتا ہے تو وہ اپنی
گہرائیوں سے چٹانیں، پتھر اور عنبر کے ٹکڑے
کنارے کی طرف پھینک دیتا ہے، ان سب
جزیروں کے باشندے آپس میں متحد و متفق

بحر ہر کند ثم بحر کلاہ و هو بحر
کلاہ و الجزائر۔ (ص ۳۳۰)
و بین بحر الثالث و هو ہر کند
و البحر الثانی و هو لاروی علی ما
ذکر جزائر کثیرہ ہی فرز بین ہذین
البحرین و یقال انہا نحو من الفی
جزیرہ و فی فذل السحق الف و تسع
مائۃ جزیرۃ کنہا عامرۃ بالناس و مدکۃ
ہذہ الجزائر کلہا امرأۃ و بذالک
جرت عاداتہم من قدیم الزمان لا
یملکھم رجل و العنبر یوجد فی ہذہ
الجزائر یقذف البحر و یوجد فی بحرہا
کما کبر ما یکون من قطع الصخر و
الخیرنی غیر واحد من نواخذۃ
السیراف و العمانین بعمان و
سیراف و غیرہما من التجار ممن
کسان بحسب الی ہذہ الجزائر ان
العنبر ینبت فی قعر ہذا البحر و یتكون
کنسکون اسراع القطر من الابیض و
الاسود و الکما و نحوہا فاذا خبت
البحر و اشتد قذف من قصرہ الصخور
والاحجار و قطع العنبر و اهل ہذہ
الجزائر حسیعہا متفقوا الکلمۃ لا

ہیں، ان کی تعداد حد و شمار سے باہر ہے اور اس حکومت کی فوجیں بھی بے شمار ہیں، ایک جزیرہ سے دوسرے جزیرہ کا فاصلہ ایک میل یا ایک دو یا تین فرسخ ہوتا ہے، یہاں کے خاص درخت ناریل ہیں، صرف کھجور کے درخت نہیں ہوتے، تولید حیوانات اور ^{تلق} نباتات کے فن کا ذوق رکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ ناریل دراصل مقل ہے، لیکن اُسے جب ہندوستان میں بویا گیا تو وہاں کی خاک کے اثر سے ناریل ہو گیا، ورنہ دراصل وہ مقل (۱) ہی ہے۔

يحصرون العدد لكثرتهم ولا تحصى جيوش هذه المملكة عليهم و بين الجزيرة و الجزيرة نحو الميل و الفرسخ و الفرسخين و الثلاثة و نخلهم نخل النارجيل ل يفقد من النخل الا التمر و قد زعم اناس ممن عنى بتوليدات الحيوان و تطعيم الاشجار ان النارجيل هو المقل و انما اثر فيه ثرية الهند حين غرس فيها فصار نارجيل و انما هو المقل۔

(ص ۳۳۶)

جن جزیروں کا ہم نے ذکر کیا، ان میں سے اکثر و بیشتر جزیروں کے باشندوں کی خوراک ناریل ہے اور یہاں سے بکم کی لکڑی، بید اور سونا باہر بھیجا جاتا ہے، ہاتھی بہت ہوتے ہیں اور بعض جزیروں کے لوگ آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں۔

و اکثر ما ذکرنا من الجزائر غذاؤهم النارجيل و يحمل من هذه الجزائر خشب البقم و الخيزران و الذهب و فيلتها كثيرة و فيها من ياكل لحوم الناس۔ (ص ۳۳۸)

یہیں جزیروں کے راجہ و پھر رائے کی سلطنت ہے اور سلطنت نہایت وسیع اور راجہ کی فوجیں بے شمار ہیں اور کوئی شخص دو سال سے کم عرصہ میں کشتیوں کے ذریعہ اس کے

و فيه مملكة المهرج ملك الجزائر و ملكه لا يضبط لكثرة ولا تحصي جنوده و لا يستطيع احد من الناس ان يطوف في اسرع ما يكون

(۱) ہر جگہ کی آب و ہوا کے اثرات، جان کے باشندوں، جانوروں اور نباتات وغیرہ پر پڑتے ہیں، اس کے متعلق مسعودی نے ایک مستقل کتاب القضايا و التجارب، لکھی ہے۔ (ض)

ملک اور جزیروں کا گشت نہیں کر سکتا، اس کا ملک قسم قسم کے عطریات اور خوشبوؤں سے بھرا ہوا ہے، کسی راجہ کے اس کے جیسا ساز و سامان نہیں ہے، یہاں سے کافور، عود، لونگ، صندل، جائے فل، جوتری، قاقلہ، بڑی لاپچی اور کباب چینی وغیرہ جن کا ذکر ہم نے نہیں کیا تھا، باہر بھیجی جاتی ہیں۔

یہ جزیرے ایک ایسے سمندر سے متصل ہیں، جن کی گہرائی اور انتہا کا پتہ نہیں، جو بحر چین کے قریب ہیں، ان جزیروں کے اطراف میں پہاڑ اور انسانوں کی کثیر آبادی ہے، جن کا رنگ گورا، کان چھدے اور چہرے ڈھال کی طرح چھٹے ہوتے ہیں، یہاں کے پہاڑوں سے رات و دن آگ نکلتی رہتی ہے، وہ دن میں سُرخ اور رات کو سیاہ نظر آتی ہے اور فضا میں اوپر اتنی دور تک جاتی ہے کہ آسمان سے باتیں کرتی ہے۔ بجلی کی کڑک سے زیادہ اس کے دھماکوں کی آواز ہوتی ہے اور بعض اوقات ایسی خوفناک اور عجیب آواز ہوتی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو اپنے راجہ کی موت کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ہلکی آواز ہوتی ہے تو لوگوں کو کسی سردار یا بڑے آدمی کی موت کا ڈر پیدا

من المراكب بحزائره فى سنتين و قد حاز هذا الملك انواع الافاويه و الطيب و ليس لاحد من المملوك ماله و ما يتجهز الكافور و العود و القرنفل و الصندل و الحوز بوا و البسامة و القافله و الكبابه و غير ذلك مما لم نذكره۔

و جزائره تتصل ببحر لا تدرك غايته و لا يعرف منتهاه و هو مما يلي بحر الصين و فى اطراف جزائره جبال كثيره الناس بيض الوجوه مخرموا الاذان كقطع التراس مطرقة تظهر من جبالهم النار بالليل و النهار فنهارها نار احمر او بالليل تسود و تلجج عند السماء بعلوها و ذهابها فى الجو تقذف باشد ما يكون من صوت الرعود و الصواعق و ربما يظهر منها صوت عجيب ينذر بموت ملكهم و ربما يكون اخفض من ذلك فيسند بموت بعض رؤسائهم قد عرف بما ينذر من ذلك لظنون العادات و التجارب على قديم الزمان و ان

ہو جاتا ہے، جو مدتوں کا تجربہ ہے اور کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا، یہ ایک بہت بڑا ٹیلہ ہے، اس کے قریب وہ جزیرہ ہے جہاں ہر وقت طبل، بانسری، ساز، مضرب اور دوسرے طرب انگیز اور حلاوت بخش آلات موسیقی کی صدائیں سنائی دیتی ہیں اور ناپنے اور تالیوں کی آوازیں بھی سنائی دیتی ہیں اور جو لوگ انہیں سنتے ہیں وہ آلات طرب اور دوسری قسم کی آوازوں کا فرق جانتے ہیں، اس علاقہ سے گزرنے والے ناخداؤں اور سمندری سیاحوں کا خیال ہے کہ یہیں دجال رہتا ہے، مہراج کی سلطنت میں ایک بحری مسافت سریہ (۱) بھی ہے، اس کی بحری مسافت تقریباً ۴۰۰ فرسخ ہے اور آبادی مسلسل ہے، رانج (۲) اور رامن (۳) کے جزیرے بھی اس کے ماتحت ہیں، اس کے علاوہ بہت سارے جزیرے ہیں جن کا ذکر نہیں اور یہ چھ سمندر یعنی صنف والا ہے۔

ذلك غير مختلف و هذه احد اطم الارض الكبار و بينها الجزيرة التي يسمع منها على دوام الاوقات اصوات الطبول و السريانات و العدان و سائر اسواع الملاهي المطربة المستنذة و يسمع ايقاع الرقص و التصفيق و من يسمع ذلك يميز بين صوت كل نوع من الملاهي المطربة و غيره و البحر يون ممن اجتاز بتلك الديار يزعمون ان الدجال بتلك الجزيرة و قى مملكة المهرج جزيرة سريرة يكون مسافتها في البحر نحو من اربع مائة فرسخ و عمائر متصلة وله لجزائر الرابع و الرامن و غير ذالت لا يوتى ذكره من جزائر و ملكه و هو صاحب البحر السادس و هو بحر الصنف۔

(ص ۲۴۱ تا ۲۴۳)

- (۱) صاحب نہایت الارب نے سریہ اصل میں اور نوٹ میں لکھا ہے کہ ابوالفداء نے اسے سریہ بتایا ہے، یہ بحر منجی (چین) کا جزیرہ ہے اور اس کا رقبہ ۲ ہزار لمبا اور ایک ہزار چوڑا ہے، اس میں بہت سارے شہر ہیں اور سب سے بڑا شہر سریہ ہی ہے، جس کے نام سے یہ جزیرہ منسوب ہے، یہاں سے کافور کی برآمد ہوتی ہے۔
- (۲) جزیرہ رانج (یا رانج) کا رقبہ ۷۰۰ فرسخ ہے، یہیں مہراج رہتا ہے۔
- (۳) جزائر رامن تقریباً ایک ہزار آباد جزیروں کا مجموعہ ہے، ہر ایک جزیرہ کا بادشاہ ہوتا ہے اور ان میں سونے کی کانیں اور کافور کے درخت ہیں۔

ہندوستان، خراسان اور منصورہ اور ملتان کے قریب سندھ سے ملا ہوا ہے ان کے درمیان قافلے برابر آتے جاتے رہے ہیں اور اسی طرح ہندوستان برابر جاتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ یہ علاقے زابلستان (۱) سے مل جاتے ہیں، جو ایک وسیع ملک اور فیروز ابن کبک کی سلطنت کے نام سے مشہور ہے۔

بابل (۲) کے بعد ہندوستان کے راجہ کا نمبر ہے اور وہ حکمت و دانائی اور ہاتھیوں والا راجہ ہے، کیوں کہ شاہان کسریٰ کے نزدیک ہندوستان سے حکمت و تدبیر کی ابتدا ہوئی تھی، پھر ہندوستان کے راجہ کے بعد چین کے راجہ کا درجہ ہے۔

خوشبوؤں کی پانچ قسمیں، مشک، کافور، عود، عنبر اور زعفران ہیں اور یہ سب کی سب (اندلس میں) ہندوستان اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں سے آتی ہیں، صرف زعفران اور عنبر حبشہ، شہر اور اندلس میں بھی ہوتے ہیں۔

ہندوستان کا راجہ ولہجہ رائے ہے، قنوج

و بلاد الهند متصل ببلاد خراسان و السند مما يلي المنصورة والمولتان و القوافل متصلة من السند الى خراسان و كذلك الى الهند الى ان تتصل هذه الديار ببلاد زابلستان اي بلاد زابلستان و هي بلاد واسعة تعرف مملكته فيروز بن كبك۔ (ص ۳۴۵)

ثم يتلوه ملك الهند وهو ملك الحكمة و ملك الفيلة لان عند الملوك الاكاسرة ان الحكمة من الهند بدءا، ثم يتلو ملك الهند في المرتبة ملك الصين۔

(ص ۳۵۷)

و اصول الطيب خمسة اصناف المسك والكافور والعود والعنبر والزعفران كلها تحمل من ارض الهند وما اتصل بها الا الزعفران و العنبر و يوجد بارض الزنج و الشحر والاندلس۔

(ص ۳۶۷)

ملك الهند البلهري ملك قنوج

(۱) افغانستان۔ (۲) مصنف نے بابل کی عظمت و شوکت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قدیم زمانہ میں اس کی اہمیت کے سبب قائل تھے اور وہاں کے بادشاہوں کا عام طور سے لوگ احترام کرتے تھے اور بابل کے بعد عزت و احترام میں ہندوستان کا درجہ تھا۔

من ملوک السند بؤرة هذا اسم كل
ملك يلى القنوج و هنا مدينة يقال لها
بؤرة باسم ملوكهم و قد صارت اليوم
فى حيز الاسلام و هى من اعمال
الملتان و من هذه المدينة يخرج احد
الانهار التى اذا اجتمعت كانت نهر
مهران السند الذى زعم الجاحظ انه
من النيل و زعم غيره انه من جيحون
خراسان و بؤرة هذا الذى هو ملك
القنوج هو ضد البلهرى ملك الهند و
ملك قندهار من ملوك السند و جبالها
يدعى حجاج و هذه اسمها الاعم و من
بلاد يخرج النهر المعروف براءد و هو
احد الانهار الخمسة التى مهران السند
منها و القندهار يعرف ببلاد الرهبط و
نهر من الخمسة يخرج من بلاد السند
و جبالها يعرف ببهاطل و يحتاز ببلاد
الرهبط و هى بلاد القندهار۔

(ص ۳۷۲)

کا راجہ جو سندھ کے راجاؤں میں سے ہے،
(بورہ) (بھوج) رائے کہلاتا ہے اور یہ لقب
قنوج کے ہر راجہ کا ہوتا تھا اور یہاں راجاؤں
کے نام کا ایک شہر بورہ بھی آباد تھا، جو اس
وقت اسلامی سلطنت کے ماتحت اور ملتان میں
شامل ہے، اسی شہر سے پانچ دریاؤں میں سے
ایک دریا نکلا ہے، جو سب آگے چل کر جب
دریائے سندھ میں مل جاتے ہیں تو اس کا نام
مہران سند پڑ جاتا ہے، جس کے متعلق جاحظ کا
خیال یہ ہے کہ وہ نیل کی شاخ ہے اور بعض
دوسرے لوگوں نے اسے خراسان کے دریائے
جیحون کی شاخ قرار دیا ہے، قنوج کا یہ راجہ بھوج
رائے، ہندوستان کے راجہ ولہجہ رائے کے
برعکس ہے اور قندھار کا راجہ بھی سندھ کے
راجاؤں میں شمار ہوتا ہے، یہاں کے پہاڑوں
کوئچ کہتے ہیں اور یہ عام نام ہے، اسی ملک
سے دریائے رائد (۱) نکلا ہے جو دریائے
سندھ کے پانچ معاون دریاؤں میں سے ہے
اور قندھار، رہبوط (راچپوتوں) میں سے ایک
جو ملک سندھ اور اس کے پہاڑوں سے جو
بھاٹل کے نام سے مشہور ہیں، نکلتا ہے اور
راچپوتوں کے شہر یعنی قندھار سے گذرتا ہے۔

(۱) یعنی دریائے راوی۔

چوتھا معاون دریا کابل اور وہاں کے
پہاڑوں سے جو سندھ کی سرحد ہے، اور بست
(۱) غزنیں، زرغون، زنج (۲) اور بھتان
کے قریب علاقہ داور (۳) وغیرہ سے ملا ہوا
ہے اور پانچوں دریاؤں میں سے ایک دریا
ملک سندھ کے علاقہ کشمیر اور اس کے پہاڑوں
سے نکلتا ہے اور کشمیر ایک وسیع سلطنت ہے جو
تقریباً ساٹھ ستر ہزار بستیوں اور شہروں پر
مشتمل ہے، اس ملک میں جانے کا صرف
ایک ہی راستہ ہے، باقی پورا ملک دروازے
سے بند اور اونچے اونچے اور محفوظ پہاڑوں
کے اندر ہے، جن کی بلندی پر پرندوں کے
علاوہ نہ انسان پہنچ سکتے ہیں اور نہ وحشی جانور
اور جہاں پہاڑ نہیں ہیں وہاں دشوار گزار
وادیاں، جھاڑیاں اور زوردار دھارے والی
ندیاں روک ہیں، ہم نے ان پہاڑوں کے
محفوظ ہونے کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے
وہ سب عام طور سے خراسان وغیرہ کے
علاقہ میں مشہور ہے اور یہ ملک دنیا کا ایک
عجوبہ ہے۔

و النهر الرابع ینخرج من بلاد
کابل و جبالها و ہی تخوم السند مما
یلی بست و غزنین و زرغون و الزجج
و بلاد الداور مما یلی بلاد سجستان و
نهر من الخمسة ینخرج من بلاد
”کشمیر“ هذا من ممالك السند و جباله
مملكة عظيمة یتحوی ملکها من مدن
و ضیاع علی نحو من ستین الفاً الی
سبعین الفاً لا سیل لاحد من الناس
لبلده الا من وجه واحد و یغلق علی
جمیع ما ذکرنا من ملکہ باب واحد
لان ذالك فی جبال شوامخ ذات منعة
لا سیل للرجال ان تعلقوا علیها ولا
للو حش ان یلحق بعلوها ولا یلحقها
الا اطیر و ما لا جبل فیہ فاودیة و عرة و
اشجار و غیاض و انهار ذات منعة من
شلة الانصاب و الجریان و ما ذکرنا
من منعة هذا الجبل فمشهور بارض
خراسان و غیرها من البلاد و ذالك
احدی عجائب الدنیا۔ (ص ۳۷۳)

(۱) بھتان اور غزنین کے درمیان ایک گرم اور یا قوت کے خیال میں کابل کا علاقہ ہے۔ (۲)
زنج بھی کابل کا علاقہ ہے۔ (۳) داور کے اطراف کے لوگ اسے زمندوار کہتے ہیں، یہ بست اور زنج
کے قریب ایک ریاست ہے جس سے متعلق بے شمار گاؤں اور شہر ہیں۔

فاما مملكة بؤورة هو ملك
القنوج فان مسافة مملكة نحو من
عشرين و مائة فرسخ في مثلها فراسخ
سندية الفرسخ ثمانية اميال بهذا
الميل وهذا الملك الذي قدمنا ذكره
فيما سلف ان له جيوشا اربعة على
مهاب الرياح الاربع كل جيش سبع
مائة الف و قبل تسع مائة الف
فيحارب بجيش الشمال صاحب
المولتان و من معه في ذلك الثغر من
المسلمين و يحارب بجيشه
الجنوب البلهري ملك المانكير و
بالجيوش الباقية من يلقاه من كل
وجه من الملوك و يقال ان ملكه
يحيط في مقدار ما ذكرنا من
المسافة من المدن و القرى و الضياع
مما يدركه الاحصاء و العدد الف
الف و ثمان مائة الف قرية بين
اشجار و انهار و جبال و مروج و هو
قليل الفيلة من بين الملوك و رسمه
لحربه الفايل حربية تقتات و ذلك
ان الفيل اذا كان فارها ممارسا
شجاعاً و ان كان راكبه فارساً و في

قنوج کے راجہ بھوج رائے کی سلطنت
کا رقبہ تقریباً ۱۲۰ سندھی فرسخ مربع ہے اور
سندھی فرسخ ۳ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے
ہیں کہ چاروں ہواؤں کے رخ پر راجہ کے چار
لشکر رہتے ہیں، ہر لشکر میں سات لاکھ اور
ایک روایت کے مطابق ۹ لاکھ سپاہی ہوتے
ہیں، شمالی لشکر سے دارماتان اور اس سرحد پر
اس کے مسلمان ساتھیوں سے لڑتا ہے اور
جنوبی فوجوں سے مہانگر کے راجہ ولہ رائے
سے جنگ کرتا ہے اور بقیہ لشکروں سے دوسری
سمت کے حملہ آوروں کا مقابلہ کرتا ہے، بیان
کیا جاتا ہے کہ اس کی حدود سلطنت کے
شہروں قصبوں اور آبادیوں کی تعداد جو شمار میں
آسکی ہیں، کارقبہ آٹھ دس لاکھ ہے جن میں
باغات، نہریں، پہاڑ اور چراگا ہیں ہیں، اس
راجہ کے پاس ہاتھی عام بادشاہوں کے مقابلہ
میں بہت کم ہیں، اس کے ہاتھیوں کے ذریعہ
لڑائی کا قاعدہ یہ ہے کہ دو ہزار جنگی ہاتھی لڑتے
ہیں، اگر ہاتھی مشاق تجربہ کار اور بہادر ہوتے
اور اس کا سوار بھی شہ سوار ہوتا اور ہاتھی کی سوئڈ
میں کٹار ہوتی ہے، جو تلواروں ہی کی قسم ہے
اور سوئڈ زرہ اور لوہے سے ڈھکی اور جسم
برگستواں سے ڈھکا ہوتا ہے اور اس کے گرد

پانچ سو پیادے آدمی ہوتے ہیں جو پشت کے چھ ہزار سواروں سے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ ہاتھی ان پانچ سو پیادہ آدمیوں کے ساتھ پشت کے پانچ ہزار سواروں پر سوار آدمی کی طرح حملہ کرتا ہے، کبھی سواروں کی صف میں گھس جاتا ہے، کبھی نکل آتا ہے، کبھی کوندنا پھاندتا ہے، یہ ہاتھی کی لڑائی کا طریقہ ہے۔

خرطوم الفیل القرطل وهو نوع من السيوف و خرطومہ مغشى بالزرد والحديد و عليه تجانيف قد احاطت من القرن والحديد و كان حول خمس مائة راجل يمنعونہ و يحرزونه من ورائه محارب ستة آلاف فارس و قام بهم و ادناها اذا كان معه خمس مائة راجل كبر على خمسة آلاف فارس و دخل و خرج و حال عليها كالرجل على الفرس و هذا رسم فيلها في سائر حروبها۔

(ص ۳۷۴ - ۳۷۵)

اور جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے ملتان کی حکومت اسامہ بن لوی بن غالب کے خاندان والوں کے ہاتھ میں اور امیر ملتان کی فوجی قوت مضبوط ہے اور ملتان مسلمانوں کی اہم سرحدوں میں ہے اور ان کے چاروں طرف اس کے متعلق ایک لاکھ ۲۰ گاؤں ہیں جو شمار میں آسکے ہیں اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، یہیں وہ مشہور بت خانہ ہے جس کی یاد تازہ کے لیے دور دراز سے سندھی اور ہندوستانی نذر و نیاز کا مال جواہر، عود اور قیم قسم کی خوشبودار چیزیں لے کر آتے اور ہزاروں اشخاص اس

فاما صاحب المولتان فقد لنا ان الملك في ولد اسامة بن لوى بن غالب وهو ذو جيش و منعة وهو ثغر من ثغور المسلمين الكبار و حول ثغر الملتان من ضياعه و قراه عشرون و مائة الف قرية مما يقع عليها الاحصاء و العدد و فيه على ما ذكرنا الصنم المعروف بالمولتان يقصده السند و الهند من اقصى بلادهم بالذنور من الاموال و الجواهر و العود و انواع الطيب يحج اليه الالوف من الناس

واكثر اموال صاحب المولتان مما
يحمل الي هذا الصنم من الاعواد
السرية من العود القمارى المخلص
الذى يبلغ منه المن مائتى دينار و
اذا اختتم بالختام اصر فيه كما يورث في
السمع وغير ذلك من العجائب الذى
يحمل اليه و اذا نزلت الملوك من
الكفار على الملتان و عجز المسلمون
عن حربهم هددوهم بكسر هذا الصنم
و تعويره فترحل الجيوش عنهم عند
ذلك و كان دخولى الى بلاد الملتان
بعد الثلث مائة و الملك بها ابو الهباب
المنبه بن اسد القرشى الاسامى و
كذلك كان دخولى الى بلاد المنصورة
فى هذا الوقت و الملك عليها ابو المنذر
عمر بن عبد الله و رأيت بها وزيره رباحاً
و ابنه محمداً و علياً و رأيت بها رجلاً
من العرب سيداً من ساداتها و ملكاً من
ملوكها و هو المعروف بحمزة و بها
خلق من ولد على بن ابي طالب رضى
الله عنه ثم من ولد عمر بن على و ولد
محمد بن على۔ (ص ۳۷۶-۳۷۷)

و بين ملوك المنصورة و آل ابي

کی یا ترا کرتے تھے، ملتان والوں کی آمدنی
زیادہ تر اس لکڑی سے ہوتی جو اس بت خانہ
کے بخور کے لیے جاتی ہے اور جس کی ایک من
کی قیمت دو ہزار دینار ہوتی ہے، یہ اس قدر
نرم ہوتی ہے کہ اگر اس پر مہر لگائی جائے تو موسم
کی طرح نقش بن جاتا ہے، اس کے علاوہ اور
بہت سی عجیب عجیب چیزیں اس بت کے
چڑھاوے میں آتی ہیں، جب کوئی ہندو راجہ
ملتان پر چڑھائی کرتا اور مسلمان اس کا مقابلہ
نہ کر پاتے تھے، تو اس بت خانہ کو توڑ ڈالنے کی
دھمکی دیتے، اس دھمکی پر ہندوؤں کی فوجیں
واپس چلی جاتیں، ملتان جانا ۳۰۰ھ کے بعد
ہوا تھا، اس وقت وہاں ابو الهباب منذر بن
اسد قرشی اسامی حکمران تھا اور اسی زمانہ میں
منصورة بھی جانا ہوا تھا۔ اس کا حکمران
ابو المنذر عمر بن عبد اللہ ہے، میں نے وہاں
اس کے وزیر رباح اور دونوں بیٹے محمد اور علی کو
دیکھا، عرب کے سادات اور ملوک میں سے
بھی ایک شخص کو دیکھا جو حمزہ کے نام سے
مشہور تھا، وہاں علی بن ابی طالب کی اولاد کی
بڑی تعداد آباد ہے جو عمر بن علی اور محمد بن علی
کی نسل سے ہے۔

منصورة کے حکمرانوں اور قاضی ابو الشوارب

کے گھرانے میں تعلقات رشتہ داری اور قرابت تھی، ہمارے زمانہ میں منصورہ کے حکمران جن کے ہاتھ میں زمام حکومت ہے، ہبار بن اسود کی نسل سے ہیں جو بنو عمر بن عبدالعزیز قرشی کہلاتے ہیں، لیکن یہ عمر مشہور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز بن مروان اموی نہیں ہیں، جب یہ سب دریا فرج بیت الذهب (سنہری سرحد) یعنی ملتان پہنچ جاتے ہیں تو ملتان اور منصورہ کے درمیان تین دنوں کے فاصلہ پر دو شہر نام ایک جگہ پر مجتمع ہو جاتے ہیں، پھر دو شہر کے مغرب میں جب شہر اور میں پہنچتے ہیں جو منصورہ ہی کا علاقہ ہے تو یہاں اس کا نام مہران پڑ جاتا ہے اور اس کی دو شاخیں ہو جاتی ہیں اور آگے بڑھ کر منصورہ کے علاقہ شاکرہ میں بحر ہند سے مل جاتی ہے، یہاں سے دہلی کا فاصلہ صرف دو دن کا ہے۔

الشوارب تقاضی قرابة و وصلة و نسب و ذلك ان ملوك المنصورة الذين الملك فيهم في وقتنا هذا من ولد هبار بن الاسود و يعرفون ببني عمر بن عبدالعزیز بن مروان الاموی فاذا اجتاز جميع من ذكرنا من الانهار ببلاد فرج بيت الذهب وهو الملتان اجتمعت بعد الملتان بثلاثة ايام فيما بين المولتان و المنصورة في الموضع المعروف بدوشاب فاذا انتهی جميع ذلك الى مدينة الرور من غربها وهي من اعمال المنصورة سمی هنالك مهران ثم ينقسم قسمين و يصب كلا القسمين من هذا الماء العظيم المعروف بمهران السند في مدينة شاکرة من اعمال المنصورة في البحر الهندي و ذلك على مقدار يومين من مدينة الديبل۔

(ص ۳۷۷-۳۷۸)

ملتان اور منصورہ کی درمیانی مسافت سنڈھی فرخ سے ۷۵ فرخ ہے، سنڈھی فرخ جیسا کہ ہم نے بیان کیا، ۸ میل کا ہوتا ہے اور منصورہ کی طرف منسوب آبادیوں اور

و المسافة من الملتان الى المنصورة خمسة و سبعون فرسخاً سندية على ما ذكرنا و الفرسخ ثمانية اميال و جميع ما للمنصورة من

مواضعات کی تعداد ۱۳ لاکھ ہے، یہاں کھیتی اور درختوں کی کثرت ہے اور آبادی مسلسل ہے اور مید قوم کی دوسری سرحدی اقوام سے مسلسل جنگ رہا کرتی ہے، مید سندھیوں کی ایک قوم جو وادی سندھ میں آباد ہے، ملتان بھی سندھ کی سرحد پر ہے اور اس سے متعلق شہر اور آبادیاں ہیں، منصورہ کا نام بنو امیہ کے عامل منصور بن جمہور کے نام پر پڑا ہے۔

الضیاع والقرئی مما یضاف الیہا ثلث مائة الف قرية و زروع و اشجار و عمائر متصلة و فیہا حروب كثيرة من جنس یقال لہم المید و ہم نوع من السند و غیرہم من الاجناس و ہم ثغر السند و كذلك المولتان من ثغور السند و مما اضيف الیہا من العمائر والمدن و سمیت المنصورة باسم منصور بن جمہور عامل بنی امیة۔

(ص ۳۷۸)

امیر منصورہ کے پاس ۸۰ جنگی ہاتھی تھے اور اس کی لڑائی کا وہی قاعدہ تھا جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے، یعنی ہر ہاتھی کے ساتھ ۵۰۰ پیادہ فوج ہوتی تھی اور وہ ہزاروں سوار فوج کا مقابلہ کرتا تھا، میں نے اس کے دو بڑے ہاتھی دیکھے جو بہادری، جنگ جوئی اور فوجوں پر حملہ کرنے کے اعتبار سے ہندو سندھ کے تمام راجاؤں کے نزدیک مشہور تھے، ان میں سے ایک ہانھی کا نام منفر قلنس اور دوسرے کا حیدرہ تھا، ہندوستان اور باہر کے ملکوں میں منفر قلنس کے متعلق عجیب عجیب خبریں اور دلچسپ قصے مشہور ہیں، اس کا ایک واقعہ یہ ہے کہ اس کا فیلبان جب مر گیا تو چند دنوں اس نے

و لملك المنصورة فيلة حربية و هی ثمانون فيلاً رسم کل فيل ان یکون حوله علی ما ذکرنا خمس مائة راجل و انه یحارب الوفا من الخیل علی ما ذکرنا و رأیت له فيلین عظیمین کانا موصوفین عند ملوک السند و الهند لما کانا علیہما من الباس و النجدة و الاقدام علی فل الجیوش و کان اسم احدهما منفر قلنس و الآخر حیدرة و لمنفر قلنس هذا اخبار عجيبة و افعال حسنة هی مشہورة فی تلك البلاد و غیرہا منها انه مات بعض سواسه فمکث ایاماً لا

کھانا پینا چھوڑ دیا اور رنج و غم کا اظہار کرتا رہا، غم
رسیدہ آدمی کی طرح کراہتا تھا اور اس کی
آنکھوں سے برابر آنسو جاری تھے۔

یطمعم ولا یشرب یسدى الحنین و
یظہر الانین کالسر جل الخزین
والدموع تجری من عینہ لا تنقطع۔
(ص ۳۷۹)

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن جب فیل
خانے سے جنگی ہاتھی نکلے تو سب سے آگے
منفر قلنس، اس کے بعد حیدرہ اور بقیہ ہاتھی
ان کے پیچھے تھے، راستے میں وہ منصورہ کی
ایک تنگ گلی سے گزر رہے تھے، اچانک
غفلت میں ایک عورت اس سڑک پر آگئی،
جب اس کی نظر ہاتھیوں پر پڑی تو وہ ڈر گئی اور
بدحواسی میں بچ سڑک پر گر پڑی اور اس کی
ساڑی بدن سے الگ ہو گئی، یہ دیکھ کر
منفر قلنس سڑک کی چوڑائی میں دائیں پہلو
کے بل اس طرح کراؤ گیا کہ کوئی ہاتھی آئے
نہ جاسکے اور اپنی سوند سے اشارہ کیا اور اس
کے کپڑے درست کر کے سپر پوشی کی، یہاں
تک کہ وہ اس سے علیحدہ ہو گئی اور اس
کی جان میں بہانہ آئی تو منفر قلنس نے اپنا
راستہ لیا اور دوسرے ہاتھی بھی اس کے پیچھے
ہولے، غرض ہاتھیوں کے عجیب عجیب قصے
اور واقعات ہیں۔

و منها انه خرج ذات یوم من
دایرہ وہی دار الفیلۃ وحیدرۃ ورائہ
وباقی الثمانین تبع لہما فانتهی
منفر قلنس فی سیرہ الی الشارع فلیل
العرض من شوارع المنصورۃ ففاجا
فی مسیرہ امرأۃ علی حین غفلۃ منها
فلما ابصرت بہ دہشت استقلت علی
قفاہا من الجزع فانکشفت عنہا
اطہارہا وسط الطریق فلما رای منفر قلنس
وقف بعرض الشارع مستقبلاً بجنبہ
الایمن بمن ورائہ من الفیلۃ مانعاً لہم
من النفوذ من اجل المرأة و قبل یشیر
الیہا بخرطومہ بالقیام ویجمع علیہا
ثیابہا ویستر منها ما بدا الی ان استقلت
المرأۃ ونحز حزرت عن الطریق وعاد
الیہا روحہا فاستقام الفیل فی طریقہ و
اتبعہ الفیلۃ۔
(ص ۳۸۰)

ہاتھیوں کی کئی قسمیں ہیں، بعض جنگی

و للفیلۃ اخبار عجیۃ البحریۃ منها

والعمالء منها مالا تحارب فتح العجل
و تحسل علیہا الاتقان و تستعمل فی
دراس الارز و غیرہ من الاقوات
کدروس البقر فی البیدر و سند کر
فیما یرد من هذا الكتاب فی اخبار
الزنج الفيلة و کونها فی بلادها اذ
لیس فی سائر الممالك اکثر منها فی
بلاد الزنج وهی وحشیة هنالك کلها
فهذه جمل من اخبار ملوک السند
والهند۔ (ص ۳۸۰ و ۳۸۱)

و لغة السند خلاف لغة الهند
والسند مما یلی الاسلام ثم الهند و لغة
المانکیر وهی دار مملکة البلهری
کیریه مضافة الی الصنع وهی کره و
لغة ساحله مثل سیمور و سوارة و تانه
و غیر ذالک من مدن الساحل لاریه
و بلدتہم مضافة الی البحر الذی هو
علیه وهو لاروی و قد تقدم ذکره فیما
سلف من هذا الكتاب۔ (ص ۳۸۱)

و لهذا الساحل انهار عظیمه

(۱) یعنی بھروچی قدیم گجراتی۔

ہوتے ہیں اور لڑائی کے کام میں آتے ہیں،
بعض کھیتی اور بار برداری کے کام میں آتے
ہیں اور گاڑی کھینچتے ہیں اور ان پر بوجھ لادا
جاتا ہے اور بیلوں کی طرح دھان اور
دوسرے غلہ دانے کے کام میں آتے ہیں،
آگے چل کر جب ہم حبشیوں کے حالات بیان
کریں گے تو ہاتھیوں کا مزید ذکر کریں گے،
کیوں کہ وہاں سے زیادہ کسی ملک میں ہاتھی
نہیں پائے جاتے، مگر وہ سب وحشی اور جنگلی
ہوتے ہیں (سندھائے نہیں ہوتے) یہ سندھ
اور ہند کے بادشاہوں کا مختصر تذکرہ تھا۔

سندھ کی زبان ہندوستان سے مختلف
ہے اور سندھ اسلامی ممالک سے قریب تر ہے،
اس کے بعد ہندوستان پڑتا ہے، مہانگر یعنی
ولہر رائے کی سلطنت کے پایہ تخت کی بولی
کھڑی ہے، یہی اس کے اطراف و جوانب
کی زبان ہے، مگر ثقیل ہے، ساحل یعنی جیمور،
صوبارہ اور تھانہ وغیرہ ساحلی شہروں کی زبان
لاری (۱) ہے، ان کا شہر جیسا کہ اس کتاب
میں پہلے ذکر ہوا ہے، بحر لاروی کی جانب جس
کے کنارے وہ لوگ آباد ہیں، منسوب ہے۔

اس ساحل کے بعض بڑے دریا اور

دریاؤں کے برعکس جنوب سے بہتے ہیں، دنیا میں صرف دریائے نیل اور سندھ ہی جنوب سے شمال کی طرف بہتے ہیں، ان کے علاوہ تمام دریا شمال سے جنوب کو بہتے ہیں، ہم اپنی کتاب اخبار الزمان میں اس کے اسباب اور اس کے متعلق لوگوں کے اقوال اور فشیبی اور بالائی زمینوں کا حال تحریر کر چکے ہیں۔

سندھ اور ہندوستان کے راجاؤں میں راجہ بلہری کی طرح مسلمانوں کو اور کسی کی حکومت میں عزت حاصل نہیں ہے، اسلام اس راجہ کی سلطنت میں محفوظ اور معزز ہے، اس کے ملک میں مسلمانوں کی نماز و حج گانہ کی مسجدیں اور جامع مسجدیں جو آباد ہیں، یہاں کے راجہ چالیس چالیس اور پچاس پچاس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک راج کرتے ہیں، اس سلطنت کے باشندوں کا خیال ہے کہ ان کی عمریں عدل و انصاف اور مسلمانوں کی عزت و توقیر کرنے کی وجہ سے لمبی ہوتی ہیں، اس راجہ کے یہاں فوجوں کو شاہی

تجرى من الجنوب بالضد من انهار العالم و ليس فى انهار العالم مايجرى من الجنوب الى الشمال الا نيل مصر و مهران السند و يسير من الانهار وما عدا ذلك من انهار العالم تجرى من الشمال الى الجنوب و قد ذكرنا وجه العلة فى ذلك و ما قاله الناس فى هذا المعنى فى كتابنا اخبار الزمان و ذكرنا ما انخفض من الارض و ما ارتفع - (ص ۳۸۱-۳۸۲) و ليس فى ملوك السند والهند من يعز المسلمين فى ملكه مثل البلهري فالاسلام فى ملكه عزيز مصون ولهم مساجد مبنية و جوامع معمورة للصلوات الخمس و يملك الملك منهم الاربعين سنة و الخمسين فصاعدا و اهل ملك يزعمون انه انما طالب اعمار ملوكهم لسنة العدل و اكرام و المسلمين و هو ملك يرزق الجنود من بيت ماله كفعل المسلمين بجنودهم و لهم دراهم طاهرية (۱)

(۱) و فی نسخة طاهرية وهو الصواب۔ (ض)

خزانے سے مسلمانوں کے بیت المال کی طرح تنخواہ ملتی ہے، یہاں طاہریہ سکون کا رواج ہے، اس کے ایک درہم کا وزن ڈیڑھ درہم کے برابر ہوتا ہے، یہ سکے ابتدا سے سلطنت سے رائج ہیں۔

وزن الدرہم منها وزن درہم
و نصف سکتہ بدہ تاریخ مملکتہم۔
(ص ۳۸۲-۳۸۳)

اور جنگی ہاتھیوں کی تعداد تو بے شمار ہے، اس کے ملک کا نام کمکم بھی ہے، گجرات کا راجہ اس سلطنت کی ایک سمت سے اہل کمکم سے لڑائی کرتا ہے، اس کے پاس گھوڑوں، اونٹوں اور فوجوں کی بڑی تعداد ہے، اس کا خیال ہے کہ اقلیم چہارم کے ملک بابل کے بادشاہ کے سوا دنیا کا اور کوئی بادشاہ بھی اس سے بڑا نہیں ہے، یہ راجہ بڑی نخوت اور شوکت و دبدبہ کا ہے اور مسلمانوں کا سخت دشمن ہے، اس کے پاس ہاتھی بہت زیادہ ہیں اس ملک میں سونے چاندی کی کانیں ہیں اور لین دین اور خرید و فروخت بھی اسی سے ہوتی ہے۔

و فیلۃ الحربیۃ لا تحصی کثرۃ
و تدعی بلادہ ایضاً بلاد الکمکر (۱)
و یحاربہم ملک الجزر من احدی
جہات مملکتہ و هو ملک کثیر
الخیول و الابل و الجنود و یزعم انہ
لیس فی ملوک العالم احل منه الا
صاحب اقلیم بابل و هو الاقلیم الرابع
و ذالک ان هذا الملك ذو نخوة و
صولۃ علی سائر الملوک و هو مع
ذالک مبغض للمسلمین و هو کثیر
الفیلۃ فی ارضہ معادن الذهب و
الفضۃ و معاملاتہم بہا۔ (ص ۳۸۳)

اس راجہ کے قریب ہی دکن کا راجہ ہے جو قرب و جوار کے راجاؤں سے مصالحانہ رویہ رکھتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آتا ہے، اس کے پاس عام بادشاہوں کی طرح فوجیں بھی زیادہ نہیں ہیں،

ثم بلی هذه الملك ملک الطافن
موادع لسن حوئہ من الملوک مکرم
للمسلمین و لیست حیوشہ کحیوش
من ذکرنا من الملوک و لیس فی نساء
الهند احسن من نساء ہم و لا اکثر منها

(۲) فی النسخۃ الاخری بلاد الککر و لعلہا بلاد الکمکر

جمالاً و بیاضاً و هن مو صوفات
الخلوات مذکورات فی کتب الباہ
و اهل البحر یتنافسون فی شرائهن
يعرفن بالطافیات۔

(ص ۳۸۳-۳۸۴)

ثم بنی هذا الملك مملكة
رهمی و هذه سمة لملوکهم والاعم
من اسمائهم ويقاته الجزر و ملکہ
متاخم لمکله و رهمی بحارب
البلهرا ایضا من احدى جهات مملکتہ
و هو اکثر جیوشا منه و فیلہ و خیولا
من البلهرث و من ملک الجزر و من
ملك الضافن و اذا خرج فی حرریہ
فرسمہ ان یکون فی خمسين الف
فیل و لا یکون حربہ الا فی الشتاء
لقبة صبر الفیل علی العطش و فمة
لشها و المخر من الناس یغلو فی القول
فی کثرة جنوده فیزعمون ان عدد
القصارین والغسالین فی عسکرہ من
عشرة آلاف الی الخمسة عشر الفاً۔
(ص ۳۸۴)

ہندوستان میں کہیں یہاں سے زیادہ خوبصورت
حسین اور گوری عورتیں نہیں ہوتی، وہ لطف و
خلوت کے لیے مشہور ہیں اور علم الباہ کی
کتابوں میں ان کا تذکرہ ہے، سمندر کا سفر
کرنے والوں میں ان کی خریداری کے لیے
بڑا مقابلہ ہوتا ہے، ان عورتوں کو طافیات
(دکھن کی عورتیں) کہا جاتا ہے۔

اس کے بعد رہمی (واقع برما) کی
سلطنت پڑتی ہے، یہ اس ملک کے راجاؤں کا
لقب ہے جو ان کے ناموں سے زیادہ مشہور
اور عام ہیں، اس راجہ سے بھی راجہ گجرات
جنگ کرتا ہے، دونوں سلطنتوں کی سرحدیں ملی
ہوئی ہیں اور رہمی و لہجہ رائے سے بھی اپنی
ایک سرحد کی سمت سے لڑتا ہے، اس کی
فوجیں، ہاتھی اور گھوڑے و لہجہ رائے گجرات
اور دکھن کے راجاؤں سے زیادہ ہیں، اس کا
دستور ہے کہ وہ جنگ میں ۵۰ ہزار ہاتھی لے
کر نکلتا ہے اور دوسرے صرف موسم سرما ہی
میں لڑتا ہے، کیوں کہ ہاتھی بیناس کی شدت
کی تاب نہیں لاسکتے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد
بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور مبالغہ کرنے
والے اس کی فوجوں کی کثرت کو بہت زیادہ
مبالغہ سے بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

اس کی فوج میں کپڑا دھلوانے والے دھویوں کی تعداد دس پندرہ ہزار کے درمیان ہے۔

جن راجاؤں کی لڑائیوں کا ہم نے ذکر کیا ہے، وہ دستوں کی صورت میں ہوتی ہیں، ہر دستہ میں ۲۰ ہزار فوجیں ہوتی ہیں اور سر جہت میں ان کے چار حصے ہوتے ہیں اور ہر حصہ کی تعداد ۵ ہزار ہوتی ہیں، رہی کی سلطنت کا سکہ ہے، اسی شہر میں عود، سونا، چاندی اور نہایت باریک کپڑے ہوتے ہیں، اس سے زیادہ ملائم اور باریک کپڑے اور کہیں نہیں ہوتے، اسی ملک سے وہ خاص مال باہر جاتا ہے جو عمر کہلاتا ہے، جس کو ہاتھی کے دانت اور چاندی میں لگا کر چوڑی بنائی جاتی ہے، جس کو خادم مجلسوں اور درباروں میں راجاؤں کے سروں کی جانب لیے کھڑے رہتے ہیں۔

اس ملک میں وہ مشہور جانور بھی ہوتا ہے جسے عوام گینڈا کہتے ہیں، اس کی پیشانی پر آگے ایک سینگ ہوتا ہے، یہ جانور ہاتھی سے چھوٹا مگر بھینسوں سے بڑا اور سیاہ ہوتا ہے، بیلوں اور دوسرے جگالی کرنے والے جانوروں کی طرح جگالی کرتا ہے، ہاتھی اسے دیکھ کر بھاگتا ہے، اس سے زیادہ طاقتور کوئی جانور نہیں

و حرب من ذکرنا من الملوك
کرادیس کل کردوس عشرون الفا
اربعة وجوه كل وجه من الكراديس
خمسة آلاف و مملكة رهمي
تعاملهم بالودع و هو مال البلد و في
بلده العود و الذهب و الفضة و الثياب
ليست لغيره دقة ورقة و من بلدة
يحمل الشعر الموصوف بالعمر
(۱) الذي يتخذ منه المذاب بنصب
العاج و الفضة الذي يقوم به الخدم
على رؤس الملوك في مجالسها۔

(ص ۳۸۵)

و فی بلده الحيوان المعروف
بالنشان السعلم وهو الذي يسميه
عوام الناس بالكركدن له في مقدم
جبهته قرن واحد و هو دون الفيل في
الخلقة و اكبر من الحاموس الي
السواد وهو يحتر كما تحتر البقر و
غيرها مما تحتر من الحيوان والفيلة
(۱) و فی نسخة الصمر الذي يتخذ۔

تہرب منه وليس في انواع الحيوان
والله اعلم اشد منه و ذلك ان اكثر
عظامه ضم لا مفصل في قوائمه لا
يترك ولا يناسم وانما يكون بين
الشجر والاحام يستند اليه عند نومه
والهند تاكل من لحمه وكذلك
من في بلادهم من المسلمين لانه
نوع من البقر والحواميس من ارض
الهند والسند۔

(ص ۳۸۵-۳۸۶)

و هذا النوع من الحيوان وهو
الشان يكون في اكثر غابات الهند
الا انه في مملكة رهمي اكثر وقرونه
اصفى واحسن و ذلك ان قرينه
ابيض في وسطه صورة سوداء وفي
ذلك البياض اما صورة انسان او
صورة طاؤس بتخطيطه وشكله او
صورة سمكة او صورته في نفسه او
صورة نوع من الحيوان مما يوجد
في تلك الدبار فيشتري هذا القران و
يتخذ منه المناطق بالسيور على
صورة الحليلة من الذهب والفضة
فتلبسه ملوك الصين و خواصها

ہوتا، واللہ اعلم، کیوں کہ اس کی اکثر ہڈیاں
بڑی مضبوط اور لمبی ہوئی ہوتی ہیں، اس کی
ٹانگوں میں کوئی جوڑ نہیں ہوتا، اس لیے وہ نہ
ان کو موڑ کر بیٹھ سکتا ہے اور نہ سو سکتا ہے، بلکہ
سوتے وقت درختوں اور جھاڑیوں کی ٹیک لگا
لیتا ہے، ہندوستانی بلکہ اس ملک کے مسلمان
بھی اس کا گوشت کھاتے ہیں، کیوں کہ وہ
گایوں اور بھینسوں کی قسم کا ایک جانور ہے،
(اس لیے حلال ہے)

یہ جانور عموماً ہندوستان کی اکثر جھاڑیوں
اور جنگلات میں ہوتا ہے، مگر رہی کی سلطنت
میں زیادہ ہوتا ہے اور وہاں کے گیندوں کی
سینگیں زیادہ چکنی چکیلی اور خوبصورت ہوتی
ہیں، سینگ کا رنگ سفید ہوتا ہے، اس کے پیچ
میں ایک سیاہ تصویر معلوم ہوتی ہے جو آدمی یا
مور یا مچھلی یا خود گینڈے یا کسی اور جانور کی شکل
کی ہوتی ہے، جو ان علاقوں میں پائے جاتے
ہیں، لوگ ان سینگوں کو خرید کر سونے چاندی
کے زیورات کی طرح اس کے پٹکے بناتے ہیں،
جن کو چین کے بادشاہ اور عمائد استعمال
کرتے ہیں اور ان میں باہم مقابلہ ہوتا ہے
اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر

قیمتیں لگاتے ہیں، حتیٰ کہ بعض اوقات ایک پچکے کی قیمت دو ہزار سے چار ہزار تک پہنچ جاتی ہے، بڑا خوبصورت اور مضبوط ہوتا ہے اور کبھی کبھی اس کو سونے اور جواہرات سے مرصع بھی کرتے ہیں، ان سینگوں میں جو قدرتی تصویر ہوتی ہے، اس کی سپیدی میں سیاہ تحریری معلوم ہوتی ہے اور یہ خصوصیت یعنی سینگوں میں تصویر رہی کے علاوہ کسی اور جگہ کے گینڈوں میں نہیں پائی جاتی۔

فتنافس فی لبسها و تتبالغ فی اثمانها
فیبلغ ثمن المنطقة الفی دینار الی
اربعة آلاف فیہا معالق الذهب و
ذالك فی نہایة الحسن والاتقان و ربما
یقمع بانواع من الجواهر بقضبان
الذهب و وجوه تلك الصور مکتبة
بسواد فی بیاض و ربما یوجد فی
قرونها بیاض فی سواد و لیس فی کل
بلد یوجد فی قرن النشان ما ذکرنا من
الصور۔ (ص ۳۸۶-۳۸۷)

جاظ کا خیال ہے کہ گینڈا اپنی ماں کے پیٹ میں سات سال تک رہتا ہے اور بہت سے سر نکال کر چرتا بھی ہے اور پھر پیٹ کے اندر چلا جاتا ہے، یہ اس نے کتاب الحیوان (۱) میں بطور حکایت اور تعجب کے بیان کیا ہے یہ ایک عجیب و غریب بات تھی، اس لیے میں نے سیراف و عمان کے لوگوں سے جو ان ملکوں میں جاتے ہیں اور ہندوستان میں جن تاجروں کو میں نے دیکھا تھا، اس کے متعلق پوچھا تو وہ لوگ بہت متعجب ہوئے اور بتایا کہ گینڈا گایوں اور بھینسوں کی طرح بچہ دیتا ہے، معلوم نہیں جاظ کو یہ

و قد زعم الجاحظ ان
الکر کدن یحمل فی بطن امه سبع
سنین و انه یخرج راسه من فرج امه
فیبرعی ثم یدخل رأسه فی بطنها و
هذا القول اورده فی کتاب الحیوان
علیٰ طریقة الحکایة والتعجب
فبلغنی هذا الوصف علیٰ مسئلة من
تولج تلك الدیار من اهل سیراف و
عمان و من رأیت بارض الهند من
التجار فکل یتعجب من قولی اذا
اخبرته بما عندی من هذا و سألتہ
عنه و یخبرونی ان حملة و فصالة
(۱) جاظ کی مشہور اور اہم کتاب کا نام ہے۔

حکایت کہاں سے معلوم ہوگئی، ان سے کسی نے اسے بیان کیا ہے، یا کسی کتاب سے انہوں نے نقل کیا ہے۔

کالبقر والجوامیس ولست ادری
کیف وقعت هذه الحکایة للمحافظ
أمن کتاب نقلها أم مخبر أخبره عنها
بها۔ (ص ۳۸۸-۳۸۷)

رہی کی سلطنت میں خشکی و تری دونوں
قسم کے علاقے ہیں، مگر اس سے قریب ہی
ایک ملک ہے جس کو کامن کہا جاتا ہے، اس
میں کوئی سمندر نہیں، مگر اس کے باشندے
گورے اور ان کے کان چھدے ہوتے
ہیں، ان کے یہاں ہاتھی، اونٹ اور گھوڑے
وغیرہ ہوتے ہیں اور مرد اور عورت دونوں
خوبصورت ہوتے ہیں۔

و لرهیمی فی ملکہ بر و بحر و
یلی ملکہ ملک لا بحر له یقال له
ملك الکامن و اهل مملکتہ بیض
مخرموا الاذان لهم فیلہ و ابل و
خیول و حسن و جمال للرجال و
النساء۔

(ص ۳۸۸)

ہندوستان، چین وغیرہ جن قوموں کا ہم
نے تذکرہ کیا ہے، ان کے کھانے پینے اور
شادی، بیاہ، لباس، علاج اور گئے یعنی راغ کے
ذریعہ دوا کے خاص طریقے اور اصول ہیں، ان
کے بادشاہوں کی ایک جماعت کے متعلق
بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ پیٹ میں ریاہ
روکنے کو مناسب نہیں سمجھتے کیوں کہ اس سے
سخت امراض کے پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے،
اس سے وہ کسی حالت میں بھی صدور ریاہ میں
شرم و جھجک نہیں محسوس کرتے اور یہی ان کے
حکما اور پنڈتوں کا طریقہ ہے اور ان کا خیال

و لمن ذکرنا من الهند و الصين و
غیرهم من الامم اخلاق و شیم فی
الماکل و المشرب و المناکح و الملابس
و العلاج و الاودیة بالکی بالنار و غیرہ و
قد ذکر عن جماعة من ملوکهم انهم
لا یرون حبس الريح فی اجوافهم لانه
داء یردی و لا یحتشمون من اظهاره
فی سائر احوالهم و کذا لک فعل
حکمائهم و رایهم ان حبسهم داء
یوذی و ارسالها شفاء ینجی و ان ذالک
العلاج الاکبر و ان فیہ راحة لصاحب

ہے کہ ریاچ کو روکنا مضر ہے، اس کو خارج کر دیتے ہیں، شفا اور نجات ہے اور یہی سب سے بڑی دوا ہے اور تونج تلی اور پھیر دے کے مریضوں کو اس سے آرام ملتا ہے، اس لیے وہ ریاچ کو روکنا پسند نہیں کرتے اور اس کا خارج کرنا عیب نہیں سمجھتے۔

اور ہندوستان کے لوگ فن طب میں بہت آگے بڑھے ہوئے ہیں اور اس فن میں ان کو بڑی مہارت اور کمال حاصل ہے، اسی راوی کا بیان ہے کہ کھانسی کی آواز ان کے یہاں ریاچ کی آواز سے زیادہ معیوب سمجھی جاتی ہے، راوی نے اس حکایت کی صحت کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ یہ واقعات اکثر لوگوں میں مشہور و معروف ہیں، یہاں تک کہ سیر، واقعات، نوادرات اور اشعار وغیرہ تک میں ان کا ذکر ہے، چنانچہ ابان بن عبد الحمید نے ایسے ایک قصیدہ میں بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ (۱)

القول لنج المحصور و دواء للسقيم
المطحول فليس يحبسون ضرورة ولا
يحصبون فسوة ولا يرون ذالك عيباً۔
(۳۹۰-۳۹۱)

و الهند المتقدمون في صنعة
الطب و لهم فيه اللطافة و الحذق و
ذكر هذا المخبر عن الهند ان السعال
عندهم اقبح من الضراط و استشهد
هذا السخبر في صحة ما حكاہ عن
الهند باستفاضة القول في ذالك في
كثير من الناس عنهم حتى ذكر ذالك
عنهم حتى في السير و الاخبار و النوادر
و الاشعار فمن ذالك ما ذكر ابان بن
عبد الحميد في القصيدة المعروفة
بذات الحل۔

(ص ۳۹۱)

(۱) ان اشعار کا نقل کرنا ضروری نہ تھا، اس لیے قلم انداز کر دیا گیا۔



جلد دوم

اصقالیہ اور رومی اپنے مردوں کے ساتھ مولیشیوں، آلات اور زیورات کو بھی جلا دیتے ہیں اور جب کوئی آدمی مرتا ہے تو ان کے ساتھ اس کی زندہ بیوی بھی جلا ڈالی جاتی تھی، لیکن عورت کے مرنے پر شوہر نہیں جلایا جاتا تھا اور اگر کنوارا مر جاتا تھا، تو مرنے کے بعد اس کی شادی کردی جاتی تھی اور عورتیں خود شوق و رغبت سے اپنے کو جلا دینے کے لیے تیار رہتی تھیں کیوں کہ وہ سمجھتی تھیں کہ اپنے شوہروں کے ساتھ جلنے کے باعث وہ جنت میں داخل ہو جائیں گی اور جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے، یہی طریقہ ہندوؤں میں بھی تھا، مگر ان کے یہاں شوہروں کے ساتھ جلا جانے کی رسم ضروری نہیں تھی، لیکن اگر خود عورت چاہتی تھی تو جاتی تھی۔

(سریانی بادشاہ اہریمن کے حالات اور سلطنت کے انتظامات جب درست ہو گئے،

یبحرقون موتاہم و دوابہم و الآلة و الحلیة و اذا مات الرجل احرقت معه امرأته و هی فی الحیة و ان ماتت المرأة لم یحرق الرجل و ان مات منهم عزب زوج بعد وفاته و النساء یرغبن فی تحریق انفسهن لدخولهن عند انفسهم الجنة و هذا فعل من افعال الهند علی حسب ما ذکرنا آنفاً الا ان الهند لیس من شأنها ان تحرق المرأة مع زوجها الا ان ترى المرأة ذالک۔

(ص ۹-۱۰)

فلما استقامت له الاحوال و انتظم له الملك بلغ بعض ملوك الهند ما للقوم

تو ایک ہندوستانی راجہ کو اس کی قوت، شوکت، عظمت، آبادی اور دوسرے ملکوں پر اس کے حملہ کی اطلاع ملی، یہ بھی اپنے آس پاس کے ہندوستانی علاقوں پر بڑا صاحبِ اقتدار تھا، اس کے آس پاس کے تمام ہندوستانی علاقے اس کے زیرِ اقتدار اور تابع فرمان تھے، بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا ملک سندھ اور ہندوستان کے قریب تھا، اس نے بٹ (۱) غزنین لعس اور دریائے ہرمند (۲) کے ساحلی علاقے دوار کا رخ کیا، ہرمند ملک بھستان کا دریا ہے جو اس سے ۴ فرسخ کے فاصلہ پر ختم ہو جاتا ہے، اس دریا کے کنارے موجودہ زمانہ یعنی ۳۳۲ھ میں بھستان کے باشندوں کی آبادیاں، ان کے باغات، نخلستان اور سیرگاہیں ہیں، اس کو بٹ کا دریا بھی کہا جاتا ہے، اس میں غلہ سے بھری ہوئی کشتیاں یہاں سے خراسان وغیرہ کو بھی جاتی ہیں، یہ ریگستانی ملک ہے اور یہاں تیز ہوائیں چلتی رہتی ہیں اور ان کے زور سے پن چکیاں چلتی ہیں، ان کے ذریعہ کنوؤں سے پانی نکلتا ہے، جس سے باغوں کی آبپاشی ہوتی ہے۔

دریائے ہرمند کے منبع کے بارہ میں اختلاف

عليه من القوة والشدة والعمارة و
انهم يحاولون الممالك وقد كان
هذا الملك الهندي غلب على ما
حوله من ممالك الهند و انقادت الي
سلطانه و دخلت في احكامه و قيل
ان ملكه كان مما يلي بلاد السند و
الهند فصار نحو بلاد السند و الهند
فسار نحو بلاد بسط و غزنين و
لعس و بلاد الداور على النهر
المعروف بالهرمند و هو نهر بلاد
سجستان ينتهي جريانه على اربع
فراسخ منها و هذا النهر عليه ضياع
اهل سجستان و جناتهم و نخلهم و
متنزهاتهم في هذا الوقت و هو سنة
اثنتين و ثلاثين و ثلث مائة و يعرف
بنهر بسط بحرى فيه السفن من
هنالك الى سجستان فيها الاقوات و
غير ذلك و هو بلد الرياح و الرمال و
البلد الموصوف بان الريح تدبر فيه
الارحى و يخرج الماء من الآبار
فتسقى الجنان۔ (ص ۷۸-۷۹)

و قد تنوزع في مبدأ هذا النهر

(۱) یہ غالباً بٹ ہے جس پر پہلے نوٹ تحریر کیا جا چکا ہے۔ (۲) یعنی دریائے ہرمند جس پر نوٹ گزر چکا ہے۔ (ض)

ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ ہندوستان اور سندھ کے پہاڑی چشموں سے نکلا ہے اور بعض لوگوں کے نزدیک اس کا اور دریائے گنگا کا مخرج ایک ہی ہے اور گنگا ہندوستان کا دریا ہے، جو سندھ کے اکثر پہاڑی علاقوں سے گزرتا اور نہایت تیزی سے بہتا ہے، اکثر ہندو اس کے کنارے لوہے سے اپنے جسم کو تکفیفیں پہنچاتے ہیں اور اس دنیا سے علیحدگی اور اس سے نکل جانے کے شوق و رغبت کی بنا پر اس دریا میں اپنے آپ کو غرق کر دیتے ہیں، اس منہمک کے حصول کے لیے وہ اس دریا کے بالائی حصہ میں جاتے ہیں، جو گنگا (۱) کہلاتا ہے، یہاں اونچے اونچے پہاڑ اور خاردار جھاڑیاں ہیں اور کچھ لوگ بیٹھے ہوتے ہیں اور لوہا، تلواریں اور لکڑی کے ٹکڑے درختوں پر نصب رہتے ہیں، ہندو در دراز مقامات اور علاقوں سے یہاں آتے ہیں اور دریا کے کنارے مامور متعین لوگوں کی باتیں، ترک دنیا کا پدیش، دوسری دنیا کی ترغیب کا وعظ سنتے ہیں اور اس کے حصول کے لیے ان پہاڑوں کے اونچے حصوں پر چڑھ کر ان خاردار جھاڑیوں اور گڑے ہوئے لوہوں پر کود پڑتے ہیں اور ان کا جسم پاش پاش ہو کر دریا میں بہا

المعروف بالنهر مند فمن الناس من رای انه من عیون بجبال السند والهند و منهم من رای ان مبدأه من مبدأ نهر الكنك وهو نهر الهند و یمر بكثیر من جبال السند و هو نهر حاد الانصباب و الجریان علیه تعذب اكثر اهل الهند انفسها بالهتدید و تغرقها زهدا فی هذا العالم و رغبة فی التنقل عنه و ذالك انهم یقصدون موضعاً فی اعالی هذا النهر المعروف بالكنك و هنالك جبال عمالية و اشجار عادیة و رجال جلوس و حدائد و سیوف منصوبة علی لك الاشجار و قطع من الخشب فتاتیهم الهند من الممالك النائیة و البلدان القاصیة فیسمعون كلام اولئك الرجال المرتبین علی هذا النهر و ما یقولون من ترهیدهم فی هذا العالم و الترغیب فی سواه فیطرحون انفسهم من اعالی تلك الجبال العالیة علی تلك الاشجار العادیة و الحدائد المنصوبة فیتقطعون قطعاً و یصیرون الی هذا النهر اجزاء و ما ذكرناه

جاتا ہے، اور ان کا یہ فعل قابل تحسین سمجھا جاتا ہے۔

یہاں ایک عجیب و غریب اور دنیا کا نادر درخت ہوتا ہے، جس کی شاخ اور پتیاں ایک مکمل برگ و بار والے درخت کی طرح زمین کے اندر بھی ہوتی ہیں اور فضا میں وہ کھجور کے اونچے درخت کی طرح لمبا ہوتا ہے، وہاں سے پھر نیچے کی طرف اُٹے مڑ جاتا ہے اور تھوڑا تھوڑا زمین کے اندر داخل ہونے لگتا ہے، اور جتنا فضا میں اونچا ہوتا ہے، اتنی ہی گہرائی میں نیچے بھی چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ نظروں سے چھپ جاتا ہے، پھر جس طرح ہم نے بیان کیا ہے، اس کی شاخیں نوک دار ہوتی ہیں اور شاخیں بھی تنے کی طرح اوپر جا کر نیچے کی طرف مڑ جاتی ہیں، اس درخت کا جس قدر حصہ زمین کے اوپر فضا میں ہوتا ہے اور جتنا زمین کے نیچے چھپا ہوتا ہے، دونوں مقدار میں کوئی فرق نہیں، اگر ہندوستان کے لوگ خاص اسباب کی بنا پر جس کو وہ بیان کرتے ہیں، اس درخت کو کاٹتے چھانٹتے اور اس کو دیکھتے نہ رہیں، تو وہ اس ملک کی پوری دنیا پر چھا جائے، اس درخت کے متعلق بہت سی روایات بیان کی جاتی ہیں،

فموصوف عنہم مما يفعلون علیٰ
هذا النهر۔ (ص ۸۰-۸۱)

و هناك شجر من احدی عجائب العالم و نوادره والغرائب من نباته يظهر فی الارض اغصاناً مشتبكة من احسن ما یکون من الشجر زالورق فيعلو فی الجو کابعد ما یکون من طول النخل ثم یحنو جمیع ذالك منعکسا فیغوص فی الارض منه شیئاً شیئاً و یهوی فی قعرها سفلاً علی المقدار الذی ارتفع فی الهواء صعداً حتی یغیب عن الابصار ثم یظهرا اغصاناً بادیة علی حسب ما وصفنا عنه فی الاول فیذهب صعداً ثم ینفطر منعکسا و لافرق بین المقدار الذی یذهب فی الهواء و یتسع فی الفضا و بین ما یغیب منه تحت الارض و یتواری تحت الثری فلولا ان الهند و کلت بقطعه و ما تراعیه من امره لامر یدکرونه و سبب فی المستقبل یصقونه بطبق علی تلك البلاد و لغشی تلك الارض و لهذا النوع من الشجر اخبار یطول ذکرها

جن کا ذکر موجب طوالت ہے، جو لوگ اس سرزمین میں گئے ہیں اور انہوں نے اس درخت کو دیکھا ہے، یا اس کی خبریں سنی ہیں، وہ ان روایات سے واقف ہیں۔ (۱)

جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے، ہندوستان کے لوگ اپنے جسم کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور ان کو اس کا یقین ہے کہ مستقبل میں ان کو جو نعمت و راحت ملے گی وہ اسی عمل اور دنیا میں اپنے نفس کو تکلیفیں پہنچانے کا نتیجہ ہوگی، بعض لوگ راجہ کے دربار میں جا کر اس سے آگ میں جلنے کی اجازت طلب کرتے ہیں، پھر بازاروں میں گشت کرتے ہیں اور ان کے لیے ایک بڑا الاؤ جلا یا جاتا ہے، جس کو بھڑکانے کے لیے کچھ لوگ مقرر اور مامور ہوتے ہیں اور جلنے والا بازاروں میں گشت کرتا ہے، اس کے آگے بل اور چنگ بچتے رہتے ہیں، اس کے جسم پر انواع و اقسام کے حریر کے کپڑے ہوتے ہیں، جس کو وہ پھاڑ دیتا ہے اور اس کے ارد گرد خاندان اور قربات والے ہوتے ہیں، اس کے سر پر چھلے ہوئے نازبو کا تاج ہوتا ہے، جس میں آگ کے انگارے ہوتے ہیں اور

يعرفها من طراً الى تلك الارض وراها و نعى اليه خبرها۔
(ص ۸۲-۸۳)

و الهند تعذب انفسها على ما وصفنا بانواع الآلام و قد تيقنت ان ما ينالها من النعيم في المستقبل مؤجلاً هو ما اسلفت و عذبت به انفسها في هذه الدار معجلاً و منهم من يصير الى باب الملك فيستاذن في احراقه لنفسه ثم يدور في الاسواق و قد اجحت له النار العظيمة و عليها من قد و كل بايقادها و يسير في الاسواق و قدامه الطبول و الضوج و على بدنه انواع من الحرير و قد مزقها على نفسه و حوله اهل و قرابته و على راسه اكليل من الريحان قد قشر جلدته من راسه و عليها الجمر و قد جعل عليها الكبريب و السدروس فبسير و هامته تحترق و روائح دماغه تموج و هو يمضغ ورق التانبول و (حب الفوفل) و ورق التانبول ينبت في بلادهم اصغر ما (۱) غالباً اس سے مراد برد کا درخت ہے۔

یکون من ورق الریحان اذا مضغ هذا
الورق بالنورة المبلولة مع الفوفل و هو
الذی قد غلب علی اهل مکة و
غیرهم من الحجاز واليمن فی هذا
الوقت مضغه۔

(ص ۸۳-۸۴)

اس پر گندھک اور تو تیا ہوتی ہے، وہ آدمی چلتا
رہتا ہے اور اس کی کھوپڑی جلتی رہتی ہے اور
چرانہ پھیلتی رہتی ہے اور وہ پان اور سپاری
چباتا رہتا ہے، پان اس ملک کی پیداوار ہے،
اس کی پتیاں نازبو کی پتیوں سے چھوٹی ہوتی
ہیں، اس کو بھگائے ہوئے چونے اور سپاری
کے ساتھ کھاتے ہیں اور آج کل مکہ حجاز اور
یمن وغیرہ میں بھی اس کے کھانے کا بڑا
رواج ہے۔

جس طریقہ سے ہم نے بیان کیا ہے،
اس طریقہ سے پان اور چونہ کھانے سے
مسوڑھے سخت اور دانتوں کی جڑیں مضبوط
ہوتی ہیں، منہ خوشبودار ہو جاتا ہے، خراب قسم
کی ایذا پہنچانے والی رطوبتیں زائل ہوتی
ہیں، بھوک کھلتی ہے، قوت باہ میں اضافہ ہوتا
ہے، دانتوں میں انار کے دانوں کی طرح سرخی
آجاتی ہے، طبیعت میں سرور و نشاط پیدا ہوتا
ہے، بدن میں توانائی آتی ہے، منہ سے خوشبو
پھوٹتی ہے، ہندوستان کے عوام اور خواص اس
شخص کو ناپسند کرتے ہیں، جس کے دانت
سفید ہوتے ہیں اور وہ پان نہیں کھاتا، جب
آگ سے اپنے کو تکلیف پہنچانے والا شخص
بازاروں میں گشت کرتے ہوئے آگ کے پاس

و هذا اذا ما مضغ علی ما ذکرنا
الورق و النورة شد اللثة و قوى عمود
الاسنان و طیب النکھة و ازال
الرطوبة الموزیة و شهی الطعام و
بعث علی الباه و حمر الاسنان کاحمر
ما یکون من حب الرمان و احدث فی
النفس طربا و اریحیة و قوى البدن و
ثارت من النکھة و روائح طیبة حمرة
و الهند تستقبح خواصها و عوامها
من اسنانه بیض و تجنب من لا
یمضغ ما وصفناه فاذا طاف المعذب
لنفسه بالنار فی الاسواق و انتهى الی
تلك النار و هم غیر مکرث لا یتغیر
فی مشیتہ و لا یحسب فی خطوته

پہنچتا تو اسے اس کی ذرا بھی پروا نہیں ہوتی، نہ اس کی چال میں کسی قسم کا فرق آتا ہے اور نہ قدم اٹھانے میں کسی خوف کا اظہار ہوتا ہے، ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جب وہ آگ کے کنارے پر پہنچتے ہیں جو ایک بڑے ٹیلہ کی شکل اختیار کر چکی ہوتی ہے تو وہ ہاتھ میں خنجر لے کر اپنے سینہ میں بھونک لیتا ہے اور ایسے لوگ بڑے جری اور بہادر کہلاتے ہیں۔

فمنہم من اذا اشرف علی النار و قد صارت کالتل العظیم تناول بیدہ خنجرًا و یدعی الحری عندہم فیضعہ فی لبتہ۔ (ض ۸۴-۸۵)

میں ۳۴ھ میں ہندوستان کے شہر جمپور میں جو راجہ ولہر رائے کی مملکت لارکا علاقہ ہے، موجود تھا اور اس زمانہ میں جو راجہ تھا، اس کا نام جانچ تھا اور اس وقت تقریباً دس ہزار مسلمان وہاں آباد تھے، جو اصل میں بیاسرہ، سیراف، عمان، بصرہ اور بغداد اور دوسرے ملکوں کے تھے، لیکن ان علاقوں میں بودو باش اختیار کر لی ہے، ان میں سے بہت سے معزز اور بڑے تاجر ہیں جیسے موسیٰ بن اسحاق صنداپوری اور ہنرمندی (۱) کے عہدہ پرانے لوگوں میں ابوسعید معروف بن زکریا مامور تھے، ہنرمند سے مراد مسلمانوں کا سردار ہے، اس کی شکل یہ تھی کہ راجہ کا قاعدہ تھا کہ وہ کسی

و لقد حضرت فی بلاد صیمور من بلاد الہند من ارض الارمن مملکۃ البلہری و ذالک فی سنۃ اربع و ثلث مائۃ و المملک یومئذ علی صیمور المعروف بحانج و بہا یومئذ من المسلسین نحو من عشرۃ آلاف قاطنۃ بیاسرۃ و سیرافین و عمانیین و بصریین و بغدادیین و من سائر الامصار ممن قد تأہل و قطعن فی تلک الدیار فیہم خلق من وجوہ التجار مثل موسیٰ بن اسحاق الصندالونی علی الہنرمۃ یومئذ ابو سعید معروف بن زکریا و الہنرمۃ یراد بہ رئیس المسلسین و ذالک

یعنی قضا۔

مسلمان رئیس ہی کو ان کا سردار بنادیتا تھا اور مسلمانوں کے تمام معاملات اسی کے سپرد ہوتے تھے، پیاسرہ سے وہ مسلمان مراد ہیں جو ہندوستان میں پیدا ہوئے، اسی نام سے وہ مشہور ہیں، اس کا واحد بیسر (۱) ہے۔

اور جس طرح ہم نے بیان کیا ہے، اسی طرح ایک نوجوان کو بازاروں میں گشت کرتے ہوئے میں نے دیکھا، وہ جب آگ کے قریب پہنچا تو خنجر نکال کر اپنے سینہ میں بیوست کر دیا اور اپنا بایاں باتھ اس میں ڈال کر جگر باہر نکال لیا اور اس کو تلوار سے کاٹ کر اپنے کسی بھائی کو دے دیا، اس سے اس کا مقصد موت کی تحقیر اور دوسرے عالم میں منتقل ہونے کے لذت سے لطف اندوزی تھی اور اس درمیان میں وہ باتیں بھی کرتا جاتا، اس کے بعد وہ آگ میں کود پڑا، جب کوئی راجہ مر جاتا یا قتل کر دیا جاتا تو اس کی موت سے ایک پوری جماعت اپنے کو آگ میں جلا ڈالتی، ان لوگوں کو بلا نخریہ کہتے تھے، اس کا واحد بلا نخر ہے جس کے معنی بادشاہ کے خیر خواہ اور سچے دوست کے ہیں، یعنی جو اس کی موت کے باعث مرتے اور اس کی زندگی کی وجہ سے جیتے ہیں۔

ان الملك يملك على المسلمين رجلاً من رؤسائهم تكون احكامهم مصروفة اليه و معنى البياسرة يراد به الذين ولدوا من المسلمين بارض الهند يدعون بهذا الاسم و حدهم بیسر۔ (ص ۸۵-۸۶)

و رأيت رجالات من فتیانهم و قد طاف على مما وصفنا فی اسواقهم فلما دنا من النار اخذا الخنجر فوضعه على فؤاده فشقه ثم ادخل يده الشمال فقبض على كبده فجذب منها قطعة و هو يتكلم فقطعها بالخنجر و دفعها الى بعض اخوانه تهاونا بالموت ولذة بالنقلة ثم هوى بنفسه فی النار و اذا مايت الملك من ملوكهم او قتل حرق خلق من الناس انفسهم لموته فيدعون هؤلاء البلا نخرية و احدهم بلا نجر و تفسير ذلك مصادقوه ممن يموت بموته و يحيى بحياته۔

(ص ۸۶-۸۷)

(۱) یہ غالباً گجراتی لفظ ہے، جس کی اصل ”بے سرا“ ہے جس کے معنی دوسرا والا، یعنی وہ شخص جو عربی اور ہندی مخلوط نسل سے پیدا ہوتا ہو۔ (عرب و ہند کے تعلقات ص ۲۸۱)

و للهند اخبار عجیبة تجزع
 من سماعها النفوس و انواع من
 الآلام و المقاتل تالم عند ذكرها
 الابدان و تقشعر منها الابشار و قد
 اتينا على كثير من جميع اخبارهم في
 كتابنا اخبار الزمان فلنرجع الآن الى
 خبر الهند و مصيره الى بلاد
 سجستان و قصده مملكة السريانيين
 و تعدل عما احتدینا من اخبار الهند
 و كان هذا الملك من ملوك الهند
 يقال له زنبیل و كل ملك يملك هذا
 البلد من ارض الهند يسمى بهذا
 الاسم الى وقتنا هذا و هو سنة اثنتين
 و ثلثین و ثلث مائة فكانت بين ملك
 الهند و السريانيين حروب عظام نحو
 من سنة فقتل ملك السريانيين و
 احتوى الهندی علی السقع و مذک
 و جمیع ما فيه فسار اليه بعض ملوك
 عرب فاتا عليه و ملك العراق و رد
 ملك السريانيين فملکوا علی انفسهم
 رجلاً منهم يقال له تسترو كان ولد
 المستر و كان ملكه اني هلك
 تمانی سیر - (ص ۸۷-۸۸)

غرض ہندوؤں کے ایسے عجیب واقعات
 ہیں، جن کو سن کر دل لرز جاتا ہے، وہ اپنے کو
 ایسی ایسی اذیتیں دیتے ہیں کہ ان کے ذکر سے
 جسم کو تکلیف محسوس ہوتی ہے اور روٹکے کھڑے
 ہو جاتے ہیں، اس قسم کے بہت سے واقعات
 ہم اپنی کتاب اخبار الزمان میں نقل کر چکے ہیں،
 اس لیے یہاں ان کو قلم انداز کر کے ہندوستان
 کے راجہ کا واقعہ، اس کے جھٹان جانے اور
 سریانیوں کی سلطنت کا قصد کرنے کا ذکر
 کرتے ہیں، اس ہندوستانی راجہ کا نام زنبیل
 تھا اور جو راجہ بھی اس علاقہ میں راج کرتا ہے،
 اسے اب تک یعنی ۳۲۰ھ میں بھی اسی نام
 سے موسوم کیا جاتا ہے، اس راجہ اور سریانیوں
 کے درمیان بڑی سخت جنگیں تقریباً ایک سال
 تک پیار ہیں، بالآخر سریانی بادشاہ مارا گیا اور
 ہندو راجہ اس کی سلطنت اس کے ملک اور اس
 ملک کی ساری چیزوں پر قابض ہو گیا، مگر اس
 کے بعد ہی کسی عرب بادشاہ نے اس پر اور
 عراق پر حملہ کر کے سریانیوں کی سلطنت اس
 سے چھین کر ان کو واپس دلا دی، اس کے بعد
 سریانیوں نے اپنی قوم کے ایک شخص تستر نامی
 کو بادشاہ بنایا، جو مقتول راجہ کا لڑکا تھا اور اس
 کی اٹھ مہینے آٹھ برس تک رہی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کیاؤس نے ہندوستان کے شہر کشمیر کی بنا ڈالی تھی اور اس کے بیٹے سیاؤس نے اس کی زندگی ہی میں سندھ کے شہر مہر جان کو آباد کیا تھا۔

وقد قيل ان كيقاوس بنا مدينة قشمير بارض الهند و ان سياوخس بنى فى حياة ابيه كيقاوس مدينة مہرجان من ارض السند المقدم ذكرها فيما سلف من هذا الكتاب۔

(ص ۱۳۱-۱۳۲)

اور بہرام اس سے (عراق آنے سے) پہلے ہندوستان میں اجنبی آیا تھا تا کہ یہاں کے حالات اور واقعات سے واقفیت حاصل کر لے، چنانچہ وہ راجہ شہرمہ سے ملا اور اس کے ساتھ کسی لڑائی میں بڑے کارنامے دکھائے اور اس کے دشمن پر قابو حاصل کر لیا، راجہ نے (خوش ہو کر) اپنی لڑکی اس سے بیاہ دی، حالانکہ وہ ایک ایرانی نژاد قاتل تھا۔

وقد كان بهرام قبل ذلك دخل الى ارض الهند متنكراً ولاخبارهم متعرفاً واتصل بشهرمه ملك من ملوك الهند فابلى بين يديه فى حرب من حروبه وامكنه من عدوه فزوجه ابنته على انه بعض اساورة فارس۔

(ص ۱۹۱)

(نوشیرواں عادل) سے ہندوستان، سندھ، شمال اور جنوب کے بہت سے ملکوں کے بادشاہوں نے صلح کر لی اور اس کے دبدبہ، اس کی فوجوں کی کثرت، اس کی سلطنت کی وسعت و عظمت اور دوسرے ملکوں پر اس کے غلبہ، ان کے حکمرانوں کے قتل اور عدل پروری وغیرہ کے خوف سے اس کے پاس ہدایات تحائف اور وفود بھیجتے تھے۔

وهادنته ملوك الهند والسند والشمال والجنوب و سائر الممالك وحملت اليه الهدايا و وفدت عليه الوفود خوفاً من صولته و كثرة جنوده و عظم مملكته و لما ظهر من فعله بالممالك و قتله الملوك و انقياده الى العدل۔ (ص ۲۰۰)

اس (نوشیرواں) کے یہاں ہندوستان

و كتب اليه ملك الهند من ملوك

کے راجہ نے اس طرح خط لکھا کہ مشرقی سلطنت کے بڑے تاجدار، سونے کے محل موتیوں اور یاقوت کے دروازوں والے ہندوستانی راجہ کی طرف سے اس کے بھائی تاج و علم والے شہنشاہ فارس، کسریٰ، نوشیرواں کے نام اور اس نے نوشیرواں کے پاس ایک ہزار من عود ہندی بھیجی جو موم کی طرح آگ سے پکھل جاتی تھی اور موم ہی کی طرح اس پر بھی مہر کرنے سے تحریر نمایاں ہو جاتی تھی اور سرخ یاقوت کا ایک پیالہ جس کا دہانہ ایک بالشت کا تھا اور وہ موتیوں سے بھرا ہوا تھا اور پستہ کے دانوں کے برابر یا اس سے بڑی کافور دس من اور سات ہاتھ کشیدہ قامت ایک حسین و جمیل لونڈی جس کی پلکوں کے بال گالوں پر لٹکتے تھے اور دیدہ کی سپیدی میں بجلی کی چمک تھی، اس کا رنگ نہایت صاف تھا، جسم کی ساخت اور بناوٹ موزوں و متناسب ابرو پیوستہ اور چوٹی اتنی لمبی تھی کہ زمین پر گھسکتی تھی، اس لونڈی کے علاوہ سانپوں کی کھال کا ایک فرش بھیجا جو منجمل سے بھی زیادہ نرم اور نقش و نگار سے زیادہ خوبصورت تھا، یہ خط کا زی نام ایک درخت کی چھال پر سرخ سونے سے لکھا ہوا تھا اور یہ

الہند و عظیم اراکنة المشرق و صاحب قصر الذهب و ابواب الياقوت و الدر الیٰ اخيه ملك فارس صاحب التاج و الراية کسریٰ انوشیروان و اهدی الیه الف من عوداً ہندیاً یذوب فی النار کالشمع و یختم علیہ کما یختم علی الشمع فتبین بہ الکتابۃ و جاما من الیاقوت الاحمر فتحہ و شبر مملوا من الدر و عشرة امناء کافور کالغستق و اکبر من ذالک و جاریۃ طو لها سبعة اذرع تضرب اشفار عینہا خدہا و کان بین احفانہا لمعان البرق من بیاض مقلتها مع صفاء لونہا و دقة تخطیطہا و اتقان تشکیلہا مقرونة الحاجبین لہا صفائر تجرہا و فرشا من جلود الحیات الین من الحریر و احسن من الوشی و کان کتابہ فی لحاء لشجر المعروف بالکاذی مکتاب بالذهب الاحمر و هذا الشجر یکون بارض الہند و الصین و هو نوع من النبات عجیب ذو لون حسن و ریح طیۃ لحاؤہ ارق من الورق الصینی یتکاتب فیہ ملوک الصین و الہند۔ (ص ۲۰۱-۲۰۲)

درخت چین اور ہندوستان میں ہوتا ہے اور نہایت عجیب قسم کی نبات ہے، اس کا رنگ نہایت عمدہ، خوشبو پاکیزہ اور چھال پتیوں سے بھی زیادہ نرم ہوتی ہے، اسی پر ہندوستان اور چین کے بادشاہ آپس میں خط و کتابت کرتے ہیں۔

نوشیرواں کے دربار میں ہندوستان کی مشہور کتاب کلیدہ و دمنہ کا ترجمہ کیا گیا، شطرنج اور سیاہ خضاب لے جایا گیا، جو ہندی کہلاتا تھا، اس خضاب کے استعمال سے بالوں کی جڑیں تک سیاہ ہو جاتی تھیں اور سیاہی کی چمک زائل نہیں ہوتی تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام بن عبدالملک بھی یہ خضاب لگایا کرتا تھا۔

ہندوستان کے راجہ اونچے قد کے ہاتھیوں کو زیادہ سے زیادہ قیمت دے کر خریدتے تھے اور وحشی (بے سدھائے)، آبی جشہ میں اس سے بھی کئی گز اونچے ہوتے ہیں، جیسا کہ ان کی سیٹلوں سے جنہیں دانت کہا جاتا ہے، معلوم ہوتا ہے، ان دانتوں کا وزن ڈیڑھ سو سے دو سو من تک ہوتا ہے، ایک من سے دو بغدادی رطل مراد ہیں، ہاتھی کے دانت جتنے بڑے ہوتے ہیں، اسی حساب سے ان کا

و کان نقل الیہ من الہند کتاب کلیدہ و دمنہ و الشطرنج و الخضاب الاسود المعروف بالہندی و هو الخضاب الذی یلمع سوادہ فیہا یظہر من اصول الشعر بصبغہ سوادا و لا یصل منہ شیء و یحکی ان ہشام بن عبد الملک کان یخضب بہذا الخضاب۔ (ص ۲۰۳)

و ملوک الہند تبالغ فی ائمان ما عظم من الفیلۃ و ارتفع من الارض و قد یکون من الوحشیۃ فی ارض الزنج من الفیلۃ ما ہو اعلا سمکالما و صفتنا باذرع کثیرۃ علی حسب ما یحمل من قرونها المسماۃ بالانیاب ما وزن الناب منها خمسون و مائۃ من الی المائتین و المن رطلان بالبغدادی و علی قدر عظم الناب

جسم بھی بڑا ہوتا ہے، ایک مرتبہ بادشاہ پرویز کسی تقریب کے لیے نکلا تو اس کے لیے فوجیں صف آرا اور اسلحہ و ساز و سامان سے آراستہ کی گئیں، ان میں ایک ہزار ہاتھیوں کی صف بھی تھی اور پیدل فوجوں کے علاوہ پچاس ہزار سوار اس کے گرد تھے، جب ہاتھیوں نے اسے دیکھا تو سر بہ سجود ہو گئے اور اس وقت تک نہ سراٹھایا اور نہ سونڈ پھیلا یا جب تک کہ مہاوت نے آسکس نہ مارا اور ہندوستانی زبان میں سراٹھانے کے لیے کہہ نہ دیا، یہ منظر دیکھ کر پرویز کو افسوس ہوا اور ہندوستان والوں کی اس برتری پر رشک آیا اور اس نے کہا کاش یہ ہاتھی ہندوستان کے بجائے ایران میں ہوتے اور لوگوں کو حکم دیا کہ ہاتھی اور دوسرے جانوروں کا خیال رکھو اور ان کی سمجھ اور تمیز کے مطابق ان کی قدر کرو، ہندوستانی ہاتھی، اس کی جسامت، سمجھ، بوجھ، اطاعت، شعاری، محنت و مشقت، مقصد و منشا کو سمجھ لینے، بادشاہ اور غیر بادشاہ میں فرق و امتیاز کر لینے کی صلاحیتوں پر فخر کرتے ہیں، ہاتھی کے علاوہ دوسرے جانور نہ کوئی بات سمجھ سکتے ہیں اور نہ دو چیزوں میں سے ایک کو ترجیح دے سکتے ہیں، آگے چل کر ہم اس کتاب کی

عظم جسم الفیل و قد کان ابرويز
خرج فی بعض الاعیاد و قد صفت له
الجیتر و العدد و السلاح و فیما صف
له الف فیل و قد احدثت به خمسون
الف فارس دون الرجال فلما بصرت به
الفيلة سجدت له فما رفعت رؤسها و
سقطتها حرا طیمها حتی جذبت
بالمحاجر و اطنها الفیالون بالهنديہ
فلما بصر بتلك ابرويز تاسف علی ما
خص به اهل الهند من فضيلة الفيلة و
قالت ليت ان الفیل لم یکن ہندیا
و کان فارسیاً انظروا الیها و الی سائر
الدواب و مضلواها بقلر ما ترون من
معرفتها و ادبها و قد افتخرت الهند
بالفیة و عظم اجسامها و معرفتها و
حسن طاعنها و قبول الریاضات و
فمھسا السردات و فرزھا بین الملوك
و غیرھم و ان غیرھا من الدواب لا
تفھم شئاً ولا تفضل بین شئین و
سنورد فیما یرد من هذا الکتاب جملاً
من الفضل فی اخبار الفيلة و قالت
الهند و غیرھم فی ذالك و تفصیلھم
علی سائر الدواب۔ (۲۳۲)

بعض فصلوں میں ہاتھیوں کے واقعات ان کے بارہ میں ہندوستانی و غیر ہندوستانی لوگوں کے اقوال اور دوسرے تمام جانوروں پر اس کو فضیلت دینے کا حال بیان کریں گے۔

بادشاہ فارس کی موت کے بعد سکندر نے اس کی سلطنت پر قبضہ کر لیا اور اس کی لڑکی سے شادی کر کے سندھ اور ہندوستان کی طرف بڑھا اور وہاں کے راجاؤں کو پامال کر کے ان سے ہدایا اور خراج وصول کیا، ہندوستان کے سب سے بڑے راجہ فور نے اس سے جنگ کی اور دونوں میں کئی معرکے ہوئے، آخر میں سکندر نے اسے دعوت مبارزت دے کر قتل کر دیا۔

جب سکندر کا انتقال ہوا تو یونان، فارس، ہندوستان اور دوسری قوموں اور ملکوں کے جو فلاسفہ اور حکما اس کے ساتھ رہتے تھے اور جن کی ہم نشینی اور باتوں سے وہ لطف اندوز ہوتا تھا اور جن کی رائے اور مشورہ کے بغیر کوئی حکم صادر نہیں کرتا تھا، وہ سب سکندر کی نعل کی ارد گرد جمع ہو گئے، نعل جو اہرات سے مرصع سونے کے ایک تابوت میں جسم کو محفوظ رکھنے والے سالہ لگا کر رکھی گئی تھی، سب سے بڑے دانش مند حکیم نے کہا ہر شخص

و سار الاسکندر بعد ان هلك
ملك فارس واحتوى على ملكها و
تزوج بانه ملكها نحو السند والهند
فوطى ملوكها و حملت اليه الهدايا
والخراج و حاربه فور و كان اعظم
ملوك الهند فكان له مع الاسكندر
حروب و قتله الاسكندر مبارزة۔
(ص ۲۴۹-۲۵۰)

فلما مات الاسكندر طافت به
الحكماء ممن كان معه من حكماء
اليونانيين و الفرس و الهند و غيرهم
من علماء الامم و كان يجمعهم و
يستريح الي كلامهم و لا يصدر
الامور الا عن رأيهم و جعل بعد ان
مات في تابوت من الذهب مرصع
بالجواهر بعد ان طلى جسمه
بالاطلية الماسكة لاجزائه فقال
عظيم الحكماء و المقدم فيهم

لیتکلم کل واحد منکم بکلام یکون
للخاصة معزیا وللعامة واعطا و قام
فوضع یدہ علی التابوت فقال اصبح
أسر الاسراء اسیراً۔

(ص ۲۵۱-۲۵۲)

قال الثامن عشر وکان من حکماء
الهند یا من کان غضبه الموت هلا
غضبت علی الموت۔ (ص ۲۵۵)

قال الرابع والعشرون وکان
من نساك الهند و حکمائها ان دنیا
یکون هذا آخرها فالزهد اولی ان
یکون فی اولها۔ (ص ۳۵۶)

و یتاتی ذالک منها لعظم
خلقها و کبیر احسامها و سعة
ریشها لان للطواویس بارض الهند
شان عجیب والذی یحمل منها الی
ارض الاسلام و تخرج عن ارض
الهند فتبیض و تفرخ تكون صغيرة
الاجسام کدرة الالوان لا تعطی
انواراً للابصار بادراکها و انما تشبه
بالهندية بالشبه البسیر۔

(ص ۴۳۸)

کو اس موقع پر ایسی بات کہنی چاہئے
جو خواص کے لیے تعزیت و تسلی اور عوام کے
لیے پند و موعظت کا باعث ہو، یہ کہہ کر وہ
کھڑا ہو گیا اور تابوت پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ
قیدیوں کو قید کرنے والا آج خود قیدی ہے۔

اٹھارہویں حکیم نے جو ہندوستان کے
مشہور حکما میں تھا، کہا کہ اے وہ شخص جس کے
غیظ و غضب کا نام موت تھا، آج اپنی موت پر
تجھے کیوں نہ غصہ آیا۔

چوبیسویں حکیم نے جو ہندوستان کے زاہدوں
اور فلسفیوں میں تھا، کہا کہ دنیائے دنی کا آخری
نتیجہ یہ ہے، اس لیے دنیا سے علیحدگی ابتدا ہی
میں بہتر ہے۔

موروں کی خلقت عظیم، جسم بڑا اور
پروں میں وسعت ہے اور ہندوستان میں
عجیب عجیب قسم کے مور ہوتے ہیں اور وہاں
سے جو مور اسلامی سلطنت میں لائے جاتے
ہیں تو وہ اگرچہ ہندوستان سے باہر بھی
انڈے اور بچے دیتے ہیں، مگر چھوٹے اور
گندے رنگوں کے ہوتے ہیں، ان سے نگا
ہیں پُر نور نہیں ہوتی اور ہندوستان کے موروں
سے ان کی بہت معمولی اور تھوڑی سی مشابہت
ہے۔

اسی طرح نارنگی (سکترے) اور بڑے گول لیموں بھی تیسری صدی کے بعد ہندوستان سے لائے گئے اور پہلے عمان پھر بصرہ، عراق اور شام وغیرہ میں اس کی کاشت کی گئی، یہاں تک کہ سرحد شام میں طرطوس، انطاکیہ، ساحل شام، فلسطین اور بعض دوسرے مقامات میں وہ گھر گھر پھیل گئے، مگر ان میں وہ لطیف شرابی خوشبوئیں اور دلکش اور حسین رنگ نہیں پایا جاتا، جو ہندوستان کی نارنگی میں ہوتا ہے، کیوں کہ یہاں کی ہوا، مٹی، پانی اور بعض ملکی خاصیتیں ہندوستان سے مختلف ہیں۔

و كذلك شجر النارج والاترج المدور جلب من ارض الهند بعد ثلث مائة فرس فرع بعمان ثم نقل الى البصرة والعراق و الشام حتى كثر في دور الناس بطرسوس وغيرها من الثغر الشامي وانطاكية و ساحل الشام و فلسطين و مصر و ما كان بعهد و لا يعرف فعدمت منه الروائح الحمرة الطيبة واللون الحسن الذي يوجد فيه بارض الهند لعدم ذلك الهواء و التربة و الماء و خاصية البلد۔ (ص ۲۳۹)



جلد سوم

اہل ہند ہاتھی (۱) پالتے ہیں اور یہ پالتو ہاتھی بچے بھی دیتے ہیں، لیکن ہندوستان میں جنگلی ہاتھیوں کے بجائے سدھائے ہاتھی ہوتے ہیں جو لڑائی میں اونٹ اور گائے بیلوں کی طرح کھیتی باڑی اور بار برداری وغیرہ کے کام میں استعمال کئے جاتے ہیں اور اسلامی ملکوں میں جس طرح بھینس چراگا ہوں اور جنگلوں میں چرنے کے لیے جاتی ہیں، ہندوستان میں اکثر اسی طرح ہاتھی بھی چرنے کے لیے جاتے ہیں، لیکن جہاں گینڈے ہوتے ہیں، وہاں سے بہت دور رہتے ہیں اور ان سے بھاگتے ہیں، بلکہ جہاں ان کو گینڈے کی بو بھی محسوس ہوتی وہ نہیں چر سکتے، جہش کے ہاتھیوں کی عمر تقریباً ۴۰۰ برس ہوتی ہے، یہ خود حبشہ والوں کا بیان

والہند تتخذ الفيلة و تتباخ فی ارضها و لیس فیها وحشیة و انما ہی حربیة و مستعملة کاستعمال البقر و الابل و اکثرھا تاوی المروج و الغیاض و کالجوامیس فی ارض الاسلام و الفیلة تهرب من الموضع الذی یکون فیہ الکر کدن علی حسب ما قدمنا فلا ترعی فی موضع تشم فیہ رائحته و یعمر الفیل بارض الزنج نحو من اربع مائة سنة کذا لک تذکر الزنج لانھا تعرف فی دیارھا الفیل العظیم مما لا یتانی لہم قتله و منها الاسود و الایض و الابلق و الاغبر و فی ارض الہند منها ما یعمر المائة سنة و المائتین و یضع حملہ

(۱) ہاتھی ہندوستان کا خاص جانور ہے، گزشتہ زمانہ میں وہ یہاں بڑے اہتمام سے پالا جاتا تھا، اگرچہ اس کے متعلق معلومات پہلے تحریر ہو چکے ہیں، لیکن مصنف نے یہاں بڑی تفصیل اور جامعیت سے اسے بیان کیا ہے، اس لیے اسے ذکر کیا جا رہا ہے۔ (ض)

فی کل سبع سنین۔

(ص-۱۱)

ہے، کیوں کہ وہاں ان بڑے بڑے ہاتھیوں کو جو قتل نہیں ہو سکے ہیں، عام طور سے لوگ جانتے ہیں، بعض ہاتھی سیاہ، بعض سفید، بعض سیاہ و سفید دونوں رنگ کے، یعنی چتکبرے اور بعض خاکی رنگ کے ہوتے ہیں اور ہندوستان میں بعض ہاتھیوں کی عمر ۱۰۰ سال اور بعض کی دو سو سال ہوتی ہے اور سات سال کے بعد اس کے بچہ ہوتا ہے۔

اور ہاتھی بلوں سے بھی بھاگتا ہے، اس کو جہاں دیکھ لیتا ہے، وہاں نہیں ٹھہر سکتا، شہنشاہانِ فارس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے وہ جنگ میں ان ہاتھیوں سے جن کے گرد میدان جنگ میں پیادہ اور سوار کھڑے ہوتے ہیں بلوں کو چھوڑ کر اپنی مدافعت کرتے ہیں اور سندھی اور ہندی راجاؤں کا بھی یہی طریقہ ہے۔

و الفیل یهرب من السنانیر وھی القطاط ولا تقف لها البتة اذا ابصرتها و قد ذکر عن ملوک الفرس انها کانت توقی الفيلة المقاتلة بالرجالة حولها و مراعات خیل الاعداء عند الحرب بتجنیة السنانیر علیها و کذا لک افعال ملوک السند و الهند الیٰ هذه الغایة۔
(ص ۱۳-۱۴)

کہا جاتا ہے کہ سوروں سے بھی ہاتھی بدکتے ہیں، ملک سندھ کے علاقہ ملتان میں ہارون بن موسیٰ نامی قبیلہ ازداک آزاد کردہ ایک غلام تھا، جو بہادر، شاعر اور ذی حیثیت آدمی تھا اور اپنے ایک محفوظ قلعہ میں رہتا تھا، اتفاقاً کسی ہندو راجہ سے اس کی جنگ ہوئی، ہندوستانی فوجوں کے آگے ہاتھی تھے، اس لیے

و قد ذکر ان الخنازیر نفرت منها الفيلة و قد کان رجل بالمولتان من ارض السند یدعی ہارون بن موسیٰ مولیٰ للازد و کان شاعرا و شجاعاً ذا ریاسة فی قومہ و منعة بارض السند مما یلی بلاد المولتان و کان فی حصن له فالتقی مع بعض ملوک

ہارون جب اس صف کے سامنے آیا تو ایک بڑے ہاتھی کے سامنے آیا وہ اپنے کپڑوں میں ایک بلی چھپائے ہوئے تھا، جب حملہ کے وقت ہاتھی کے قریب گیا تو بلی اس کے قریب چھوڑ دی، اسے دیکھ کر ہاتھی بھاگ کھڑا ہوا، جس کی وجہ سے پوری فوج شکست کھا گئی، بادشاہ قتل کر دیا گیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

الہند و قدمت الہند امامہا الفیلۃ فبرز ہرون بن موسیٰ امام الصف و قصد لعظیم من الفیلۃ و قد خبا تحت ثوبہ سنورا فلما دنی فی حملتہ من الفیل خلئی القط علیہ فولی الفیل منہزماً لما ابصر ذالک الہر فکان ذالک اسباب ہزیمۃ الحیش و قتل الملک و غلبۃ المسلمین علیہم۔

عندلیب ایک چھوٹی چڑیا کا نام ہے، جو ہندوستان اور سندھ میں ہوتی ہے اور شعرا اپنے دلام میں چھوٹائی کی مثال میں اس کو پیش کرتے ہیں اور زندیبل بڑے اور جنگ میں آگے رہنے والے ہاتھی کو کہتے ہیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زندیبل جتنیوں کو کہتے ہیں، کیوں کہ وہ جنگ میں صبر و برداشت کا زیادہ ثبوت دیتی ہیں۔

العندلیب ہو طائر صغیر یکون بارض الہند و السند تذکرہ الشعراء فی اشعارہ تمثلاً بصغرہ و الزندیبل ہو العظیم من الفیلۃ و المقدم فیہا و قد قیل ان الزندیبل ہو اسم لما اشتد فی الحرب من اناث الفیلۃ۔ (ص ۱۷)

جیش اور ہندوستان کے علاوہ (۱) اور کہیں کے ہاتھی بچہ نہیں دیتے، جیش کی طرح ہندوستان اور سندھ میں ان کے دانت بڑے بڑے نہیں ہوتے، جیشی اور ہندوستانی ہاتھیوں کی کھال کی ڈھالیں بناتے ہیں، مگر مضبوطی اور

و الفیلۃ لا تتج و لا تسوالد الا بارض الزنج و الہند ولا تعظم انباہا بارض الہند و السند علی حسب ما تعظم بارض الزنج و الزنج تتخذ من جلود الفیلۃ الدرق و کذلک الہند و لا

(۱) اس سے مراد مطلق ہاتھی نہیں، بلکہ پالتو ہاتھی ہیں، یعنی صرف ان دو مقاموں کے ہاتھی سدھانے اور آبادی میں رہنے کے بعد ہفت ہوتے ہیں۔

حفاظت کے اعتبار سے چین، تبت اور جاوا کی ڈھالوں سے ان کا کوئی مقابلہ نہیں، ہاتھیوں کی سونڈ ہی ان کی ٹاک ہے، اسی کے ذریعہ وہ کھانا پانی پیٹنے کے لئے ہلاتا ہے اور سونڈ گوشت، نرم ہڈی اور پٹھے کے درمیانی قسم کی ایک چیز ہے، اس سے ہاتھی جنگ کرتا ہے اور لڑتا بھڑتا اور چیختا جاتا ہے، لیکن اس کی آواز اس کے دیوبیکل قسم کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

اہل ہند کا خیال ہے کہ اگر ہاتھی کی زبان الٹی نہ ہوتی اور اس کو بول چال سکھائی جاتی تو وہ ضرور بولنے لگتا، وہ اسے بڑی قدر و عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور دوسرے جانوروں سے اس کو برتر خیال کرتے ہیں، کیوں کہ اس میں بہت سی عمدہ چیزیں جمع ہوگئی ہیں، مثلاً قد کی لمبائی، سورت و ہیئت کی بڑائی، منظر کی ندرت، آواز کی پستی، سونڈ کی لمبائی، کانوں کی چوڑائی، آنکھوں کی تناسل کی بڑائی، پیروں کی چاپ کی آہنگی، عمر کی درازی، اس پر کتنا ہی بار ہو، اس کی پرواہ نہیں کرتا، بھاری بھر کم جسم کے باوجود جب وہ کسی آدمی کے پاس سے گزرتا ہے تو قدم

يلحق ذالك فى المنعة شئ من الدرق الصينى و التبتى و الجاوى و خرطومہ انفه و به يوصل الطعام و الشراب الى جوفه و هو شئ بين الغرضوف و اللحم و العصب و به يقاتل و يضرب و به يصيح و ليس صوت الفيل على مقدار جسمه و كبر خلقه۔ (ص ۱۸)

و الهند تزعم ان الفيل لولا ان لسانه مقلوب ثم لقن الكلام لتكلم و الهند تشرف الفيل و تفضله على سائر الحيوان لما اجتمع فيه من النخصات المحمودة من علو سمكه و عظم صورته و بديع منظره و تضاول صوته و طول خرطومہ و سعة اذنه و كبر غرموله مع خفة و طئه و طول عمره و ثقل جسمه و قلة اكثرته لما وضع على ظهره و انه مع كبر هذا الجسم و عظم هذه الصورة يمر بالانسان فلا يحس بوطئه و لا يشعر به حتى يغشاها لحسن خطوه و

استقامة مشیہ۔

رکھنے کی خوبی اور چال کی استقامت کی وجہ سے جب تک وہ بالکل پاس نہ پہنچ جائے آدمی کو اس کے قدم کی چاپ محسوس نہیں ہوتی۔

(ص ۲۱)

زمرہ کی دوسری قسم کو سمندری کہتے ہیں، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چین، جپن، سندھ اور ہندوستان کے ساحلی اور بحری علاقوں کے راجہ اس قسم کے زمرہ کے بڑے شائق ہوتے ہیں اور بڑے فخر سے اس کو اپنے لباس، تاج، انگوشی اور کنگنوں میں استعمال کرتے ہیں، اسی لیے اسے بحری (سمندری) کہتے ہیں اور پہلی قسم ”مر“ کے بعد دوسری سب سے عمدہ قسم یہی ہوتی ہے۔

والنوع الثانی يدعی بالبحری و مغناہم فی هذه التسمية هو ان ملوك البحر من الهند والسند و الزنج و الصين ترغب فی هذا النوع من زمرد و تباهی فی استعماله و لباسه فی يتجانه و اكلتها و خواتیمها و اسورتها و فسمی البحری لما ذکرنا و هو ثانی المرفی الجودة۔

(ص ۴۴)

ہندوستان میں مہانگر کے راجہ بلہرا کی سلطنت سے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، کھمباریت اور سندان و خیرہ کے علاقوں سے ایک قسم کا زمرہ باہر بھیجا جاتا ہے، جو اپنی چمک اور تراش کے اعتبار سے ان زمرہوں کے مشابہ ہے جن کا ہم نے پہلے بیان کیا ہے، البتہ وہ ان سب سے زیادہ سخت اور بھاری ہوتا ہے، اس زمرہ میں جو ہندوستان سے لایا جاتا ہے اور زرخشتہ چاروں قسموں کے زمرہوں میں بڑے ہوشیار اور اس کے ماہرین ہی فرق

و قد یحمل من ارض الهند من بلاد سندان و نحو کتابة من مملكة البلہری صاحب المانکیر المقدم و ذکرہ فیما سب من هذا الکتاب نوع من السرم و یلخص بما وصفناه من النور و الخضر و السعاع الا انه حجر اصلب مما وصفنا و من مما ذکرنا و لا فرق بین هذا النوع و المسمون من ارض الهند و بین الانواع الاربعہ المقدم ذکرہم الا انہ در افطن او ما هو فیہ

کر سکتے ہیں، ہندی اس قسم کو جوہری مکی کہتے ہیں، اس لیے کہ وہ ہندوستان سے عدن اور یمن کے ساحلی علاقوں سے ہوتا ہوا مکہ لایا جاتا ہے، اس لیے اسی نام اور وصف سے مشہور ہے۔

بحر ہند اور بحر چین کی گہرائیوں میں موتی، ان کے پہاڑوں میں جواہرات، سونے، چاندی، سیسہ اور تانبہ کی کانیں ہاتھی دانت، نباتات میں آنبوس، بانس، بید، نیزے، بکم، ساگوان، عود، کافور، جافل، لونگ، صندل، قسم قسم کے پھول، خوشبودار چیزیں، عطر اور غبر و غیرہ پرندوں میں سفید اور ہرے طوطے رنگ برنگ کے چھوٹے بڑے مور ہوتے ہیں، جن میں سے بعض شتر مرغ کے برابر ہوتے ہیں اور ہندوستان کے حشرات الارض میں مشک بلاد (۱) ہوتا ہے، یہ اسلامی ملکوں کے بلوں کی طرح وہاں بہت ہوتا ہے اور انہی کی طرح پالا جاتا ہے اور زیادہ تر اس کے تھنوں سے یہ مشہور خوشبو جسے بلاؤ کا دودھ (مشک بلاؤ) کہتے ہیں اور یہ بڑے عجیب طرح کا ہوتا ہے۔

و هذا النوع الهندي يعرفه اصحاب الجواهر بالمکی لانه يحمل من ارض الهند الى بلاد عدن و غیرها من سواحل اليمن و یوتی به مکة، فاشتهر بهذا الاسم و بان بهذا النعت۔ (ص ۴۸)

لان بحر الهند و الصين فی قعره اللؤلؤ و فی جباله الجواهر و معادن الذهب و الفضة و الرصاص القلعي و فی افواه دوابه العاج و من منابته الآبنوس و الخيزران و القنا و البقم و الساج و العود و اشجار الکافور و الحوزبوا و القرنفل و الصندل و انواع الافاويه و الطيب و العنبر و طيوره الباغی البيض و النخضر و احدها بیغة ثم الطواويس و انواعها فی صورها و اختلافها فی الصغر و الکبر و منها ما یكون کالنعامة کبرا و حشرات ارض الهند الزباد کالسنانیر بارض الاسلام کثیرة منمرة (۲) کالسنور و اکثر ما یخرج من ضرعها الطيب المعروف بلبن الزباد و هذا النوع من الطيب عجیب۔ (ص ۵۶-۵۷)

(۱) زباد ایک قسم کی خوشبو کا نام جو جنگلی بلوں کے پیٹ سے نکلتا ہے اور اسے مشک بلاؤ کہتے ہیں۔

(۲) دوسرے نسخوں میں منہرہ ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

الرابع

اکثر ہندوستانی چینی اور دوسری قوموں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے بھی جسم ہوتا ہے اور وہ آسمانوں میں پوشیدہ ہیں، اسی لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے مختلف قد و قیامات اور شکل و صورت کے انسانی اور غیر انسانی شکل کے بت اور تصویر بنالی ہیں، جن کی عبادت کرتے ہیں، ان کے نام پر قربانیاں کرتے اور نذریں چڑھاتے ہیں، کیوں کہ انہیں اللہ خالق کے مشابہ اور اس سے تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں، یہ لوگ اس عقیدہ پر ایک عرصہ دراز تک قائم رہے، یہاں تک کہ بعض فلاسفہ اور حکیموں نے بتایا کہ آسمانوں اور مریخی چیزوں میں افلاک و کواکب اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب ہیں اور وہ ذی حیات ہیں، بولتے ہیں، ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان فرشتے آتے جاتے ہیں

كان كثير من الهند والصين وغيرهم من الطوائف يعتقدون ان الله جسم وان الملائكة اجسام لها تمام وان الله تعالى وملائكته احجب بالسماء فدعاهم ذلك الى ان اتخذوا تماثيل واصناماً على صورة الباري سبحانه وعلى صورة الملائكة مختلفة القدود والاشكال منها على صورة الانسان وعلى خلافها من الصور يعبدونها و قربوا لها القرابين و نذروا لها النذور بشهها عندهم بالباري سبحانه و قربها منه فاقاموا على ذلك برهة من الزمان و جملة من الاعصار حتى بينهم بعض حكمائهم على ان الافلاك والكواكب اقرب الاجسام المرئية

اللہ وانہا حبة ناطقة و ان الملائكة
تختلف بین اللہ و بینہا و ان کل ما
یحدث فی هذا العالم فانما هو علی
قدر ما تجری بہ الکواکب عن امر
اللہ فعظموها و قربوا لها القربین
لتنفعهم و مکثوا علی ذالک دہراً
فلما رأوا الکواکب تخنی بالنہار
وفی بعض اوقات اللیل لما یرض
فی الجو من السواتر امبرہم بعض من
کان فیہم من حکمائہم ان یجعلوا
لہا اصناماً بعدد الکواکب الکبار
المشہورة المتحيرة فکان کل صنف
منہم یعظم کو کباً منها و یقرب لہ
نوعاً من القربان خلاف ما للآخر
علی انہم اذا عظموا صوروا ما من
الاصنام تحرک لہم الاجسام العلویة
من السبۃ بکل ما یریدون و نوا
کل جسم یتا و ھیکلاً منفرداً
مسمواً تلک الہیا کل باسماء تلک
الکواکب۔

(ص ۴۶ تا ۴۷)

و قد ذهب قوم منهم الی ان

اور دنیا میں جو حادثات رونما ہوتے ہیں، وہ
سب خدا کے حکم سے ستاروں کی حرکت کے
مطابق واقع ہوتے ہیں، اس عقیدہ کی بنا پر وہ
ان کی عظمت کرتے ہیں اور ان کے لیے
قربانیاں دیتے ہیں تاکہ وہ انہیں فائدہ
پہنچائیں، اس عقیدہ پر بھی وہ ایک زمانہ تک
قائم رہے، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ
قضائے آسمانی کے چھپانے والے اسباب کی
بنا پر یہ ستارے دن اور رات کے بعض حصوں
میں بھی چھپ جاتے ہیں، تو بعض حکیموں نے
یہ تعلیم دی کہ وہ بڑے اور مخیر العقول ستاروں
کی تعداد کے مطابق بت بنالیں، اسی بنا پر ہر
قوم کسی نہ کسی ستاروں کی عبادت و تعظیم کرتی
ہے اور اس کے لیے کوئی نہ کوئی قربانی پیش
کرتی ہے، جو دوسری قوموں کی قربانی سے
مختلف ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب وہ
اپنے بنائے ہوئے ان بتوں کی عظمت
کریں گے تو ساتوں آسمانوں کے علوی اجسام
ان کی مراد کے مطابق حرکت کریں گے، چنانچہ
انہوں نے ہر بت کے لیے ایک بت خانہ اور
جدا ہیکل تعمیر کیا اور ان کے نام ان ستاروں
کے نام پر رکھ لیا ہے۔

ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ خانہ کعبہ

در اصل زحل کا گھر ہے اور ان کے نزدیک امتداد زمانہ کے باوجود اس گھر کے باقی رہنے اور ہر زمانہ میں اس کے تبرک اور محترم ہونے کا یہی سبب ہے کہ وہ زحل کا گھر ہے اور وہی اس کا نگراں ہے، کیوں کہ زحل کی شان بقا و دوام ہے، اس لیے جو چیز اس سے متعلق ہوگی، اس کو زوال و فنا نہیں ہے اور اس کی تعظیم میں کبھی فرق نہ آئے گا، ان لوگوں نے بہت سی ایسی باتیں بیان کی ہیں جن کے مکروہ اور ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے ہم نے ان کو قلم انداز کر دیا ہے۔

جب اس عقیدہ پر بھی ایک زمانہ گزر گیا تو انہوں نے اس لیے بتوں کی پرستش شروع کر دی کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں تقرب کا ذریعہ ہیں اور سات ستاروں کی پرستش کو لغو قرار دے دیا، اس حالت پر وہ برابر قائم رہے، یہاں تک کہ ہندوستان میں بوذا سف (بدھ) پیدا ہوئے جو ہندوستانی ہی تھے، انہوں نے ہندوستان سے چین اور پھر بھتان اور بھر زبستان (کابل) کا سفر کیا، زبستان فیروز بن بک کی ولایت میں ہے، پھر وہاں سے سندھ واپس آئے اور کرمان جا کر نبوت کا دعویٰ کیا اور بتایا کہ وہ خدا کے رسول اور اس

بیت الحرام ہو بیت زحل و انما طال عندهم بقاء هذا البيت على مرور الدهور معظماً في سائر الاعصار لانه بيت زحل تولاه لان زحل من شانہ البقاء والثبوت فما كان له في غير زائل ولا دائر ولا عن التظيم حائل و ذكروا امور كثيرة اعرضنا عن ذكرها بشناعة وصفها۔ (ص ۴۴)

ولما طال عليهم العهد عبدوا الاصنام وعلى انهم تقر بهم الى الله و الغوا عبادة الكواكب فلم يزوالوا على ذلك حتى ظهر بوذا سف بارض الهند و كان هندياً و قد كان بوذا سف خرج عن ارض الهند الى السند ثم سار الى بلاد سحستان و بلاد زبستان و هي بلاد فيروز من بكت ثم دخل السند ثم الى كرمان منبياً (۱) و زعم انه رسول الله و انه واسطة بين الله و بين خلقه و اتى ارض فارس و ذلك في اول ملك طهمورث ملك فارس و قبل في (۱) دوسرے نام میں ”مہینا“ ہے۔

کے اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں، اس کے بعد شہنشاہ ایران طہمورت کی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں فارس آئے، ایک قول یہ ہے کہ بادشاہ جم کے عہد میں آئے تھے، یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے صابی مذہب کا اظہار کیا جیسا کہ ہم اس سے پہلے اس کتاب میں اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

ملك جم و هو اول من اظهر مذاهب الصابية على حسب ما قدمنا آنفاً فيما سلف من هذا الكتاب۔

(ص ۴۵)

بوزاسف اس دنیا سے علیحدگی اور عالم علوی کی جانب متوجہ ہونے کی تعلیم دیتے تھے، کیوں کہ نفوس کی آفریش وہیں سے ہوئی ہے اور اس عالم سے نکل کر پھر وہیں جائیں گے، انہوں نے مختلف شبہات پیدا کر کے لوگوں کو ازسرنو بتوں کی عبادت اور ان کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی دعوت دی اور مختلف تدبیروں اور حیلوں سے اس کی عبادت کو ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی۔

و قد كان بوذاسف امر الناس بالزهد في هذا العالم والاشتغال بما علا من العوالم اذ كان من هناك بدو النفوس و اليها يقع الصدر من هذا العالم و جلد بوذاسف عند الناس عبادة الاصنام والسجود لها لشبه ذكرها و قرب الى عقولهم عبادتها بضروب من الحيل و الخدع۔

(ص ۴۵)

ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق دنیا کے سامنے معزز و محترم گھروں میں تیسرا گھر مندوسان (۱) نام کا ہندوستان میں ہے، اسے ہندو بہت متبرک سمجھتے ہیں اور اس کے سامنے قربانیاں پیش کرتے ہیں، اس میں اشیاء کو کھینچنے اور رفع کرنے والے مقناطیسی

و البيت الثالث يدعى مندوسان ببلاد الهند و هذا البيت تعظمه الهند و له قرايين تقرب اليه و فيه من احجار المغناطيس الجاذبة و الدافعة و المنفرة من اوصاف لا يسعنا الاخبار عنها فمن اراد ان يبحث عن ذكرها فليبحث فانه

(۱) معلوم نہیں اس سے کون سا بت خانہ مراد ہے۔

بیت مشہور بیلاد الہند۔ (ص ۴۷)

پتھر نصب ہیں، جن کے اوصاف کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے، جو شخص اس کی تحقیقات کرنا چاہے، تو یہ گھر ہندوستان میں معروف و مشہور ہے، اس کی تحقیق آسانی سے کر سکتا ہے۔

بعض اہل دانش اور محققین کا بیان ہے کہ انہوں نے بلخ میں نو بہار کے دروازے پر فارسی میں ایک کتبہ پڑھا ہے، جس میں لکھا ہے کہ بوذا سف کا مقولہ ہے کہ بادشاہوں کے دروازے تین اوصاف کے محتاج ہیں، عقل، صبر اور مال اور کسی نے اس کے نیچے عربی میں لکھا ہے کہ بوذا سف کا یہ قول غلط ہے، کیوں کہ جس میں ان تین باتوں میں سے ایک بات بھی ہوگی، وہ بادشاہوں کے دروازے پر کیوں جائے گا۔

ذکر بعض اهل الدراية والتنقيب
انه قرأ على باب النوبهار ببلخ كتاباً
بالفارسية ترجمته قال بوذا سف
ابواب المملوك تحتاج الى ثلاث
خصال عقل و صبر و مال و اذا تحته
بالعربية مكتوب كذب بوذا سف
بالواجب على الحر اذ كانت معه
واحدة من هذه الثلاث الخصال الا
يلزم باب السلطان۔

(ص ۴۹)



مطہر بن طاہر مقدسی

مطہر بن طاہر مقدسی بیت المقدس کے ایک فاضل عرب فلسفی گزرے ہیں، علم کلام اور فن تاریخ میں بھی کمال رکھتے تھے، ان کی تصنیفات میں ایک یادگار تصنیف کتاب المبداء والتاریخ ہے، جو ۱۸۹۹ء میں پیرس سے ۶ جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اس کی چوتھی جلد میں ہندوستان کے مذاہب کا بیان، سمندروں اور دریاؤں کے حالات اور بعض ملکی اور جغرافیائی خصوصیات بھی تحریر کی گئی ہیں، افسوس کہ مطہر مقدسی کے مزید حالات نہ معلوم ہو سکے، تاہم ان کا زمانہ چوتھی صدی ہجری کا وسط ہے۔



البدء والتاریخ

جلد رابع

برہمنوں کے دین کا بیان

کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ ہندوستان میں نو سو فرقے ہیں، ان میں سے صرف ۹۹ کا حال معلوم ہے، جو ۳۲ مذاہب پر مشتمل ہیں، جن کی چار شکلیں ہیں، ان کی بھی اصل اور مولیٰ تقسیمیں دو ہیں، برہمنی اور سمنی، سمنی ہی تعطیل (۲) کے قائل ہیں۔

ذکر ادیان البراہمة

وفد ذکر قوم ان فی الہند تسع مائة ملة مختلفة و ان الذی عرف منها تسعة و تسعون ضرباً یجمع ذالک انسان و اربعون مذہباً مدارها علی اربعة اوجه ثم یرجع الی اسمین البراہمة و السمنیة (۱) فالسمنیة ہی التی معطد۔

برہمنی مذہب والوں کی تین قسمیں ہیں، ایک فرقہ تو حید اور جزاوسز کا قائل ہے، مگر رسالت کا منکر ہے، دوسرا فرقہ تناخ (آواگون) کے اصول پر جزاوسز کا قائل مگر تو حید اور رسالت کا قائل نہیں، یہ ان کے مذہب کا مجمل حال ہے۔

و البراہمة ثلاثة اصناف صنف منهم یقولون بالتوحید و الثواب و العقاب و یبطلون الرسالة و صنف یقولون سالتواب و العقاب علی التناسخ و یبطلون التوحید و الرسالة ہذا جملة دینہم۔ (ص ۹-۱۰)

(۱) سمنیہ عربوں میں بودھ مت والوں کا نام تھا (۲) تعطیل یعنی یا تو خدا کے قائل نہیں یا بے اختیار خدا کے قائل ہیں۔ (ض)

علم و فن اور ادب و اخلاق کے اعتبار سے ان میں ریاضی، جوتش، طبابت، موسیقی، رقص، سرود، بہادری، شعبد بازی، کرتب اور نظر بندی کے اعمال اور جنگی علوم کا چرچا ہے، وہ خیالات کی پاکیزگی، وہم کے موثر ہونے، نظر لگنے، جادو و سحر، جھاڑ پھونک، بارش اور سردی لا دینے، اس کے روک دینے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دینے کے مدعی ہیں، نیز تندرستی کی حفاظت، بڑھاپے کے انسداد، قوت و ذہانت بڑھا دینے، مردوں کے دوبارہ اپنے پاس لوٹ آنے (آواگون) کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔

ان کے شرائع و قوانین مختلف ہیں، اس لیے کہ ان کی مملکت وسیع اور ملک بڑا ہے اور دین کے اختلاف میں قوانین اور شریعت کا اختلاف ضروری ہے، (اس سلسلہ میں) ہم کو معلوم ہوا ہے کہ وہ مقدمات میں قسم اور گواہی لینے میں ایک لوہا گرم (۱) کرتے ہیں اور جب وہ خوب گرم اور سرخ ہو جاتا ہے تو مجرم سے اسے چاٹنے کے لیے کہا جاتا ہے، ان کا خیال ہے کہ اگر وہ جھوٹا اور ناحق پر ہوتا ہے تو اس کی زبان جل جاتی ہے، لیکن اگر سچا اور حق پر ہوتا ہے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا، ان

فاما آدابہم و اخلاقہم ففیہم الحساب والنجوم والطب واللہو والمعازف والرقص والخفة والشجاعة والشعبذة وعمل النیرنجات و علم الحروب ویدعون صفاء الفکر و نفاذ الوہم والاخذ بالعیون و اظہار التخیلات و الرقا والاتیان بالمطر و البرد و حبسہ و تحویلہ من مکان الی مکان و یدعون حفظ الصحة و منع الشیب و الزیادة فی القوة والذہن و رجوع الموتی الیہم - (ص - ۱)

اما شرائعہم فمختلفة لاتساع بلادہم و تفاوت اقطارہم واختلاف الدین یوجب اختلاف الشرائع فالذی بلغنا ان ایمانہم فی حدیدة یجمعونہا حتی اذا بلغت غایتها الحمی و الحسرة امروا المنکر ان یلحمہا قالوا فان کان کاذباً مبطلا احترق لسانہ و ان کان صادقاً محقاً لم یضرہو منہم فرقة یغسلون الزیت فی برمة من حدید و یقذفون فیہا حدیدة و یامرون المنکر ان یدخل یدہ فیستخرج الحدیدة

لوگوں کے ایک اور فرقہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ لوہے کے کسی برتن میں تیل کھلاتے ہیں اور اس میں لوہے کا ٹکڑا ڈال کر ملزم سے نکالنے کے لیے کہتے ہیں، اگر وہ جھوٹا ہے تو نکالنے میں اس کا ہاتھ جل جاتا ہے اور اگر سچا ہے تو ہاتھ نہیں جلتا۔

چوروں، رہزنوں اور بچوں کو پکڑ لے جانے والے لوگوں کو سزا دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ان کو پکڑنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو انہیں آگ میں جلا دیتے ہیں، بعض فرقوں میں اس قسم کے مجرموں کی سزا پھانسی ہے، پھانسی دینے کے لیے لکڑی کا سرائیز اور نوکیلا کر کے اسے سرین میں چبھا دیتے ہیں، اس مذہب کے ماننے والوں کے نزدیک مسلمان ناپاک (طہج) ہیں، وہ انہیں اور ان کی چھوئی ہوئی چیزوں کو نہیں چھوتے، گائے کا گوشت ان کے یہاں بالکل حرام ہے، وہ اُسے ماؤں کی طرح محترم سمجھتے ہیں، گائے ذبح کرنے والے کی سزا قتل ہے اور یہ جرم معاف نہیں ہو سکتا، نسل کی افزائش کے لیے ان کے یہاں بن بیاہے لوگوں کے لیے زنا جائز ہے، لیکن شادی شدہ لوگ اگر زنا کریں تو انہیں سزا دی جاتی ہے، جب کوئی شخص

قالوا و ان كان كاذباً احترقت يده، و ان كان صادقاً لم يضره۔

(ض ۱۰-۱۱)

و عقوبة السارق و القاطع و سائر و رادبهم اذا ظفروا بهم ان يحرقوا بالنار و منهم من يصلبهم و صلبهم ان يحد رأس الخشب ثم يسلكه في مقعد المصلوب و المسلمون عندهم نجس لا يمسونهم ولا يمسون ما يمسونه و لحم البقر عندهم حرام و حرمة البقر عندهم كحرمة امهاتهم و جزاء من ذبح البقرة القتل لا يعفى عنه و الزنا حلال عندهم للعذاب لثلا ينقص النسل و يتعاقب المحصن منهم اذا زنا و من ارتد منهم اذا سباه المسلمون لم يقتلوه حتى يزكوه و يطهروه ان تحلق كل شعرة عليه من راسه و جلده ثم يجمع ابوال بقر و اخشاؤها و سمنها و لبنها يسقى منها اباما ثم يذهب به الى البقرة فيسجد لها و لا ينكحون في

مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو جانے کی وجہ سے اپنا مذہب بدل دیتا ہے اور پھر اس میں واپس جانا چاہتا ہے تو بغیر اس کو پراشٹ (پاک) کئے ہوئے قتل نہیں کرتے، اس کا قاعدہ یہ ہے کہ سر اور جسم کے سب بال منڈوا دیئے جاتے ہیں، پھر گائے کا پیشاب، گوبر، گھی اور دودھ جمع کر کے اسے چند دنوں تک پلایا جاتا ہے، پھر گائے کے پاس لے جا کر تجدہ کرایا جاتا ہے، وہ عزیزوں اور قرابت داروں میں قطعاً شادی بیاہ نہیں کرتے، لواطت کی سزا ان کے یہاں قتل ہے، برہمنوں کے نزدیک شراب نوشی اور ذبیحہ حرام ہے، ان کے یہاں ہر ہر فرقے کے معاشرتی طریقے جدا جدا اور مختلف ہیں۔

موحد برہمنوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتہ کو بشر کی صورت میں ان کے یہاں مبعوث کیا تھا، جس کا نام ناشد تھا، اس کے چار ہاتھ تھے، ایک ہاتھ میں تلوار، دوسرے میں زرہ کا ہتھیار، تیسرے میں ایک ہتھیار جسے ”شکرتہ“ کہا جاتا ہے، جو زرہ ہی کی طرح ہوتا ہے اور چوتھے میں ماگ تھی، اور دو لمبی گردن کی گھوڑی پر سوار تھا، اس کے ۱۲ سر تھے، ایک سر انسان کا، دوسرا گھوڑے کا، تیسرا شیر کا، چوتھا تیل، پانچواں گدھ، چھٹا ہاتھی اور

الاقارب البتة و عقوبة اللواط عندہم القتل و شرب الخمر عند البراہمة حرام و كذلك ذبیحة اهل ملتہم و لكل قوم منہم ملة و شریعة يتعاملون علیہا و يتعایشون بہا۔ (ص ۱۱-۱۲)

زعمت الموحدة من البراہمة ان اللہ عز و جل بعث الیہم ملکا من الملائكة بالرسالة فی صورة بشر اسمہ ناشد لہ اربع اید فی احدی یدیه سیف و فی الاخری شكة الدرع و فی الثالثة سلاح یقال لہ شکرتہ علی ہیأة حلقته و فی الرابعة و هو راكب علی العنقاء و لہ اثنا عشر رأسا رأس انسان و رأس فرس و رأس اسد و رأس ثور و رأس

ساتواں سور کا تھا، اسی طرح تمام سروں کو لوگوں نے شمار کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے ان کو آگ کی پوجا اور تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کو بلندی، روشنی، زیبائی اور تابناکی عطا کر کے معزز بنا دیا ہے اور اس میں دنیا کے فائدہ کے اسباب مہیا کئے ہیں، (اس پیغمبر نے ہمیں قتل اور شراب سے روکا ہے اور زنا ہمارے لیے جائز قرار دیا ہے اور گایوں کے بت بنا کر پوجہ کرنے کی تعلیم دی ہے اور تاکید کی ہے کہ دریائے گنگا کو پار نہ کریں، کیوں کہ گنگا پار جانے والے برہمن کا کوئی دھرم نہیں رہ جاتا، جو لوگ پہلے سے اس مذہب کو مانتے ہیں، ان میں اور اس کی اولاد میں یہ مذہب محدود ہوگا، دوسرے لوگوں کو اس دھرم میں شامل کرنا جائز نہیں، اس فرقہ کا نام ناشدیہ ہے۔

ان کے ایک فرقہ کا نام بہا بھوڈیہ ہے، اس کا عقیدہ ہے کہ اس کے پیغمبر بہا بھوڈ نامی فرشتہ تھے اور انسان کے لباس میں مبعوث ہوئے تھے، وہ ایک بتل پر سوار رہتے تھے اور ان کے سر پر مردوں کی ہڈیوں کا تاج، گلے میں کھوپڑیوں کی مالا، ایک ہاتھ میں ایک کھوپڑی اور دوسرے میں ایک چھوٹا نیزہ تھا، اس پیغمبر

نسر و رأس فیل و رأس خنزیر حتیٰ عدوہا قالوا امرنا بتعظیم النار التي عظمها الله عز وجل بالنساء و الرفعة و البسها الضياء و البهاء و النور و جعلها سبباً لمنافع الدنيا و نهانا عن القتل و شرب الخمر و اباح لنا الزنا و امر بعبادة البقر و ان نتخذ صنما علیٰ مثاله نعبدہ و امرنا ان لا نجوز نہر کنک فانہ لا دین لمن جاوزہ من البراہمۃ و ان الدین حسب لمن قبلہ و لذریئہ من بعدہ و لا یجوز لمن لم یکن منهم الدخول فی دینہ و اسم هذه الفرقة الناشدۃ۔

(ص ۱۲-۱۳)

و منهم البہا بھوڈیہ زعموا ان رسولہم ملک یقال لہ بہا بھوڈ اتاہم فی صورۃ بشر و ہو راکب علیٰ ثور و علیٰ راسہ اکلیل من عظام الموتی متقلد لقلادۃ من اقحاف الرؤس و فی احدی بدیہ قحف و فی الاخری مزارق فامرہم بعبادۃ اللہ عز و جل و

نے ان کو اللہ تعالیٰ کی پرستش اور اس کا بت بنا کر اس کی پوجا کرنے کی تعلیم دی، تاکہ یہ بت دربار الہی میں ان کے لیے ذریعہ اور وسیلہ بن سکیں، اسی پیغمبر نے یہ بھی بتایا ہے کہ ساری چیزیں خدا کی بنائی ہوئی ہیں، اسی لیے کسی چیز سے نفرت نہیں کرنی چاہئے، ان کا ایک اور فرقہ کابالیہ ہے جو سمجھتا ہے کہ اس کے پیغمبر ”شیب“ بھی فرشتہ اور انسانی شکل و صورت میں آئے تھے، ان کے سر پر اون کی ٹوپی تھی، جس میں انسانی کھوپڑی کی چار ہڈیاں لٹکی ہوئی تھیں، انہوں نے اس فرقہ کو انسان کے آگے تناسل کی شکل کا ایک بت بنا کر اس کی تعظیم و عبادت کا حکم دیا، کیوں کہ دنیا میں نسل کا اصلی ذریعہ یہی ہے۔

دامانیہ اور داوینیہ بھی ایک فرقہ کا نام ہے، یہ لوگ توحید کی طرح رسالت کو بھی مانتے ہیں، باقی جو لوگ خدا کو مانتے اور رسولوں کا انکار کرتے ہیں، ان میں سے بعض قسم کے لوگ رشتیہ (۱) کہلاتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو طویل مراقبہ اور دھیان کر کے اپنے ظاہری حواس کو بے کار کر دیتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ جس قدر اپنے کو (دنیوی آلودگیوں مادیت)

ان يتخذوا علىٰ مثاله صنماً يعبدونه فيكون و سيلتهم اليه و ان لا يعافوا شيئاً من الاشياء فان الاشياء كلها من صنع الله عز و جل و منهم الكابالية يزعمون ان رسولهم ملك يقال له شيب اتاهم في صورة بشر علىٰ رأسه قلنسوة من بسد مخيط عليها صفائح من اقحاف رؤس الناس فامرهم ان يتخذوا صنماً علىٰ مثال ذكر الانسان و يعظموه و يعبدوه فان الذكر سبب النسل في العالم۔ (ص ۱۳-۱۴)

و منهم الدامانية والداوننية هؤلاء الذين يقرون مع التوحيد بالرسالة فاما الذين يثبتون الخالق و ينفون الرسل فاضاف منهم الرشتية و هم اصحاب الفكر الذين يعطلون حواسهم بطول فكرهم و يزعمون انهم اذا اخذوا انفسهم بشدة التبرء و التخلي تجلت لهم الملائكة و يلطفونهم و استفادوا (۱) یعنی رشتی۔

منہم و هؤلاء ما ياكلون الالبان و
للحمان و ما لمستہ النار غير النبات و
الثمار مغمضة عيونہم عامة دهرہم
لمحة افكارہم يزعمون انہم يدرکون
بہا ما يريدون من مغلر و رباح و قتل
و نزول طير و اجابة دعوة۔

(ص ۱۴-۱۵)

و منہم المصفدة قوم یصفدون
اور شاطہم الی ظہورہم بالحد ید قالوا
لشلا ینشق بطونہم من غلبة الفکر و
کثرة العلم و منها مہاکلیہ لہم صنم
یقال لہ مہا کال علی ظہرہ جلد فیل
یقطر منہ الدم و اذناہ مثقوبتان و علی
رأسہ اکلیل و من عظام القحف یحجون
الیہ و یقصلونہ لطالب حوائجہم و
یزعمون انہ یقضیہا لہم و منہم الشہکیہ
قوم لہم صنم علی صورة امراة یقال ان لہا
الف ید فی کل ید اضرب من السلاح
ولہم عندہ عید اذا دخلت الشمس
المیزان فیقربون قرابین من الجوامیس و
الابل و الغنم و یقربون عبیدہم و امائہم

سے الگ رکھیں گے اسی قدر ان پر ملائکہ کے
انوار و الطاف اور تجلیات کا فیضان ہوگا (یعنی
روحانیت سے قریب تر ہوں گے) یہ لوگ
دودھ، گوشت اور آگ سے پکی ہوئی چیزیں
نہیں کھاتے اور صرف ہنری (نباتات) اور
پھل کھاتے ہیں اور ہمیشہ گیان دھیان میں
اپنی آنکھیں بند رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ اس
سے وہ بارش، ہوا، قتل، ٹونا وغیرہ سے
متعلق جو کچھ چاہتے ہیں وہ پورا ہو جاتا ہے۔

مصفدہ وہ فرقہ ہے جو لوہے میں اپنی کمر
اور پشت کو اس لیے جکڑ دیتا ہے کہ علم و فکر کی
زیادتی کی وجہ سے اس کا پیٹ نہ پھٹ جائے،
ان کے ایک فرقہ کا نام مہاکلیہ ہے اور اس
کے دیوتا کا نام مہاکالی ہے، اس کی پشت پر
ہاتھی کی کھال ہوتی ہے، جس سے خون نچکتا
رہتا ہے، اس کے دونوں کان چھدے اور سر
پر کھونپڑی کی ہڈیوں کا تاج ہے، لوگ اس کی
زیارت کرتے اور یا تارا کرتے ہیں اور اپنی
ضرورتیں پوری کرانے کے لیے اس کے پاس
آتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ضرورتیں پوری کر دیتا
ہے، ان کا ایک اور فرقہ تہکیہ ہے جن کا دیوتا
نورت کی شکل کا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے
ایک ہزار ہاتھ ہیں اور ہر ہاتھ میں کسی قسم کا ایک

ایک ہتھیار ہے اور اس کے استھان پر ان کا ایک میلہ اس وقت ہوتا ہے جب سورج میزان میں داخل ہوتا ہے، اس موقع پر وہ لوگ بھینسوں، اونٹوں، لونڈیوں اور عام لوگوں کی بھی قربانیاں کر ڈالتے ہیں، اسی لیے اس زمانہ میں کمزور ناتواں قسم کے لوگ اس اندیشہ سے چھپے چھپے رہتے ہیں کہ مبادا دیوتا ان کے قتل کا فرمان نہ صادر کر دے۔

ان کا ایک فرقہ جلیہکیہ (۱) بھی ہے جو پانی کی پوجا کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کے ساتھ فرشتہ ہوتا ہے اور وہی ہر چیز کی پیدائش، نشوونما، زندگی اور ہر پائی کی اصل و بنیاد ہے، ایک اور فرقہ اکھوٹریہ (۲) آگ کی پوجا کرتا ہے، جو بہت بڑا عنصر ہے، یہ لوگ اپنے مردوں کو اس لیے نہیں جلاتے کہ اس سے آگ ناپاک ہو جائے گی، کچھ لوگ سورج، کچھ تیندوے اور کچھ اپنے بادشاہوں کی پوجا کرتے ہیں، ان تمام فرقوں میں سے ہر ایک کا جدا جدا مذہب، الگ الگ دعویٰ اور رائے ہیں، ان سب کو بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ بدن کو جلا ڈالنے سے اور آگ میں جھونک دینے سے اسے نجات

و یقاتلون الناس قرباناً له حتی ان الضعفی یتوارون فی تلك الیام مخافة ان یکون الصنم یامر و یاذن بقتلهم۔ (ص ۱۵)

و منهم الجلهکیة یعبدون الماء یزعمون ان معه ملکا و انه اصل کل نشؤ و نماء و حیاة و عمارة و طهارة و منهم الاکنهو طریة یعبدون النار و هم اعظم العناصر و لا یحرقون موتاهم لئلا ینجس النار و منهم قوم یعبدون الشمس و قوم یعبدون الفهد و قوم یعبدون ملوکهم و لكل واحد منهم مذهب و رأی و دعوی و لا فائدة فی ذکرها۔ (ص ۱۵-۱۶)

یزعمون ان فی ذالك نجاة لها و خلاصاً الی حیوة الابد فی الجنة و منهم

(۱) جل بھکتیہ یعنی جل بھکت۔ (۲) یعنی اگن ہوتری۔

اور رہائی مل جائے گی اور ابدی و اخروی زندگی میں وہ جنت میں داخل ہوگا، چنانچہ بعض لوگ خندق اور گڈھے کھود کر اس میں رنگ، تیل اور خوشبو ملا کر آگ بھڑکاتے ہیں، پھر اس کے قریب آتے ہیں اور ارد گرد چنگ و طبل بجانے والے کہتے جاتے ہیں، بشارت اور کامیابی ہو اس جان کے لیے جو دھوئیں کے ساتھ جنت کا رخ کر رہی ہے اور وہ (آگ میں جلنے والا) اپنے دل میں کہتا ہے، یہ قربانی مقبول ہونی چاہئے، پھر مشرق، مغرب، شمال اور جنوب ہر طرف سجدہ کرنے کے بعد اپنے کو آگ میں جھونک کر جلا ڈالتا ہے۔

بعض لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ گائے کا گوشت جمع کرتے ہیں اور اس کے بیچ میں نصف پنڈلی داخل کر کے آگ جلا دیتے ہیں اور برابر اس میں کھڑے رہتے ہیں، یہاں تک کہ آگ میں جل جاتے ہیں، بعض لوگ اپنے سر پر گول (۱) کے گوند کا تاج رکھ کر آگ بھڑکاتے ہیں، یہاں تک کہ دماغ اور آنکھیں پگھل کر بہہ جاتی ہیں، بعض لوگ بڑے بڑے پتھر گرم کر کے یکے بعد دیگرے پیٹ پر ایک ایک پتھر رکھتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ

من یحفر له اخلود و یجمع فیہ الالوان و الارہان و الطیب و یوقد علیہ ثم یجئ و حولہ المعازف بالصنوج الطبول التي تعلقو الی الجنة مع الدخان و هو یقول فی نفسہ لیکن هذا القربان مقبولاً ثم یسجد نحو المشرق و المغرب و الشمال و الجنوب و یرمی بنفسہ فی النار یحترق۔ (ص ۱۶)

و منهم من یجمع له احشاء و البقر فیقف فی وسطہ الی انصاف ساقیہ و تشعل فیہ النار ولم یزل واقفا حتی تاتئ النار الیہ و یحترق فیہا و منهم من یوضع علی رأسہ اکیل من المقل و یوقد حتی یسبل دماغہ و حدقتاہ و منهم من یحمی له الصخور فلا یزال یصع علی جوفہ صخرة بعد صخرة حتی یرج امعاؤہ و منهم من اخذ مدیة و یقطع من فخذہ و سافہ

(۱) سفلی گول اور توند دونوں کو کہتے ہیں، ہندو خوشبو کے لیے اسے جلاتے ہیں۔ (ض)

آنتیں باہر آ جاتی ہیں، بعض لوگ (اسی حالت میں) چھری لے کر اپنی رانوں اور پنڈلیوں سے ایک ایک ٹکڑا گوشت کاٹ کر آگ میں ڈالتے جاتے ہیں اور ان کے پنڈت اور عالم وہیں کھڑے ہو کر ان کی تعریف و توصیف کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ مر جاتے ہیں۔

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کسی دریا کے کنارے گڑھا کھود کر اس میں آگ جلاتے ہیں، اس کے بعد برابر آگ سے پانی اور پانی سے آگ میں کودتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ ان کی جان ختم ہو جاتی ہے، اگر وہ آگ کے گڑھے اور دریا کے تپ میں مر جاتا ہے تو اس کے گھر والے نالہ و شیون کرتے اور غمگین ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پر جنت حرام ہو گئی، لیکن اگر پانی یا آگ کے اندر مر جاتا تو سمجھتے ہیں کہ جنت میں داخل ہوگا۔

بعض لوگ بھوکے رہتے ہیں اور کھانا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ ان کے ظاہری حواس بیکار ہو جائیں، اس طرح وہ بالکل سوکھ کر ختم ہو جاتے ہیں، کچھ لوگ ادھر ادھر (بھوکے پیاسے) زمین میں پھرتے ہیں اور مر جاتے ہیں، ان کے یہاں ایک بلند و بالا پہاڑ ہے، اس کی چڑی میں ایک بت نصب ہے جو اپنا ایک

خصلۃ خصلۃ و یلقیہا فی النار و علماؤہم و قوفاً حولہ یمدحونہ و یرکونہ حتی یموت۔

(ص ۱۶-۱۷)

و منهم من یحفر لہ حفرة بجنب نہر و یوقد فیہا و لا یزال یشب فی النار من الماء و من النار الی الماء الی ان تزہق نفسہ فان مات فیما بینہما جزع اہلہ و حزنوا و قالوا حرم علیہ الجنة و ان مات فی الماء او فی النار شہدوا لہ بالجنة۔

(ص ۱۷)

و منهم قوم یرزقون انفسہم بالجوع فیمسکون عن الطعام حتی تبطل حواس احدہم فیصیر مثل الحشفۃ و التسن البالی ثم یجسدو منهم من یموت فی الارض حتی یموت ولہم جبل شامخ فی اصلہ صنم قد اشار باحدی یدیہ الی ربہ فقر بین یدیہ

و وضع يده الاخرى على نحره والى جانبه رجل قاعد على كرسي حوله اصحابه يقرؤون فى كتاب طوبى لمن سلك هذا السبيل الذى اشار اليه هذا الصنم فانه يؤدى الى الجنة وقد ضمن الصنم ذلك فيركبون ردعهم حتى يموتوا ولهم جبل آخر تحته شجرة من حديد لها اغصان كالسفافيد وعندها رجل يده كتاب يقرأ فيه طوبى لمن ارتقى هذا الجبل وحاذى هذه الشجرة ثم بعج بطنه و اخرج امعاءه فامسكها باسنانه ثم خر على هذه الشجرة ليبقى خالداً و مخلداً فى الجنة تحتطفه الحور العين قبل وصوله الى الشجرة فيتسارع اليه قوم فيخرقون امعائهم و يركبون على الشجرة۔

(ص ۱۷-۱۸)

ہاتھ خدا کی طرف اٹھائے ہوئے ہے اور دوسرا سینہ پر رکھے ہوئے ہے، اس کے پہلو میں ایک آدمی کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے پاس لوگ ایک کتاب پڑھتے ہیں کہ اس شخص کے لیے خوشخبری اور بشارت ہے جو اس بت کی بتائی ہوئی راہ پر چلتا ہے، جو جنت کو لے جانے والی ہے اور بت اس کا ضامن ہے اور لوگ اپنا گلا گھونٹ کر مر جاتے ہیں، ان کا ایک اور پہاڑ ہے، اس کے نیچے لوہے کا بنا ہوا ایک درخت ہے، جس کی شاخیں کباب بھونے کی سیخوں کی طرح ہیں، یہاں ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ایک کتاب لیے یہ پڑھتا رہتا ہے کہ خوشخبری ان لوگوں کے لیے ہے جو اس پہاڑ پر چڑھ کر درخت کے سامنے اپنا پیٹ پھاڑ کر آنتیں نکالیں اور انہیں دانتوں میں دبا کر اس درخت پر گر پڑیں تاکہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں اور حوریں درخت پر پہنچنے سے پہلے ہی انہیں اچک لیں، (یہ مژدہ جاں نذاں کر) کچھ لوگ بڑھتے ہیں اور اپنی آنتیں چاک کر کے اوندھے منہ درخت پر گر پڑتے ہیں۔

بعض اشخاص کسی تہوار کے دن گنگا کے کنارے آتے ہیں، وہاں جو پجاری رہتے

و منهم قوم يجيئون الى نهر كنك فى يوم عيد لهم و يجيئ السدنة

فیقطعونہم بنصفین و یطرحونہم فی النہر و یزعمون انہ یخرج الی الجنة و منہم من یرمی نفسہ بالحجارة و منہم من یقعد عریاناً حتی یاتی طیر فیقطع لحمہ و یاکلہ۔ (ص ۱۹)

و کل من لا یومن بالرسالة و الآخرة فانہ یومن بالثواب و العقاب فی الانتقال و التناسخ و اعتل عبدة الاصنام بان الباری جل جلالہ فی النہایة القصوی فی کل ما یدرک و یعلم و یحس و یوصف و لا بد لکل متقرب الی من یعظمہ و یعبدہ اذا کان غائباً عن حواسہ من واسطۃ و وسیلۃ فجعلنا ہذہ المتوسطات من الاجرام العلویۃ و السفلیۃ الی عبادتہ و قربتہ لہدیہ و ہکذا قالت العرب ”ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی“ و قرأت فی کتاب المسالک ان السمنیۃ فرقتان فرقة یزعم ان البد کان نبیا مرسلًا و فرقة یزعم ان البد ہو ”مارى ترہا لئاس فی تلك الصورة۔

ہیں وہ انہیں دو ٹکڑے کر کے دریا میں پھینک دیتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ اس طرح جنت میں پہنچ جاتے ہیں، بعض لوگ پتھروں پر گر کر جان دے دیتے ہیں اور بعض ننگے بدن بیٹھے رہتے ہیں، یہاں تک کہ ایک چڑیا آتی ہے اور ان کا گوشت کاٹ کر کھانے لگتی ہے۔

جو لوگ رسالت اور قیامت پر یقین نہیں رکھتے، وہ بھی آواگون اور تناخ کے ذریعہ جزا و سزا کو مانتے ہیں اور بت پرست (اپنی بت پرستی) کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات علم، ادراک، احساس اور توصیف سے ماوراء ہے اور جس ذات کی عبادت کی جاتی ہے جب وہ حواس کے دائرہ سے باہر ہو تو اس سے تقرب کے لیے کوئی واسطہ اور وسیلہ چاہئے، اس لیے ہم نے اس کی عبادت اور قربت حاصل کرنے کے لیے اجرام علویہ اور سفلیہ کے ان درمیانی واسطوں کو اختیار کیا ہے، یہی بات اہل عرب بھی کہا کرتے تھے کہ ہم (دیوتاؤں کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا سے قریب کر دیں گے) میں نے کتاب المسالک (۱) میں پڑھا ہے کہ سمنیہ کے دو فرقے ہیں، ایک فرقہ کا عقیدہ ہے

(۱) معلوم نہیں اس سے کون کتاب مراد ہے، ابن خرداذبہ کی جس کتاب کا ذکر ہوا ہے، وہ متصود نہیں۔ (ض)

(ص ۱۹)

کہ بدھ خدا کا فرستادہ تھا، دوسرا کہتا ہے کہ بدھ ہی خدا تھا اور اس لباس میں دنیا میں ظاہر ہوا تھا۔

ہندوستان (۱) میں سردی اور گرمی دونوں پڑتی ہیں، اس کی سرحد کشمیر سے شروع ہوتی ہے، اور وہ ۴۵ بڑے مشہور شہروں پر مشتمل ہے، جن سے متعلق قصبات اور چھوٹے شہر اور ان کے ماتحت بہت سے گاؤں اور بستیاں ہیں، ان میں پہاڑ، گھاٹیاں اور صحرا وغیرہ ہیں جو راجہ کے لیے مخصوص ہیں اور عوام صرف لگان پر کھیتی باڑی کرتے ہیں، لوگوں کا بیان ہے کہ اس ملک میں شراب فروشوں کے یہاں ساٹھ ہزار ساقی لڑکیاں رہتی ہیں، جن کا کام یہ ہے کہ جب راجہ چوگان کھیلنا چاہے تو وہ میدان میں جھاڑ دیں اور پانی چھڑکیں، یہاں کے لوگ برہمنی مذہب کے قائل اور لمبے لمبے بال رکھتے ہیں، آب و ہوا کی ٹھنڈک کی وجہ سے ان کا رنگ گورا ہوتا ہے، نجوم، طب اور جادو وغیرہ کا ان میں رواج ہے۔

و اما الهند فضرود و جروم و اولها قشمير و هي خمسة و اربعون مصرا ممصرة كل مصر تشتمل على حدود و مدن و كل مدينة لها سواد و قري و منها جبال و شعاب و مفاوز و كل ذلك للملك خاصة و الناس حراثوه و اكرته قالوا و في الملك للخمارين ستون الف جارية حانية و موظف عليهم ان يكنسوا الميدان و يرشوه اذا اراد الملك الضرب بالصلوحة و دينهم البرهمية و زيهم تطويل الشعر الغالب عليهم البياض لبرد هوائهم و فيهم علم النجوم و الطب و شعبذة و السحر۔

دریا، چشمے، نہریں اور کنویں بھی ان کے یہاں ہیں اور قسم قسم کے مویشی، چڑیاں، رنگ برنگ کی غذا میں اور پھل وغیرہ بہت ہوتے

و لهم الانهار و العيون و القنئ و الآبار و عندهم من اصناف الدواب و الطير و الالوان من الاطعمة و الثمار

(۱) مصنف نے اس سے پہلے بحر ہند، گنگا، سندھ اور بعض دوسرے دریاؤں کا ذکر کیا تھا، لیکن اس میں کوئی جدت اور اضافہ نظر نہیں آیا، اس لیے اسے قلم انداز کر دیا گیا۔ (ن)

ہیں، ہندوستان کے گرم خطوں میں جزیرے اور ساحل ہیں جو چین سے ملے ہوئے ہیں۔

بڑے اور مشہور شہروں میں قنوج، قندھار، سرندیپ اور سندان ہیں، ایک ہزار تین سو ستر آباد جزیرے ہیں، جن میں ساحلوں کے علاوہ شہر اور گاؤں وغیرہ بھی ہیں۔

ہندوستان تیس بارش گرمیوں میں ہوتی ہے اور جاڑوں میں نہیں ہوتی، عموماً چاول اور مکئی کھاتے ہیں، پانی ان گڑھوں کا پیتے ہیں جنہیں وہ تالاب کہتے ہیں، ان میں بارش کا پانی اکٹھا ہوتا ہے، لیکن کنیر سے زیادہ اچھے پھل کہیں اور نہیں ہوتے، وہاں کے باشندوں کا رنگ گندمی اور زرد ہوتا ہے، ان کا مذہب برہمنی یا سکھ ہے، ہندوستان کے سب سے بڑے راجہ کو باہرا کہتے ہیں، جس کے معنی شہنشاہ (مہاراجہ) ہیں اور جزیروں کے راجہ ایک دوسرے کی اطاعت نہیں کرتے، (سب خود مختار ہیں اور کسی کے ماتحت نہیں ہیں۔

کتاب المسالك میں ہے کہ ہندوستان کے کسی جزیرہ میں نہایت قد آور قوم رہتی ہیں اس قوم کے ایک ایک آدمی کا قدم (پیر) ایک ہاتھ ہوتا ہے، یہ لوگ مردم خور ہیں۔

واما جروم الهند فجزائر و سواحل حتى تتصل بارض الصين۔

فمن مدنہا الکبار قنوج و قندھار و سرندیپ و سندان الف و ثلاث مائة و سبعون جزيرة عامرة فيها المدن والقرى غير السواحل۔

والهند يمطرون في الصيف و لا يمطرون في الشتاء و عامة طعامهم الارز و الذرة و مشاربهم من يجتمع فيها ماء المطر يسمونها تلاج و ليس عندهم من الفواكه ما لاهل قشيمير والغالب عليهم السمرة والصفرة و دينهم البرهمية و السمنية و ملكهم الاعظم يقال له بلهرا تفسيره ملك الملوك و ان في الجزائر ملوك لا يطيع بعضهم بعضاً۔

(ص ۶۳)

و فی کتاب المسالك ان فی جزيرة من جزائر الهند قوماً عظام الاجسام قدم احدہم فراع یا کلون الناس۔ (ص ۹۷)



اصطخری

اس کا نام ابراہیم بن محمد، کنیت ابو اسحاق اور ایران کے شہر اصطخر کی نسبت سے اصطخری مشہور تھا، یہ بھی ایک جغرافیہ نویس اور سیاح تھا اور ایشیا کے اکثر ملکوں کی اس نے سیر و سیاحت کی تھی اور ہندوستان بھی ۳۴۰ھ (مطابق ۹۵۱ء) میں آیا تھا اور یہیں اس کی ملاقات اس کے ہم عصر سیاح ابن حوقل سے ہوئی تھی، جغرافیہ میں اس کی دو کتابیں ہیں، کتاب الاقالیم اور مسالک الممالک، پہلی کتاب ۱۸۳۹ء میں گوٹھا میں جرمن عالم ڈاکٹر مولر (Muller) کے اہتمام میں شائع ہوئی ہے، اس میں دوسرے ملکوں اور شہروں کی طرح سندھ کا بھی نقشہ ہے اور دوسری کتاب ۱۸۶۰ء میں لیڈن سے شائع ہوئی ہے اور یہی ہمارے پیش نظر ہے، اس میں نقشے تو نہیں ہیں لیکن ملکوں کے مفصل حالات اور عرب و ایران کے بعد ما وراء النہر، کابلستان، سندھ اور ہندوستان کا بھی ذکر ہے، اس کی پیدائش اور وفات کا سنہ تو نہیں معلوم ہو سکا، لیکن وہ چوتھی صدی ہجری کے وسط میں موجود تھا۔



مسالك الممالك

ہندوستان کا رقبہ لمبائی میں مکران کی عملداری سے لے کر منصورہ، بدھ، بشمول علاقہ سندھ، قنوج اور پھر تبت تک پھیلا ہوا ہے، جو تقریباً ۴۴ مہینے کی مسافت ہے اور چوڑائی میں اس کا رقبہ بحر فارس سے قنوج تک چلا گیا ہے جو تقریباً تین مہینے کی مسافت ہے۔

و اما ارض الهند فان طولها من عمل مکران فی ارض المنصورة والبدهة و سائر بلاد السند الى ان تنتهي الى قنوج ثم تجوزه الى ارض التبت نحو من اربعة اشهر و عرضاً من بحر فارس على ارض قنوج نحو من ثلاثة اشهر۔ (ص ۱۱)

سندھ اور اس کے مضافات کے شہر جنہیں ہم نے ایک ہی نقشہ میں اکٹھا کیا ہے، وہ سندھ اور کچھ ہندوستان، نیز مکران، طوران اور بدھ کے شہر ہیں، اس ملک کے مشرق میں بحر فارس، مغرب میں کرمان، صحرائے بختان اور صوبہ بختان، شمال میں ہندوستان کے علاقے اور جنوب میں مکران اور قفص کا درمیانی صحرا ہے، اس صحرا کے پیچھے بحر فارس ہے جو ان شہروں کے مشرق اور مذکورہ صحرا کے پیچھے

و اما بلاد السند و ما یصاحبها مما قد جمعناه فی صورة واحدة فهي بلاد السند و شیء من بلاد الهند، مکران و طوران و البدهة و شرقی ذالک کله بحر فارس و غریبه کرمان و مفازة نخستان و اعمال سجستان و شمالیه بلاد هند و جنوبیه مفازة بین مکران و القفص و من ورائها بحر فارس و انما صار بحر فارس یحیط

(۱) اصطخری بحر ہند کو بحر فارس کے نام سے ذکر کرتا ہے اس کا بیان ہے کہ وہ ہندوستان کے مشرق میں ہے اس اعتبار سے یہاں قنوج سے سندھ مراد ہے، جو مغرب میں تھا۔ (ض)

جنوبی حصوں کو اس لیے گھیرے ہوئے ہے کہ وہ
چیمور سے مشرق کی طرف تیز مکران تک پھیلا
ہوا ہے، پھر اس صحرا کی طرف مڑ کر کرمان اور
فارس کو قوس و قزح یا کمان کی طرح اپنے
گھیرے میں لے لیتا ہے۔

سندھ کے مشہور شہروں میں منصورہ (اور
سندھی زبان میں اس کا برہمن آباد نام ہے)
دہلی، بیرون قالری، انری، بلری، مسوری،
بہرج، بانیہ، مخا بری (منہا پوری) سندوسان
اور رور ہیں، ہندوستان کے شہر قاہل، کھمبایت،
سوپارہ، سندان، چیمور، ملتان، چندر اور بسند
ہیں، ان علاقوں کے ان شہروں کے نام ہم کو
معلوم ہیں۔

کھمبایت سے راجہ بلہرا کے شہر چیمور
تک سب ہندوؤں کے شہر ہیں، مگر ان میں
کچھ مسلمانوں کی بھی آبادی ہے اور راجہ بلہرا
کی طرف سے کوئی مسلمان ہی ان کے معاملات
کا نگران ہوتا ہے، ان شہروں میں مسجدیں اور
جامع مسجدیں ہیں، جن میں نماز جمعہ ادا کی
جاتی ہے، بلہرا کی راجدھانی کا نام مہانگر
ہے، جہاں وہ رہتا ہے، اس کی سلطنت بہت
وسیع ہے۔

بشرقی ہندہ البلاد والجنوبی من وراء
ہندہ السندھ من اجل ان البحر يمتد من
صيمور على الشرقى الى نحو تيز مكران
ثم ينحرف على هذه المفازة الى ان
يتقوس على بلاد كرمان و فارس۔

اما مدن السند فانها المنصورة
واسمها بالسندية برهمنا باذو الدليل
والبيرون والقالري وانري وبلري
والسمسوري و البهرج و بانيه و
منحاهري و سندوسان و الرور و اما
مدن الهند۔ فہی قامہل و کنبایہ و
سویارہ و سندان و صیمور و المولتان
و چندر اور و بسند فہذہ من مدن
ہذہ البلاد انتی عرفناھا۔

و من کنبایہ الی صیمور من بلد
بلہرا بعض ملوک الہند و ہی بلاد
کفر الا ان ہذہ المدن فیہا
المسلمون و لا یلی علیہم من قبل
بلہرا الا مسلم و بها مساجد یجمع
فیہا الجمعات و مدینۃ بلہرا الی فیہا
مانکیر و لد مملکۃ عریضۃ۔

شہر منصورۃ ایک مربع میل لمبا چوڑا ہے،
 دریائے سندھ کی ایک غلیج اسے (ہر طرف
 سے) گھیرے ہوئے ہے، اس لیے وہ جزیرہ
 کی طرح ہو گیا ہے، یہاں کے باشندے
 مسلمان اور ان کا امیر ایک قریشی ہے، کہا جاتا
 ہے کہ وہ ہبار بن اسود کی نسل سے ہے، اس
 سے پہلے اس کے آبا و اجداد منصورۃ پر قابض
 ہو گئے تھے، لیکن خطبہ خلیفہ (بغداد) ہی کے نام
 کا پڑھا جاتا ہے، یہ ایک گرم علاقہ ہے، یہاں
 کھجور اور گنا تو ہوتا ہے، مگر انگور، سیب، امرود
 اور آخروٹ کی پیداوار نہیں، یہاں سیب کے
 برابر ایک نہایت کھٹا اور ترش پھل ہوتا ہے،
 جسے لیمون کہا جاتا ہے، ان کے یہاں شفتالو کی
 طرح ایک اور میوہ ہوتا ہے، جس کو آم کہتے ہیں
 اس کا مزہ قریب قریب شفتالو ہی جیسا ہوتا ہے،
 یہاں چیزیں بہت سستی ہیں، اس پورے علاقہ
 میں شادابی اور خوشحالی ہے، سکوں میں
 قاہریات رائج ہیں، ہر قاہری درہم تقریباً ۵
 (عراقی درہموں کے برابر ہوتا ہے، ان کے
 یہاں ایک اور قسم کا درہم رائج ہے، جسے طاہری
 کہا جاتا ہے، اس کا وزن ۱-۳/۲ درہم کے
 برابر ہے، لیکن دین میں دینار کا بھی رواج
 ہے، منصورہ کے عام باشندوں کا لباس اہل

و المنصورة مدينة مقدارها في
 الطول و العرض نحو من ميل في
 ميل و يحيط بها خليج من نهر
 مهران و هي في شبه الجزيرة و
 اهلها مسلمون و ملكهم من قریش
 يقال انه من ولد هبار بن الاسود
 تغلب عليها هو واجداده الا ان
 الخطبة بها للخليفة و هي مدينة
 حارة بها نخيل و ليس لهم عنب ولا
 تفاح ولا كمثرى ولا جوز و لهم
 قصب و سكر و بارضيتهم ثمرة على
 قدر التفاح تسمى الليمونة حامض
 شديد الحموضة و لهم فاكهة تشبه
 الخوخ يسمونها الانبج تقارب طعم
 الخوخ و اسعارهم رخيصة و فيها
 خصب و نقودهم القاهريات كل
 درهم نحو خمسة دراهم و لهم
 درهم يقال له الطاطرى في الدرهم
 وزن درهم و ثلثين و يتعاملون
 بالدنانير ايضاً و زيهم زى اهل العراق
 الا ان زى ملوكهم يقارب زى ملوك
 الهند من الشعور و القراطق۔

عراق کی طرح ہے، مگر بادشاہوں کی وضع قطع
ہندوستانی راجاؤں سے ملتی جلتی ہے، یعنی ان
کے گیسو دراز ہوتے ہیں اور وہ گرتے استعمال
کرتے ہیں۔

ملتان تقریباً منصورۃ کا نصف ہے،
اسے فرج بیت الذهب (سنہری سرحد) بھی
کہتے ہیں، یہاں ایک مورتی ہے جسے ہندو
بہت مقدس سمجھتے ہیں اور دور دراز شہروں سے
اس کی یا ترا کے لیے آتے ہیں اور بت خانہ اور
اس کے پجاریوں کے مصارف کے لیے ہر
سال اس پر بڑی بڑی رقمیں صرف کرتے
ہیں، ملتان کا نام اسی بت کی وجہ سے پڑا ہے،
یہ بت خانہ ایک شاندار محل ہے، جو ملتان کے
بازار میں ایک بڑے آباد اور بارونق مقام پر
ٹھنڈیروں اور ہاتھی دانت والے بازار کے
درمیان تعمیر کیا گیا ہے، محل کے وسط میں ایک
گنبد ہے جس میں بت نصب ہے، اس کے
گرد پجاریوں کے مکانات ہیں۔

یہ مورتی انسانی شکل کی ہے اور اینٹ
اور گچ کی بنی ہوئی ایک کرسی پر پالتھی مارے
بیٹھی ہے، اس کا سارا جسم سنبال کے چمڑے
کی طرح ایک سرخ چمڑے سے منڈھا ہوا

و اما المولتان مہی مدینۃ نحو
نصف السنصورۃ و تسمیٰ فرج بیت
الذهب و بہا صنم تعظمہ الہند و
تحجج الیہ من اقصیٰ ہندانہا و تقرب
الیٰ هذا الصنم فی کل سنة بمال
عظیم لیسفوق علی بیت الصنم ز
العاکفین علیہ منہم و سمیت الملتان
بہذا الصنم و بیت هذا الصنم قصر مہی
فی اعمر موضع بسوق الملتان بین
سوق العاجیس و صف الصغارین و فی
وسط هذا القصر قبة و الصنم فیہا و
حوالی القبة بیوت یسکنہا خدم هذا
الصنم و من یعکف علیہ۔ (۱)

و هذا الصنم صورۃ علی خلقۃ
الانسان متربع علی کرسی من حص
و آجر، و الصنم قد البس جمیع
جسدہ جلد اشبه السخیان

(۱) اس کے بعد اصل کے اندر جو عبارت تھی وہ غلط چھپی ہوئی معلوم ہو رہی تھی، اسے قلم انداز کر دی گئی۔ (ض)

ہے اور صرف اس کی آنکھیں نظر آتی ہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مورتی لکڑی کی ہے اور بعض سمجھتے ہیں کہ لکڑی کی نہیں ہے اس کا جسم کبھی کھولا نہیں جاتا، اس کی دونوں آنکھیں جواہرات کی ہیں، سر پر سونے کا ایک تاج ہے، مورتی کرسی پر پاتھی مارے دونوں ہاتھ گٹھنوں کی طرف بڑھائے اور اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے کو اس طرح پکڑے ہوئے ہے کہ چار ہاتھ معلوم ہوتے ہیں، جو مال و دولت اس مورتی پر چڑھانے کے لیے لایا جاتا ہے، اس کو ملتان کا امیر لیتا ہے اور اس میں پچاریوں پر بھی صرف کرتا ہے، جب کوئی ہندو راجہ امیر ملتان سے جنگ کرنے اور بت چھیننے کا ارادہ کرتا ہے، تو وہ بت نکال کر توڑنے اور جلادینے کی دھمکی دیتا ہے، تو حملہ آور واپس چلا جاتا ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ہندو راجہ ملتان کو کب کا ویران و برباد کر ڈالے ہوتے۔

ملتان محفوظ اور مستحکم شہر پناہ سے گھرا ہوا ہے، یہ ایک سرسبز و شاداب علاقہ ہے لیکن منصورہ اس سے بھی زیادہ سرسبز و شاداب اور آباد ہے، ملتان کا نام فرج بیت الذهب اس لیے پڑا کہ جب شروع میں اسے فتح کیا گیا

احمر حتی لا یبین من جثتہ شیء
الاعیناہ فمنہم من یزعم ان بدنہ
خشب و منہم من یزعم انہ من غیر
الخشب الا انہ لا یترو بدنہ ینکشف
و عیناہ جوہرتان و علی رأسہ اکلیل
ذهب متربع عنی ذالک الکرسی قد
مد ذراعیہ عنی رکبتیہ و قد قبض کل
یدلہ کما نحسب اربعۃ و عامۃ ما
یحمل انی هذا اسم من المال فانما
یاخذہ امیر الملتان و ینتق علی السدۃ
منہ فاذا اقتصدہم الہند للحرب و
انتزع هذا الصنم منہم اخرجوا الصنم
فاظہروا کسره و احرقہ فیرجعون و
لولا ذالک لخریوا المولتان۔

و علی الملتان حصون منیعۃ
وہی خصبۃ الا ان المنصورۃ اخصب
و اعمر منها و الملتان انما سمی فرج
بیت الذهب لانہا لما فتحت فی اول
الاسلام کان فی المسلمین ضیق و

قحط فوجہا ذہباً کثیراً
فاتسعو ابد۔

تھا، تو اس وقت مسلمانوں میں بڑی تنگی
اور عسرت تھی، جب یہاں سونے کا ڈھیر مل
گیا تو وہ خوشحال اور ذریعہ ابال ہو گئے۔

و خارج الملتان علی مقدار
نصف فرسخ ابنیۃ کثیرۃ تسمی
جندراور وہی معسکر للامیر لا
یدخل الامیر منها الی الملتان الا فی
الجمعة یرکب الفیل و یدخل الی
صلاہ الحسۃ و امیرہم قرشی من ولد
سامہ بن لوی قد تغلب علیہا و لا
یطیع صاحب المنصورۃ الا انہ یخطب
للخیفۃ و اما بسمد فہی مدینۃ صغیرۃ
وہی و الملتان و جندراور عن شرقی
نہر مہراں و بین کل واحدۃ منها و بین
النہر نحو فرسخ و ماؤہم من الآبار و
بسمد حصیۃ۔

ملتان کے باہر ڈیڑھ میل پر بہت سی
عمارتیں ہیں جن کو جندراور کہا جاتا ہے، یہ
امیر کی چھاؤنی ہے، یہاں سے وہ صرف جمعہ
کے دن ہاتھی پر سوار ہو کر نماز جمعہ ادا کرنے
کے لیے ملتان جاتا ہے، یہ قریشی اور سامہ
بن لوی کی نسل سے ہے جو اس پر قابض، گیا
ہے، وہ امیر منصورۃ کا تابع نہیں ہے، مگر خلیفہ
بغداد کے نام کا خطبہ پڑھتا ہے، بسمد ایک
چھوٹا شہر ہے، ملتان اور جندراور تینوں دریائے
سندھ کے مشرق میں ہیں، ہر ایک سے دریا کا
فاصلہ تقریباً ۳ میل ہے، لوگ کنوؤں کا پانی
پیتے ہیں، بسمد بھی ایک بارونق اور سرسبز و
شاداب شہر ہے۔

مدینۃ الرور تقارب الملتان فی
الکبر عینہا سوران و ہی علی شط
نہر مہراں و ہی من حد المنصورۃ
والدیل ہی غربی مہراں علی البحر
وہی متحر کبیر و فرضۃ لہذہ البلاد و
غیرہا و رروہم مباحس و لیس لہم
کثیر شجر و لا نخیل و ہو بلد

شہر رور تقریباً ملتان کے برابر بڑا ہے،
اس میں دوہری فصیلیں ہیں اور وہ دریائے
سندھ کے کنارے حدود منصورہ میں واقع ہے،
دبیل دریائے سندھ کے مغرب میں سمندر
کے کنارے بہت بڑا تجارتی مرکز اور ان
علاقوں کا بندرگاہ ہے، یہاں زیادہ زراعت
اور درخت نہیں، کھجور بھی نہیں ہے، بخر علاقہ

ہے، لوگوں کا اصل کاروبار تجارت ہے، بیرون (۱) دیبل اور منصورہ کے درمیان بلکہ منصورہ سے زیادہ قریب ہے، منخاری دریائے سندھ کے مغربی جانب منصورہ کے بالمقابل واقع ہے، دیبل سے منصورہ آنے کے لیے یہیں دریا پار کیا جاتا ہے، مسورہ ہی، بہرج اور سدوسان سب دریائے سندھ کے مغربی رخ پر واقع ہیں۔

انری اور قالری منصورہ اور ملتان کے راستہ میں دریائے سندھ کے مشرقی جانب مگر اس کے ساحل سے دور ہیں اور بلری دریائے سندھ کے مغربی رخ پر اس خلیج کے قریب ہے، جو دریا سے نکل کر منصورہ کی پشت پر سے گئی ہے، بانیہ ایک چھوٹا سا شہر ہے، یہیں عمر بن عبدالعزیز ہباری قریشی کا وطن تھا جو منصورہ کے موجودہ فرمانرواؤں کا جد اعلیٰ ہے۔

قامہل ہندوستان کی سرحد کا پہلا شہر ہے، جو جمپور تک چلی گئی ہے اور جمپور سے قامہل تک جنوب میں ہندوستان کے شہر ہیں اور (شمال میں) قامہل سے مکران، بدھ، بلکہ اس سے متصل ملتان تک سب سندھ کے

قشف و انما مقامہم للتجارة و البيرون مدينة بين الديبل و المنصورة على نحو من نصف الطريق و هي الى المنصورة اقرب و منحاترى على غربى مهران و بها يعبر من جاء من الديبل الى المنصورة و هي بحدائها و المسواهى و البهرج و سدوسان و هذه كلها غربى مهران۔

و اما انرى و قالرى فما شرقى مهران على طريق المنصورة الى الملتان و هما بعيدتان فهى على شط مهران و اما بلرى فهى عا شفا مهران عن غربيه و بطرف الخليج الذى ينفجر من مهران على ظهر المنصورة و اما بانيه فهى مدينة صغيرة و منها عمر بن عبد العزيز الهبارى القرشى جد هؤلاء المتغلبين على المنصورة۔

و قامهل مدينة من اول حد الهند الى صيمور فمن صيمور الى قامهل من بلد الهند و من قامهل الى مكران و البدهة و ما والى ذالك الى حد الملتان هي كلها من بلد السند

(۱) یہ اصل میں بیرون ہے۔

شہر ہیں، سندھ میں غیر مسلموں میں صرف بدھ اور ایک قوم جسے ”مید“ کہتے ہیں، آباد ہے، بودھ کا ملک وسیع ہے، وہ طوران، مکران، ملتان اور منصورہ کے شہروں کے درمیان دریائے سندھ کے مغربی جانب پھیلا ہوا ہے، ان کے پاس دو کوہان والے اونٹ ہیں، جن کی نسل سے نجاتی اونٹ پیدا ہوتے ہیں اور خراسان اور فارس وغیرہ سے دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں، اس قسم کے اونٹ یہیں ہوتے ہیں، بدھوں کا خاص تجارتی شہر (اور پایہ تخت) قندابل ہے، یہاں کے لوگ بدوؤں کی طرح ہوتے ہیں، ان کے پاس جنگل اور جھاڑیاں ہیں، دوسری قوم مید ملتان کی سرحد سے لے کر سمندر تک دریائے سندھ اور کامبل کے درمیان جو میدان ہے، اس میں ان کی چراگاہیں اور کثیر آبادی ہے، ان کی تعداد بہت ہے۔

قاہل، سندان، چیمور اور کھمبایت میں جامع مسجدیں اور مسلمانوں کے احکام و قوانین رائج ہیں، یہ بڑے زرخیز اور وسیع شہر ہیں، یہاں ناریل، کیلا اور آم کے درخت ہوتے ہیں، زراعت زیادہ تر دھان کی ہوتی ہے، شہد بھی بہت ہوتا ہے، مگر کھجور کے درخت

و الکفار فی حدود بلد السند انما هم البدهة قوم يعرفون بالمید و اما البدهة و فہی مفترشة ما بین حدود طوران و مکران و الملتان و مدن المنصورة و هم فی غربی مہران و ہم اہل اہل و هذا الفالج الذی یحمل الی الآفاق بخراسان و فارس و سائر البلاد التی یكون بها النجاتی انما یحمل منهم و مدینة بدہة التی یتحرون الیہا قندابیل و ہم مثل البادية لهم اخصاص و احماء و المید فہم علی شطوط مہران من حد الملتان الی البحر و لهم فی البریة التی بین مہران و بین قامہل مراعی و مواطن کثیرة و لهم عدد کثیر۔

و بقامہل و سندان و صیمورو کنبایة مسجد جامع و فیہا احکام المسلمین ظاهرة و ہی مدن خصبة و اسعة و بها النارجیل و الموز و انبج و الغالب علی زروعهم الارز و بها عسل کثیر و لیس بها نخیل و

نہیں ہیں، دو گاؤں راہوق اور کلوان ایک دوسرے کے قریب اور کیز و ارمائل کے درمیان ہیں، کلوان مکران کا خط ہے، لیکن راہوق منصورہ میں شامل ہے اور سب شجر اور خشک علاقہ ہے، یہاں پھلدار درخت کم ہوتے ہیں۔ لیکن مویشی کی کثرت ہے۔

بانیہ اور قاہل کا پورا علاقہ میدان ہے، قاہل سے کھمبایت تک بھی میدان ہی میدان ہے، پھر یہاں سے چیمو رتک مسلسل گاؤں اور ہندوستانی آبادیاں ہیں، یہاں ہندوؤں اور مسلمانوں کا لباس ایک ہی ہے، سب کے سب زلف دراز رکھتے ہیں، ان شہروں میں شدت کی گرمی پڑتی ہے، اس لیے سب لنگی اور کرتہ استعمال کرتے ہیں، اہل ملتان کا لباس بھی یہی ہے، منصورہ، ملتان اور ان کے مضافات کے باشندوں کی زبان سندھی اور عربی ہے، مکران والوں کی زبان فارسی اور مکرانی ہے، کرتا پہننے کا ان میں بھی رواج ہے، لیکن تاجر قیص اور چادر (تہہ) پہنتے ہیں، یہی لباس سارے فارس اور عراق کا بھی ہے۔

مکران ایک بڑا وسیع و عریض علاقہ ہے، لیکن دشت و بیابان کی کثرت کی وجہ سے قحط سالی اور تنگی غالب رہتی ہے، یہاں کے

الراہوق و کلوان رستافان متحاوران و ہما بین کیز و ارمائل فاما کلوان فہی من مکران و اما الراہوق ق فہی من حد المنصورة وہی مباحس قليلة الثمر قشعة الا ان لہم مواش كثيرة۔

و بیس بانیہ و قاہل مفاوز و من قاہل الی کنبایہ ایضاً مفاوز ثم یكون حیث من کنبایہ الی صیمور قری متصلہ و عمارۃ للہندی و زی المسلمین و الکفار بها واحد فی اللباس و ارسال الشعر و لباسہم الازر و المیازر لشدة الحر بیلد انہم و کذا لک زی اهل الملتان لباسہم الازر و السیازر و لسان اهل المنصورة و الملتان و نواحیہا العربیة و السندیة و لسان اهل مکران الفارسیة المکریة و لباس القراط فیہم ظاہر الا انتحار فان لباسہم القمص و الاریدیة و سائر زی اهل فارس و العراق۔

و مکران ناحیہ واسعة عریصة الغالب علیہا المفاوز و القحط و الضیق و المتغلب علیہا رجل یعرف

فرماں روا کا نام عیسیٰ بن معدان ہے، جسے ان کی زبان میں مہراج کہا جاتا ہے، اس کا مکمل کیز میں ہے، شہر کیز ملتان کا تقریباً آدھا ہے، یہاں کھجوریں بہت ہوتی ہیں، یہی مکران اور اس کے اطراف کی بندرگاہ ہے، جو تیز مکران کے نام سے مشہور ہے، مکران کا سب سے بڑا شہر قنز پور ہے، باقی بہ، بند، قصر قند، درک، پھل پورہ سب کے سب چھوٹے اور گرم ہیں، ان سے متعلق ایک پرگنہ ہے، جس کے خروج کہا جاتا ہے اور پرگنہ ہے، جسے جدران کہتے ہیں، یہاں بانید (مصری سفید شکریا قند) بہت ہوتی ہے، کھجوریں اور گنا بھی بہت ہوتا ہے، مصری اکثر ملکوں میں یہیں سے سپلائی ہوتی ہے، قصدار میں بھی مصری ہوتی ہے اور ماسکان خوارج اور بد معاشوں کی بستی ہے، کرمان سے متصل مشکلی کا خطہ ہے، جس پر مطہر بن رجا قابض ہو گیا ہے، وہ خود مختار ہے، لیکن خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھتا ہے اور اپنے گرد و نواح کے بادشاہوں کا تابع نہیں ہے، اس کے حدود سلطنت تین منزل کے بقدر ہیں، یہاں کھجور کم اور گرم خطہ ہونے کے باوجود بعض سرد میوے ہوتے ہیں۔

بعیسی بن معدان و یسمیٰ بلسانہم مہراج و مقامہ بمدینۃ کیز و ہی مدینۃ نحو النصف من الملتان و بہا نخیل کثیرۃ و فرضۃ مکران و تلک النواحی تیز و تعرف بتیز مکران و اکبر مدینۃ بمکران القنزبور و بہ و بسند و قصر قند و درک و فہلفہرۃ کلہا مدن صغار و ہی کلہا جروم و لہم رستانی یسمیٰ جدران و بہا فنانید کثیر و نخیل و قصب سکر و عامۃ الفانید الذی یحمل الی الآفاق منها الا شیئاً یحمل من ناحیۃ ماسکان و بقصدار ایضاً فانیذ و ماسکان ہذہ رستاق الشراۃ و یتصل بنواحی کرمان ناحیۃ تسمیٰ مشکلی و ہی مدینۃ قد تغلب علیہا رجل یعرف بمطہر بن رجاء و ہوا یخطب الا للخلیفۃ و لا یطیع احدا من المملوک انصاقیین لہ و حدود عملہ نحو ثلاث مراحل و بہا نخیل قلیل و شیء من فواکہ الصرود علی انہا من الجروم۔

اور مائیل اور قبلی دو بڑے شہر ہیں، جن

و ارمائیل و قبلی مدیتان کبیرتان

کا درمیانی فاصلہ ۲ منزل کی مسافت ہے، ارمائیل سے سمندر کا فاصلہ صرف ڈیڑھ میل ہے، یہ دونوں شہر دیبل اور کرمان کے بیچ میں ہیں، قندائیل اگرچہ بڑا شہر ہے، لیکن وہاں کھجوریں نہیں ہوتیں، وہ ایک میدان اور بدھوں کی تجارتی منڈی ہے، کیزکاناں اور قندائیل کے درمیان ”ایل“ نام کا ایک پرگنہ ہے، یہاں مسلمان اور بدھ دونوں آباد ہیں، ان کی اکثر زمینیں بنجر ہیں، مگر یہاں اگور اور مویشی ہوتے ہیں، خاص قندائیل نہایت سرسبز و شاداب علاقہ ہے ”ایل“ دراصل ایک آدمی کا نام تھا، جس نے اس علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا، جس کی طرف وہ منسوب ہو گیا۔ (۱)

و بینہما مقدار منزلتین و بین ارمائیل و البحر مقدار نصف فرسخ و ہما بین دیبل و مکران و قندائیل مدینۃ کبیرۃ لیس بہا نخیل و ہی فی بریۃ و ہی ممتاز البدھۃ و بین کیزکانان و قندائیل رستاق یعرف بایل و فیہ مسلمون و کفار من البدھۃ و اکثر زروعہم البخوس و لہم کریم و مواش و ہی ناحیۃ خصبۃ و ایل ہو اسم رجل تغلب علیٰ ہذہ الکورۃ فنسبت الیہ۔

(۱) اس کے بعد مصنف نے مسافتوں کا ذکر کیا تھا، لیکن اسے قلم انداز کر دیا گیا۔ (ض)



بشاری مقدسی

یہ بھی ایک عرب سیاح تھا، اس کا نام محمد بن احمد، شمس الدین لقب، کنیت ابو عبد اللہ اور وطن بیت المقدس تھا اور بشاری اور مقدسی کی نسبت سے مشہور تھا، مشرق و مغرب کے اکثر اسلامی ملکوں کی اس نے سیاحت کی تھی اور ہندوستان بھی آیا تھا، مگر سندھ سے آگے نہ بڑھ سکا، اس کی کتاب کا نام ”احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم“ ہے اور یہ اپنے زمانہ کی عام کتب جغرافیہ میں مشہور و ممتاز ہے اور دو مرتبہ ۱۸۷۷ء اور ۱۹۰۶ء میں لیڈن سے شائع ہو چکی ہے، ہمارے پیش نظر اس کا یہی دوسرا مطبوعہ نسخہ ہے، اس کی کتاب کی خاص خصوصیت ملکوں کے نقشے تھے، مگر وہ مطبوعہ کتاب میں نہیں ہیں، بشاری کی کتاب کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اس نے ملکوں کی تقسیم صوبوں اور صوبوں کی شہروں میں کی ہے ریپر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا ہے اور ہر جگہ کی تجارت پیداوار، صنعت و حرفت، مذاہب اور سکوں کا حال لکھا ہے۔

بشاری نے یہ کتاب ۳۷۵ھ مطابق ۹۸۵ء میں لکھی تھی، اس اعتبار سے اس کی وفات اس کے بعد ہوئی ہوگی۔



احسن التقاسیم فی معرفة الاقالیم

دنیا میں سب سے زیادہ مصری، چاول اور مشک کی پیداوار اور ہندوؤں کی تعداد سندھ میں ہے۔ (۱)

سندھ ایک تجارتی ملک ہے، یہاں سونا، جڑی بوٹیاں، اسلحہ، مصری چاول، کیلا، کھجور، چھوہارا، عمدہ عمدہ، انوکھی اور عجیب چیزوں کی کثرت اور ارزانی ہے، یہاں عدل و انصاف بھی ہے اور سیاست و دانائی بھی، غرض اس کی بہت سی خصوصیات ہیں، صنعتی اور تجارتی اعتبار سے بڑا نفع بخش اور قابلِ فخر ملک ہے، سندھ خود ایک بڑا شہر ہے اور اس کے متعلق پر رونق شہر اور قصبات ہیں، امن و عافیت اور امانت و دیانت عام ہے، یہ ملک سمندر کے قریب ہے، یہاں دریا بہتے ہیں، اس کے چاروں طرف کھجوروں کے باغات ہیں، زمین نرم اور ہموار ہے، کھیتی قدرتی بارش سے

و اکثر ہا فانیذا و ارزازاً و مسکا و کفارا السند۔ (ص ۳۳)

هذا اقليم الذهب و التجارات و العقاقیر و الآلات و الفالیز و الخیرات و الارزاز و الموز و الاعجوبات به رخص و سعة و نخیل و تمرات و عدل و انصاف و سیاسات و به خصائص و فوائد و بضاعات و منافع و مفاخر و متاجر و صناعات و مصر حلیل و مدن سریة و قصبات و سلامة و عافیة ثم امانات قد جانور البحر و شقه النهر و حوی النخل و له سهل و زرع علی البعل مصر ظریف و نهر شریف و امره طریف غیر ان ذمتہ مشرکون و العلماء به قلبلون و لا تصل الیه الا بعد اخطار

(۱) یہ اس زمانہ کے لحاظ سے کہا گیا ہے۔ (ض)

ہوتی ہے، بڑا بارونق شہر ہے، اس کے دریا خوش منظر ہیں اور اس کا نظم و نسق ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے، علماء کی بڑی کمی ہے، راستہ اس قدر دشوار گزار ہے کہ بڑی ریاضت و مشقت اور پرخطر بری اور بحری راہوں کو طے کرنے کے بعد یہاں آدمی پہنچتا ہے، یہ اس کی ظاہری شکل و صورت ہے، ہم نے اس ملک کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور مکران کو بھی اس میں اس لیے شامل کر لیا ہے کہ وہ اس کے قریب واقع ہے اور اس لیے بھی کہ مختلف ملک آپس میں مل جائیں۔

کرمان کے اطراف میں پہلے مکران پھر طوران، پھر سندھ، پھر ہند، پھر قنوج اور پھر ملتان واقع ہے اور ملتان کو بھی اس مصلحت کی بنا پر ہم نے اس مملکت میں شامل کیا ہے، جس مصلحت کی بنا پر مکران کو شامل کیا تھا۔ (۱)

سندھ کا پایہ تخت منصورہ ہے اور مشہور شہروں میں دہلی، زندرئج، کدار، مائل، قنبلی اور فارسی (۲) نے نیرون، قالری، انری، بلری، مسواہی، بھرج، بانہیہ، منجاہری، سدوسان، رور،

البر و احوال البحر بعد الشق و ضیق الصدر و هذا مثاله و شكله و قد جعلنا هذا الاقليم خمس كور و اضعنا اليه مكران لانها بقربه مصابغة له و ليتصل الاقليم بعضها الي بعض و بالله التوفيق۔

فاولها من قبل کرمان مکران ثم طوران ثم السند ثم ويهند ثم قنوج ثم الملتان و ادخلنا الملتان ايضاً لليلة التي ذكرنا۔

و اما السند فقصبها المنصورة و من مدنها ديبيل زندريج كدار مائل قنبلي و قال الفارسي النرون قالري، انري، بلري المسواهي و البهرج بانية

(۱) یہ پہلے واضح کیا چکا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں والی عراق کے ماتحت سندھ اور ہند کے علاقے بھی ہوتے ہوتے تھے، اس لیے عرب سیاح اور مورخین سندھ ہی کے ماتحت فراسان وغیرہ کا بھی ذکر کرتے ہیں، مگر اب وہ سندھ کے علاقے نہیں رہے اور چوں کہ ان کی تفصیلات پہلے بھی گزر چکی ہیں، اس لیے اس کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ (خ) (۲) غالباً اس سے اسطخری مراد ہے۔

سوارہ، کیناص، جمیور کو بھی اسی میں شامل کیا ہے۔

وہ ہند جسے فارسی نے ہند کہا ہے اور لکھا ہے کہ اس کے مشہور شہر کا مہل کھمبایت سوارہ سندان، جیمور، ملتان، چندر اور، اور بسند ہیں اور آخر میں لکھا ہے کہ یہی ان ملکوں کے شہر ہیں، میں نے ایک صاحب علم و حکمت شخص سے جو شیراز اور اہواز میں لوگوں سے خبریں اور واقعات بیان کرتا تھا اور اس کا زہد و تقویٰ بھی مشہور تھا اور ان شہروں میں ایک عرصہ دراز تک قیام کر چکا تھا، درخواست کی کہ ان کے ایسے اوصاف بیان کریں جنہیں میں اپنی اس کتاب میں شامل کر سکوں اور ان کا حال میرے چشم دید واقعات کی طرح ہو، ایسے ہی میں نے ایک دوسرے فقیہ سے دریافت کیا جو ابوالہیثم نیشاپوری کے اصحاب میں سے تھے اور انہوں نے ان علاقوں کا سفر بھی کیا تھا اور ان کے حالات سے پوری طرح باخبر تھے، ان دونوں کے صحیح اقوال سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ ہند ایک ریاست اور پایہ تخت ہے، اس کے شہروں میں وزہان، بیتر، نوج لوار، سمان اور کوچ مشہور ہیں۔

قنوج بھی ایک سلطنت کا پایہ تخت ہے،

منجابرہ سدوسان الرور سوارہ کیناص صیمور۔

و اما ویہند فان الفارسی سماھا الہند فقال مدن الہند فامہل کنبایہ سوارہ سندان صیمور الملتان، چندر اور، بسند ثم قال فہذہ مدن ہذہ البلاد و سألت رجلاً من اہل العلم و الحکمۃ و کان یجلس بشیراز و الہواز و یقص علیہم و یعرف بالزہد و قد اقام بتلک البلدان مدۃ مدیدۃ صف لی تلک النواحی صفۃ یمکن ادخالہا فی ہذا التصفی و انعتھا لی نصاحتی کانی انظر الیہا و کذلک سألت فقیہاً آخر من اصحاب ابی الہیثم النیشاپوری قد وطی تلک النواحی و عرف اسبابہا فصح عندی من قولہما ان ویہند ہی القصبۃ و ان من مدنہا و ذہان بیتر نوج لوار سمان قوج۔

و اما قنوج فانہا القصبۃ ایضاً و من

اس کے مشہور شہر قدار، ابار، کھارہ، بارو، وجین، اور ہتہ، رھور اور برہیر واپیں، لیکن فارسی نے ان کا سرے سے کوئی ذکر نہیں کیا، ملتان بھی ایک پایہ تخت ہے، جس میں برار، ارمادان، روین اور برو وغیرہ شہر شامل ہیں

و من مدنہا قدار، ابار، کھارہ، بارو، وجین، اور ہتہ، رھور برہیر و ا ولم یذکر هن الفارسی بته و اما الملتان فہی الفصبة ایضا و من مدنہا براز رامادان و روین، برور۔

منصورہ سندھ کا سب سے بڑا شہر اور پایہ تخت ہے، اس کی حیثیت دمشق کی طرح ہے، عمارتیں لکڑی اور مٹی کی ہیں، جامع مسجد اینٹ اور پتھر سے بنی ہوئی بہت بڑی ہے اور جامع مسجد عمان کی طرح اس میں بھی لمبے لمبے ستون ہیں، اس کے چار دروازے باب البحر، باب طوران، باب سندان اور باب ملتان ہیں، یہاں ایک دریا ہے، باشندے نرم خوار و بامروت ہیں، اسلام ان کے یہاں زندہ اور تروتازہ ہے، یہاں علم اور علما کی کثرت اور تجارت بھی ہے، یہاں کے باشندوں میں ذکاوت، ذہانت، نیکی اور خیر خیرات کا جذبہ پایا جاتا ہے، آب و ہوا مناسب اور خوشگوار ہے، جاڑا کم پڑتا ہے، بارش بہت زیادہ ہوتی ہے، یہ شہر مجموعہ اضعاد اور نہایت عجیب و غریب خصوصیتوں کا حامل ہے، یہاں بڑی بھینسیں ہوتی ہیں، لوگ دریائے سندھ کا پانی پیتے ہیں، جامع مسجد بازاروں کے بیچ میں ہے،

المنصورة ہی قصبة السند و مصر الافالیم تکنون مثل دمشق بناؤهم خشب و طین و الجامع من حجر آجر کبیر مثل جامع عمان علی سواری ساج لها اربعة ابواب باب البحر باب طوران باب سندان باب ملتان ولهم نہر یحوط بالبلد، ولهم مرؤة و لاسلام عندهم طراوة و العلم و اہلہ کثیر و التجارات ثم مفیدة ولهم ذکاء و فطنة و معروف و صدقة و الهواء و الشتاء هین و الامطار کثیرة و الاضداد مجتمعہ و لهم خصائص غیبة و ثم جوامیس عظيمة شربہم من نہر مہران و انجاسع وسط الاسواق و الرسوم تقارب العراق مع وطاء و حسن اخلاق الا انه شدید الحر کثیر البق بلغمانیوں الغالب علیہم الکفار حرب الاطراف قلیل الاشراف۔

یہاں رسم و رواج عراق سے ملتے جلتے ہیں، لوگوں میں نرمی اور حسن خلق ہے، لیکن گرمی بہت سخت پڑتی ہے اور مچھر اور کھٹل بہت پائے جاتے ہیں، لوگوں کا مزاج بلغمی ہے، اکثریت اور غلبہ ہندوؤں کو حاصل ہے، اطراف و جوانب ویران ہیں، شریف اور معزز لوگ بہت کم ہیں۔

دہلی ایک سمندری شہر ہے، جس کے متعلق تقریباً ۱۰۰ گاؤں ہیں، باشندے زیادہ تر ہندو ہیں، سمندر کا پانی طغیانی کے وقت شہر کی دیواروں سے ٹکرانے لگتا ہے، لوگ تجارت پیشہ اور سندھی اور عربی زبانیں بولتے ہیں، یہ پورے صوبہ کا بندرگاہ اور کثیر آمدنی والا شہر ہے، یہیں دریائے سندھ سمندر سے ملتا ہے، یہاں بھی نزدیک ہی ہے، سمندر کا پانی چڑھاؤ کے وقت بازاروں میں گھس جاتا ہے، لوگ خوش پوشاک اور عالی ظرف ہیں، قنبلی بھی ساحلی شہر ہے، جس میں ایک شہر پناہ ہے، مسلمانوں اور تاجروں کی تعداد زیادہ نہیں۔

وہ ہند بہت بڑا پایہ تخت اور منصورہ سے بڑا شہر ہے، اس کی ہموار اور مسطح زمین میں بکثرت عمدہ اور خوشگوار باغات ہیں، دریا گہرے ہیں اور بارش خوب ہوتی ہے، مجموعہ اضداد شہر ہے، یہاں عمدہ عمدہ پھل اور لہے لہے

و دیبل بحریۃ قد احاط بها نحو مائة قرية اکثرهم كفار والبحر يستطع جدران المدينة کلهم تجار کلامهم سندى و عربى و هى فرضة الکورة کثیر الدخل و ثم یفیض مهران فى البحر والحیل منهم على صیحة و البحر یدخل السوق اهل ظرف و تلبس و قنبلى علیها حصن بحریۃ ایضاً قليلة المسلمین و التجار المجهرین۔

وہند قصبہ حلیلہ اکبر من المنصورۃ لہا بساتین کثیرۃ طیبۃ نزہۃ فى مستوی موضوعۃ انہار غزیرۃ و امطار عظیمۃ و اضداد مجتمعۃ و ثمار حسنۃ و اشجار مدیدۃ و نعم

ظاہرۃ و اسعار رخیصۃ العسل ثلاثۃ
امساء بدرہم و عن رخص الخبز
والالبان فلا تسئل قد سلموا من
الموذیات و تخلصوا من العاہات
واشتبکت حولہا اشجار الجوز واللوز
و کثر فیہا الارطاب و الموز الا ان
ہواء ہا رطب و حرہا صعب و
یناؤہم قس و خشب و ربما وقع
الحریق فی بناء القصب تشاکل
فساسا بور لولا ہذہ العیوب۔

فروج قصبة کبيرة لہاريض
ومدينہ ہا اللحوم کثیرة و میاء غزيرة و
بساتین محیطة و وجوہ حسنة و ماء
صحيح و بلد فسیح متحر ربيع و کل
صبيح و موز رخیص الا انها کثیرة
الحريث قليلة الدقيق اکلہم الارزو
لبسہم لازار ساء خسیس و صیف
بغیض منها الی الجبال اربعة فراسخ

(۱) واقع ایران۔ (ض)

درخت ہوتے ہیں، نعمت و آسائش کا گہوارہ
ہے، اشیاء کا نرخ بہت ارزاں ہے، ۳ من شہد
ایک درم میں ملتا ہے، روٹی اور دودھ کی ارزانی
کا تو پوچھنا ہی نہیں، لوگ موذی جانوروں،
آفات اور بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں،
اخروٹ اور بادام کے درختوں سے پورا شہر
گھرا ہوا ہے، تروتازہ کھجوروں اور کیلوں کی
بھی فراوانی ہے، مگر آب و ہوا مرطوب ہے اور
غیر معمولی اور تکلیف دہ گرمی پڑتی ہے،
مکانات، لکڑی اور خس اور پوس کے ہوتے
ہیں، کبھی نرکل کے چھپروں اور عمارتوں میں
اسی طرح آگ لگ جاتی ہے، جس طرح
فساسا بور (۱) میں لگتی ہے، کاش اس طرح
کے عیب اس دلفریب شہر میں نہ ہوتے۔

قنوج ایک بڑی سلطنت ہے، اس کے
ارد گرد فصیلیں ہیں، یہاں گوشت بکثرت
فروخت ہوتا ہے، گہرے چشمے اور تالاب ہیں،
باغوں سے پورا شہر گھرا ہوا ہے، صورتیں
حسین، پانی عمدہ، شہر کشادہ، تجارتیں سودمند،
غرض ہر چیز عمدہ ہے، کیلا بہت سستا ملتا ہے،
لیکن اکثر یہاں آگ لگ جاتی ہے، آٹا بہت
کم ہوتا ہے، لوگ چاول کھاتے اور ازار پہنتے

ہیں، عمارتیں معمولی اور گرمی نہایت تکلیف دہ پڑتی ہے، یہاں سے پہاڑوں کا فاصلہ ۴ فرسخ ہے، جامع مسجد شہر پناہ کے اندر ہے، گوشت بہت سستا ملتا ہے، دریا کا پانی شہر میں چلا آتا ہے، مسلمانوں کی غذا زیادہ تر گیہوں ہے، یہ شہر علما اور اصحاب فن کا مرکز ہے۔

قدر کی آب و ہوا خوشگوار اور پاکیزہ ہے، باغوں کی کثرت ہے، یہاں کے حکمران گرمی میں دارالسلطنت سے یہیں چلے آتے ہیں اور گرمی کا موسم گزارتے ہیں، یہ تمام شہر گرم ہیں، لوگ دریاؤں اور نالوں کا پانی پیتے ہیں۔

ملتان بھی منصورہ کی طرح ہے۔ مگر منصورہ زیادہ آباد ہے، پھل گویا نہیں ہوتے، مگرستے ہیں، روٹی فی درہم ۳۰ من اور مصری فی درہم ۳ من ملتی ہے، نہایت حسین اور خوبصورت شہر جو مکانات سیراف کی طرح ساگوان کی لکڑی کے کئی منزلہ ہیں، شراب اور زنا کا بالکل رواج نہیں اور جس شخص کو اس جرم کا مرتکب پاتے ہیں، سے یا قتل کر دیتے ہیں یا بڑی سخت سزا دیتے ہیں، خرید و فروخت میں جھوٹ سے کام نہیں لیتے اور نہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، مسافروں سے محبت رکھتے ہیں، جو اکثر و بیشتر اہل عرب ہوتے ہیں، دریا کا

والجامع فی الربض رخیصة اللحوم و النهر یتخلل البلد اکثر طعام المسلمین الحنطة و بها علماء و اجلة۔

و قدار طيبة الهواء نریهة كثیرة البساتین یتخرج الیها ملوك القصة عند شدة الحر یصیفون بها و سائر المدن حرم سیر شربهم من انهار و قنی۔

الملتان تكون مثل المنصورة غیر انها اعمر لیست بكثیرة الثمار غیر انها رخیصة الاسعار الخبز ثلاثون منا بدرهم و الفانیذ ثلاثة اماناء بدرهم حسنة تشا كل دور سیراف من خشب الساج طبقات لیس عندهم زنا و لا شرب خمر و من ظفروا به یفعل ذالك قتلوه او حدوه و لا یكذبون فی بیع و لا ینجسون فی کیل و لا یخسرون فی وزن یتحبون الغرباء و اکثرهم عرب شربهم من نهر عزیز و الخیر بها كثیر و التجارات حسنة و النعم ظاهرة و

عمدہ پانی پیتے ہیں، غرض یہ شہر بڑا آسودہ ہے، تجارتی حالت نہایت اچھی اور الوان نعمت کی فراوانی ہے، بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہیں، کوئی بنی ٹھنی اور بناؤ سنگار کئے ہوئے عورت بازاروں میں نظر نہ آئے گی اور نہ کوئی اس سے علانیہ بات چیت کرتا ملے گا، پانی عمده اور زندگی پر راحت ہے، لوگ خوش دل، صاحب مروت اور عالی ظرف ہیں، فارسی زبان عموماً سمجھی جاتی ہے، تجارت کی گرم بازاری ہے، لوگ تندرست و توانا ہیں، مگر زمین سنگاخ، مکانات تنگ اور ہوا گرم اور خشک ہے، لوگوں کا رنگ گندم گوں اور سیاہ ہے، اس ملک کے شہروں کی یہی خصوصیات ہیں۔

عام طور سے ملک سندھ گرم ہے، کھجور، ناریل اور کیلا بہ کثرت پیدا ہوتے ہیں، البتہ کچھ مقامات کی آب و ہوا معتدل، مگر متضاد باتیں پائی جاتی ہیں، جیسے وہند اور منصورہ کے علاقے ان کے اکثر حصوں میں سمندر کا پانی پھیل جاتا ہے اور مجھے یہاں کسی بحیرہ کا علم نہیں، البتہ دریا کئی ہیں، ذمی (۱) بت پرست ہیں، یہاں نہ تو کوئی مشہور واعظ ہے اور نہ ان کے قابل ذکر واقعات۔

السلاطین عادلة لا تری فی الاسواق
امرأة متجلمة و لا احدا یحدثها علانیة
ماء مری و عیش ہنی و ظرف و مروہ
و فارسية مفهومة و تجارات مفیدة و
اجسام صحیحة الا انها سبخة بلیدة و
دور ضیقة و ہواء حار یابس و ہم
سمر و سود فہذا ما عرفنا من وصف
بلدان هذا الاقلیم۔

هو اقلیم حار بہ نخیل و نارجل
و موز فیہ مواضع معتدلة الهواء
جامعة الاضداد مثل ویہند و نواحی
المنصورة والبحر یمد علی اکثرہ ولا
اعرف ان بہ بحیرة و بہ انہار عدة و
ذمتہ عدة الاوثان و لیس للمذکرین بہ
صیت و لا لہم رسوم تذکر۔

(۱) یعنی غیر مسلم رعایا۔

مسلمانوں میں اکثر اہل حدیث ہیں اور میں نے یہاں قاضی ابو محمد منصور و داؤدی (۱) کو دیکھا جو اپنے مذہب کے امام تھے، وہ صاحب تدریس و تصنیف ہیں، انہوں نے متعدد اچھی کتابیں لکھی ہیں، ملتان کے لوگ شیعہ ہیں، اذان میں جی علی خیر العمل (اچھے کام کی طرف آؤ) اور اقامت میں دو دو بار کلمات ادا کرتے ہیں، کوئی بڑا شہر خفی مذہب کے فقہاء و علماء سے خالی نہیں، مگر مالکیہ، معتزلہ اور حنابلہ (۱) بالکل نہیں، یہ لوگ سیدھے راستہ اور صحیح مسلک پر ہیں، نیک اور پاک باز اور ان کے خصائل پسندیدہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں غلو تعصب اور فتنہ و اختلاف سے مامون رکھا ہے۔

مذہبہم اکثر ہم اصحاب حدیث و رأیت القاضی ابا محمد المنصوری و داؤدیاً اماماً فی مذہبہ و لہ تدریس و تصانیف قد صنف کتباً عدة حسنة و اهل الملتان شیعۃ یہو علون فی الاذان و یشنون فی الاقامة و لا تخلوا القصبات من فقهاء علیٰ مذہب ابی حنیفۃ و لیس بہ مالکیۃ و لا معتزلۃ و لا عمل للحنابلۃ انہم علیٰ طریقۃ مستقیمۃ و مذہب محمودۃ و صلاح و عفة قد ارحمہم اللہ من الغلو و العصبیۃ و الهرج و الفتنة۔

طوران سے مصری جو ماسکان کی مصری سے زیادہ بہتر ہوتی ہے اور سندان سے زیادہ تر چاول اور کپڑے باہر بھیجے جاتے ہیں، پورے ملک میں فرش فروش اور اس قبیل کی دوسری استعمال ہونے والی چیزیں جو بھستان اور خراسان میں بنتی ہیں، یہاں بھی بنتی ہیں، یہاں سے بڑی مقدار میں ناریل، نفیس

و یحمل من طوران الفانیذ اجود من ماسکان و من سندان الارز الکثیر و ثياب و یعمل بسائر الاقلیم من البسط و ما یجری مجراھا ما یعمل بقہستان و خراسان و یحمل منہ نارجیل کثیر و ثياب حسنة و من المنصورة النعال الکنباتیۃ و ال و مسہ تحمل الفیلۃ و

(۱) امام داؤد جو مسلمانوں میں ظاہری فرقہ کے امام گذرے ہیں، ان ہی کی طرف یہ نسبت کی گئی ہے۔ (ض)
(۲) یہ سب مسلمانوں کے مذہبی فرقوں کے نام ہیں۔

کپڑے، منصورہ سے عمدہ کھمباتی جوتے، ہاتھی، ہاتھی دانت اور دوسری اعلیٰ قسم کی چیزیں اور جڑی بوٹیاں باہر بھیجی جاتی ہیں، طوران، ملتان، سندھ اور ہند میں وزن کرنے کا وہی من رائج ہے، جو مکہ میں ہے، ناپ کے پیمانے کو طوران کیجی کہتے ہیں، جس میں ۴۰ (۱) من گیہوں آتا ہے، کبھی کبھی آٹھ کیجی ایک ہی درہم میں مل جاتا ہے، لیکن زیادہ سے زیادہ ۴ درہم میں ملتا ہے، ملتان کے پیمانہ کا نام مظل ہے، اس میں ۱۲ من گیہوں تولا جاتا ہے، سندھ کے سکوں کو قاہریات کہتے ہیں، جو پانچ درہم کا ہوتا ہے، اس کے علاوہ طاہری سکوں کا بھی رواج ہے، جو ۱-۳/۲ درہم کا ہوتا ہے، ملتان کے سکے فاطمی سکوں کی طرح بنائے جاتے ہیں، یہاں غزنہ کا قبری سکہ بھی چلتا ہے، جو یمن کے قروض (۲) کے مشابہ ہے، مگر قروض بڑا ہوتا ہے۔

یہاں کی خاص چیزوں میں لیموں ہے، جو زرد آلو کی شکل کا لیکن نہایت کھٹا ہوتا ہے، دوسرا خاص پھل آم ہے، جو اخروٹ کی طرح لذیذ بھی ہوتا ہے، وہ اونٹ جو مشرق اور فارس میں نظر آتا، جس سے نجاتی نسل کے اونٹ

العاج والاشیاء الرفیعة و العقاقیر النافعة منہم بطوران مکی و كذلك بالملتان و السند و الهند و مکایہم بطوران یسمی الکیحجی وزن اربعین منا حنطة ربما و جد ثمانية بدرهم الى اربعة و اسم کیل الملتان مظل وزن اثنی عشر منا حنطة و تسمى دراهم السند القاهریات لكل واحد خمسة ولهم الطاطرافی الواحد درهمان الا ثلثا و دراهم السلطان علی عمل دراهم الفاضلی و ینفق فیہا الفهزی الذی بغرنین یشبه القروض بالیمن الا ان القروض عندهم اجل۔ (ص)

و خصائصهم لیمونتهم و هی تمرة مثل المشمش حامضة جدا و احرى مثل الخوخ یسمونه الانبیج لیدیة و الفالج الذی تراه بالمشرق و فارس یولد النجاتی و هو اعظم من

(۱) مسنف نے اکثر من کا ذکر کیا ہے، لیکن اس کے زمانہ میں کوئی چھوٹا من رہا ہوگا۔ (۲) یعنی یہ یمن کا سکہ ہوگا۔

پیدا ہوتے ہیں وہ بختی اونٹوں سے بڑا اور دو کوہان والا اور کافی خوبصورت ہوتا ہے اور صرف بادشاہوں کے استعمال اور ان کی ملک میں ہوتا ہے، بختی اونٹ اسی سے پیدا ہوتے ہیں، کھمبائی جوتے بھی یہاں کی خاص چیز ہے۔

مکران کے باشندے کندہ بن ہیں اور گندمی رنگ کے ہوتے ہیں، ان کی زبان دھتانی ہے، کرتے پہنتے اور لمبی ریشیں رکھتے ہیں اور ہندوؤں کی طرح کانوں میں سوراخ کرتے ہیں، اس ملک کے اکثر علاقوں کا یہی حال ہے۔

دریائے سند (۱) ملتان سے ۳ منزل کے فاصلہ پر ایک بڑا اور شیریں دریا ہے، اس ملک میں بت بے شمار ہیں، دو بت بھیرا کے مندر میں پتھر کے بنے ہوئے ہیں، یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا، اس میں ایک طلسم ہے، چنانچہ اگر کوئی آدمی اسے چھونا چاہے تو وہ اوپر اٹھ جاتا ہے، جہاں تک ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، یہ اسی دھات کے بنے ہوئے ہیں جو سونے اور چاندی کے مشابہ ہے، ان کا خیال ہے کہ جو لوگ ان سے حاجت روائی چاہتے ہیں، وہ ان کی حاجت پوری کرتے ہیں، یہاں سبز پانی کا ایک چشمہ بالکل زنگار کی طرح ہے، اس کا پانی برف سے بھی

البخت له سنامان ملیح لا يستعمل و لا يملكه الا الملوك و لا تكون البخت الا منه و النعال الكنباية۔

فی اهل المکران اغیاء الوانهم سمره و لسانهم و حش یلبسون النراطق و یلبسون الشعور و یشققون الآذان مثل الهند و اکثر نواحی الاقلیم علی ما ذکرنا۔

و نہر سند ورد من الملتان علی ثلاث مراحل و هو کبیر عذب و اما الاصنام بهذا الاقلیم فصنمان بهیروا من حجر لا یصل الیہ احد له طلسم اذا وضع الرجل یدہ لقیث لا تصل الیہ و هما علی اشبه الذهب و الفضة کل من طلب عندهما حاجة زعموا انها تقضی و ثم عین ماء خضراء کانها زنجار اشد برداً من الجلید حجرها یریئ الجراحات و الخدام یا کلون من جذر الزناة و علیہ اوقاف من الزناة کثیرة و من اراد ان یکرم ابنته جعلها

(۱) آک یا جیلیم۔

وقفا علیہ فہما فتنۃ و رأیت رجلاً من
المسلمین ذکر انہ ارتد و رجع الی
عبادتہما و افتتن بہما ثم عاد الی
بنیسا بور، فاسلم و ہما طلسمان و
بعدهما صنم الملتان و الیہ ینسب
الکورة و ینسمی فرج بیت الذہب
لان المسلمین لما فتحوا الملتان کان
الامر علیہم ضیقاً فوجدوا بہا من الذہب
ما اعناہم۔

زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے، اس کے پتھر سے زخم بھر
جاتے ہیں، پجاری دیوداسیوں کی آمدنی سے
کھاتے ہیں اور اس بت خانے پر بے شمار
دیوداسیاں وقف ہیں اور جو اپنی بیٹی کو معزز بنانا
چاہتا ہے وہ اسے اس پر وقف کر دیتا ہے، یہ
دونوں بت مستقل فتنہ ہیں، (۱) میں نے ایک
ایسے مسلمان کو دیکھا جو بیان کر رہا تھا کہ وہ
مرد ہو کر ان کی پوجا کرنے لگا تھا اور سخت
امتحان میں پڑ گیا تھا، لیکن پھر نیشاپور چلا آیا
اور وہاں دوبارہ مسلمان ہو گیا، یہ دونوں سورتیں
طلسماتی ہیں، ان کے علاوہ ملتان کا بت خانہ
ہے، جس کی جانب یہ پورا علاقہ منسوب ہے،
اسے ”فرج بیت الذہب“ (سنہری سرحد) اس
لیے کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے جب ملتان فتح
کیا تھا تو اس وقت عسرت میں مبتلا ہو گئے
تھے، لیکن یہاں انہیں اتنا سونا مل گیا جس سے
وہ مالا مال ہو گئے۔

و بیت هذا الصنم قصر مبنی
فی اعمر موضع من الاسواق وسطہ
قبة حسنة حولها بیوت الخدام و هو
تحت القبة علی صورة رجل مترعب
علی کرسی من حصص و اجر و قد

مندر ایک شاندار محل ہے جو بازار کے
آباد ترین حصہ میں تعمیر کیا گیا ہے، اُس کے
نیچ میں ایک خوبصورت گنبد ہے، ارد گرد
پجاریوں کے مکانات ہیں، گنبد کے نیچے
آدمی کی شکل کا بت چونے اور اینٹ کی بنی

(۱) یہ دیوداسیوں کی طرف اشارہ ہے، جو مصنف کے نزدیک بہت بری رزمی تھی۔

البسوه جلدا يشبه السنجاب احمر
لا يتبين منه غير عينيه وهما جوهرتان
و على رأسه اكليل ذهب قد مد
باعيه على ركبتيه و قبض اصابع يديه
كانه يحسب اربعة و ما بعد هذه الا
اصنام دونها۔

ہوئی ایک کرسی پر پاتھی مارے بیٹھا ہے اور
اس کو سرخ چمڑا سنجاب کے مشابہ ہے، اس
طرح پہنا دیا گیا ہے کہ اس کی جگہ سے صرف
آنکھیں دکھائی دیتی ہیں، جو جواہر کی ہیں، سر
پر سونے کا ایک تاج ہے اور وہ دونوں ہاتھوں کو
گھٹنوں پر پھیلانے ہوئے ہے اور دونوں
ہاتھوں کی انگلیاں اس طرح سے پکڑے
ہوئے ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ چار کا عدد شمار
کر رہا ہے، اس کے علاوہ دوسرے بت خانے
چھوٹے چھوٹے ہیں۔

و رياضهم مكران و الراهوق
الديبل و قنبلى اكثر عذى و لهم
مراع و اسعة و مواش كثيرة الا انها
قشفة و هى متجرو فرضة و سندان
و صيمور و كنباية مدن خصبات
و رخصية الاشعار و معدن الارزاز و
العسل و على شطوط مهران بواد و
عرب كثير و الغالب على نواحى
مكران المفاوز والقحط والضيق و
هى جروم و اسعة بها رستاق يسى
الخروج مدينة راسك و اخرى تسمى
خرزان و يتصل بها من نحو كرماز
ناحية مشكة سعتها ثلاث مراحل

مکران، راہوق، دیبل اور قنبلی وغیرہ
کی زمین میں زیادہ تر کھیتی ہوتی ہے، یہاں
وسیع چراگاہیں اور بکثرت مویشی ہیں، لیکن
زمین خشک ہے، یہ مقامات تجارت کی
منڈیاں اور بندرگاہ ہیں، سندان منجور،
کھمبایت، نہایت سرسبز و شاداب ہیں، یہاں
چیزیں ارزاں ملتی ہیں، چاول اور شہد کی تو گویا
کان ہیں، دریائے سندھ کے کنارے میدان
اور بادیه میں عربوں کی بڑی آبادی ہے، مکران
کے اکثر علاقے بنجر ہیں، اس لیے قحط اور تنگ
دستی بھی رہتی ہے اور یہ سب گرم اور وسیع
علاقے ہیں، یہاں خردج نام کا ایک پرگنہ
ہے، جس کا مرکزی مقام راسک ہے، دوسرا

قليلة النخيل و بها اصداد۔

خرزان نامی ہے اور کرمان کی طرف
خرزان سے متصل تھکی کا علاقہ ہے، جس کا
عرض بقدر ۳ منزل کی مسافت کے ہے،
کھجوریں کم ہیں، مجموعہ اصداد شہر ہے۔

و ثم زط كثير يسكنون
اخصاصا و يتغذون بالسمك و طير
الماء و الراهوق و كلوان رستاقان
متصلان مضافان الى مكران فمنهم
من يجعل الراهوق من المنصورة
وهو قليل الثمار۔

یہاں جاٹوں کی بڑی آبادی ہے جو
جنگلوں میں رہتے ہیں اور مچھلیاں اور آبی
پرندے کھاتے ہیں، راہوق اور کلوان کے
پرگنے ایک دوسرے سے قریب اور ملے ہوئے
ہیں اور مکران میں شمار کئے جاتے ہیں، لیکن
بعض لوگوں نے راہوق کو منصورہ میں شمار کیا
ہے، وہاں پھل کی پیداوار بہت کم ہے۔

و وضع هذا الاقليم شرقية بحر
فارس و غربية كرمان و مفازة
سجستان و اعمالها و شمالية بقية
بلاد الهند و جنوبية مفازة بين
مكران و جبال القفص من ورائها
بحر فارس و انما احاط بحر فارس
بشرقي هذه البلاد و جنوبية من وراء
هذه السفازة من اجل ان هذا البحر
بمتمد من صدر على الشرقي الى تيز
مكران ثم يعطف على هذه المفازة
التي ان يسقمس على بلاد كرمان و
فارس و اندي يقع من المدن فناحيته

ملک سندھ کے مشرق میں بحر فارس،
مغرب میں کرمان، صحرائے جحستان اور اس
کے صوبے، شمال میں ہندوستان کے بقیہ شہر،
جنوب میں مکران کے درمیان کا صحرا اور قفص
(تچ) کے پہاڑ اور ان کے پیچھے بحر فارس
ہے، بحر فارس ان علاقوں کے مشرق اور صحرا
کے پیچھے جنوب کے حصوں کو اس لیے گھیرے
ہوئے ہے کہ یہ سمندر مشرق میں چیمور سے
تیز مکران تک پھیلا ہوا ہے، پھر اس صحرا کی
جانب مڑ کر کرمان اور فارس کو اپنے دائرہ میں
لے لیتا ہے، یہاں جو شہر پڑتے ہیں، ان
میں مکران کی طرف تیز، کیزنون، درک،

راسک، بہ، بند، قصر قند، آصفند، پھل پورہ،
مشکی، قبلی اور ارمائل وغیرہ ہیں۔

مکران التیز و کیزنون و درک و راسک
و بہ و بند و قصر قند و اصفند و فہل
فہرہ و مشکی و قبلی و ارمائل۔

صوبوں اور ولایتوں کا حال اس ملک
میں مختلف ہے، کیوں کہ صوبہ مکران کا علیحدہ
اور خود مختار بادشاہ ہے جو بڑا خلیق، متواضع اور
عادل ہے، ایسے بادشاہ کم نظر آئیں گے، منصو
رہ ایک قریشی سلطان کے ماتحت ہے، یہاں
کے لوگ خلیفہ عباسی کے نام کا اور کبھی عضد
الدولہ کے نام کا بھی خطبہ پڑھتے ہیں، میں
نے شیراز کے زمانہ قیام میں منصورہ کے ایلچی
عضد الدولہ کے دربار میں دیکھے تھے۔

والولایات فی هذا الاقلیم
مختلفة علی مکران سلطان علی
حسہ و هو متواضع عادل لا تری
مثلهم و اما المنصورة فعليها سلطان
من قریش یخطبون للعباسی و قد
کانوا یخطبوا علی عضد الدولة و
رأیت رسولهم قد وافی الی ابنہ و
نحن بشیراز۔

ملتان میں مصر کے فاطمی خلیفہ کا خطبہ
پڑھا جاتا ہے اور بغیر اس کے حکم کے کوئی کام
نہیں کیا جاتا، ان لوگوں کے سفیر اور تحفے
تخائف برابر مصر جاتے رہتے ہیں، یہ طاقتور
اور عادل بادشاہ ہے، قنوج اور وہند میں
ہندوؤں کا غلبہ ہے مگر مسلمانوں کا لگ بھگ بادشاہ
ہوتا ہے۔

و اما بالملتان یخطبون
للفاطمی و لا یحلون و لا یعقدون
الا بامرہ ابداء و رسلہ و ہدایاہم
تذهب الی مصر و هو سلطان قوی
عادل والغلبہ بقنوج و بویہند الکفار
وللمسلمین سلطان علیحدہ۔

طوران سے جب کوئی مال باہر بھیجا
جاتا یا لایا جاتا ہے تو ایک گانٹھ پر ۶ درہم ٹکس
لیا جاتا ہے، لیکن آٹے پر ۱۲ درہم ٹکس ہے،
اگر ہندوستان سے چیزیں آتی ہیں تو ایک

و الخراج یؤخذ من الحمل اذا
دخل طوران ستة دراهم و کذا لک
اذا خرج و من الرقیق اثنا عشر ادا
دخل حسب و ان کان الہند

گانٹھ پر ۲۰ درہم نکس ہوتا ہے اور اگر سندھ ہی سے چیزیں آتی ہیں، تو محصل اپنے اندازہ کے مطابق نکس لیتا ہے، کماۓ ہوئے چمڑے پر فی چمڑا ایک درہم نکس ہے، نکس کی کل سالانہ آمدنی دس ہزار درہم جو عشر (دسویں) کے نام پر لیا جاتا ہے۔ (۱)

فعشرون من الحمل وان كان من قبل السند فعلى مقادير القيم و على الجلد المدبوغ درهم دخل ذلك فى كل سنة الف الف درهم ياخذہ على تاويل العشر۔

(۱) اس کے بعد مصنف نے مسافروں کا ذکر کیا ہے، لیکن اس کا نقل کرنا غیر ضروری معلوم ہوا اس لیے قلم انداز کر دیا گیا۔



www.KitaboSunnat.com

HINDUSTAN

ARBON KI NAZAR MEIN

Vol. 1

Translated & Edited

by

ZIAUDDIN ISLAHI

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY

AZAMGARH